شمارہ فروری
2017

سچے رنگ

میگزین

READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
PAK Society LIBRARY OF PAKISTAN
ONE SITE ONE COMMUNITY
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Downloaded from https://paksociety.com

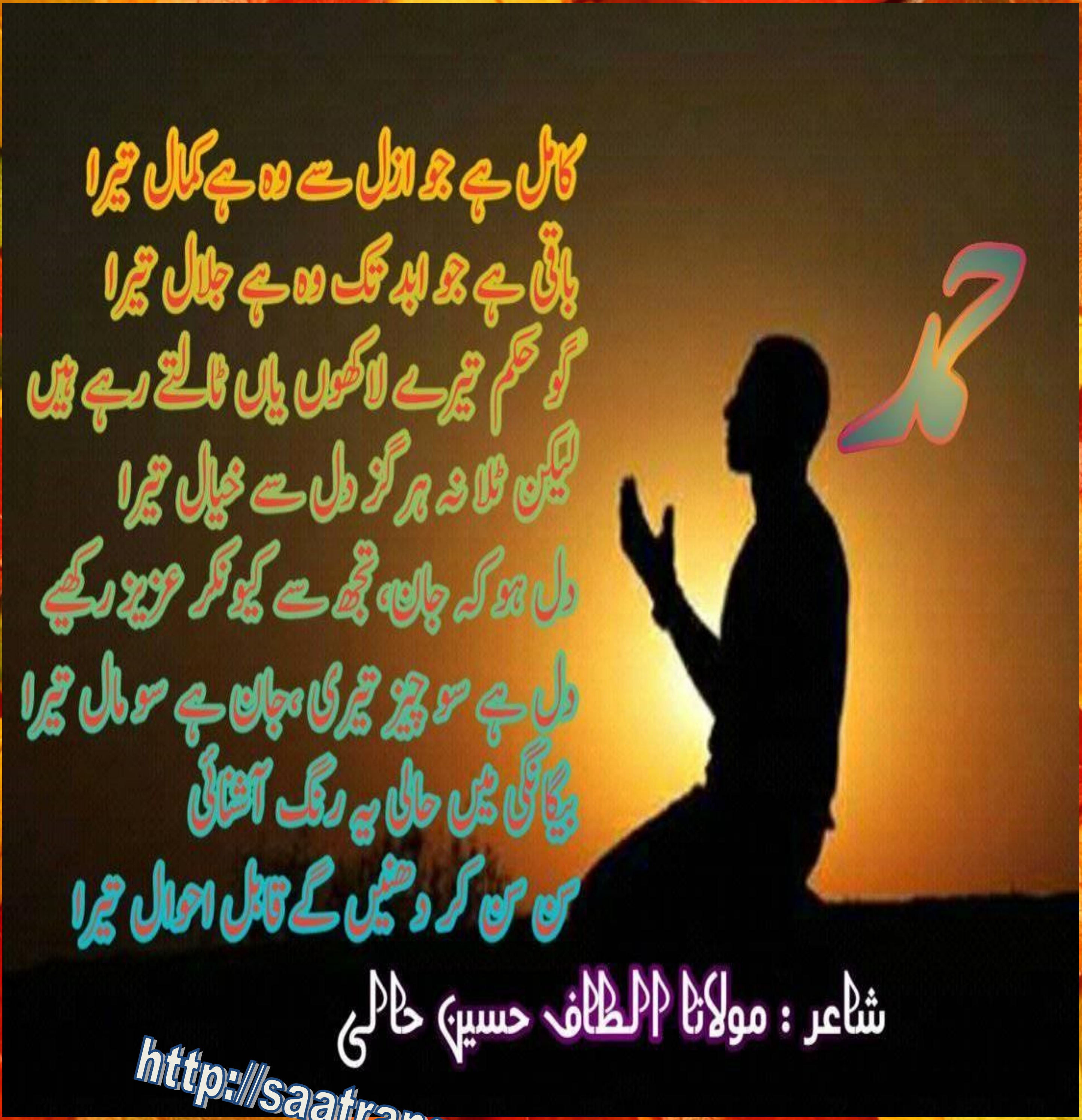

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ•

ادار یہ:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و بر ا کاتہ۔۔۔۔

قارئین !الحمداللہ، ست رنگ کے فروری کے شمارے کے ساتھ حاضر ہیں......

موسم سرما اس بار اپنی اگلی پچھلی سب کسر نکالنے کے بعد اب جانے کو ہے وہ لوگ جو پچھلے کئی برسوں سے سرما کی برف باری کو کھل کرانجوائے نہیں کر پار ہے تھے اس بار خاصے مسرور رہے ......مگر جاتی سردیاں اپنے ساتھ بہت کچھ لے گئیں اور ادب سے شغف رکھنے والوں کو گہرا دکھ دے گئیں، جی ہاں بات کر رہی ہوں ہم سب کی ہر دلعزیز اور معروف مصنفہ ناول نگار، افسانہ نگار محترمہ بانو قدسیہ آپا کی جو آسمان ادب کا وہ درخشاں ستارہ ہیں جن کا کام ہی ان کی پہچان ہے۔۔۔آہ۔۔۔ ماہ فروری میں ملنے والا یہ دکھ ادب کے آسمان پر ایک گہرا خلاء چھوڑ گیا، بانو قدسیہ اور بابا اشفاق احمد دونوں ہمارے لئے سر مایہء افتخار ہیں ان جیسا اب شاید کوئی نہیں، اور نا ہی کبھی ہو گا۔ بقول اقبال:

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا۔

اب بات ہو جائے فروری کے شمارے کی، کہتے ہیں کہ موسم کا تعلق دل کے موسم سے ہوتا ہے مگر گلابی جاڑے اور بہار کا حسین امتزاج دلوں کو خود بخود شاد کر دیتا ہے......فروری کا شمارہ ست رنگ بھی بہار کے اسی دل فریب جھونکے کی طرح ہے......خوشبو رنگ، بادل ہوا اور دھنک کے سات رنگوں سے مزین ست رنگ میگزین یقیناً ہمیشہ کی طرح آپ سب کو بہت پسند آئے گا......جنوری کے شمارے کی پسندیدگی پر آپ سب کے بہت مشکور ہیں بلاشبہ یہ ایک ٹیم ورک ہے اور اس میں آپ سب کی دعائیں اور محبتیں بھی شامل ہیں......فروری کا شمارہ کیسا لگا اور ہمارے سلسلے وار ناول آپ سب کو کیسے لگ رہے ہیں آگے کیا ہونا چاہیئے؟ پڑھ کر اپنی قیمتی آراء سے ضرور آگاہ کیجئے گا................

خوش رہیے اور خوشیاں بانٹتے رہے۔

جزاک اللہ خیر......

دعا گو: علینہ ملک

Downloaded from https://paksociety.com

﴾فہرست﴿

ایڈیٹر۔عدیلہ سلیم۔علینہ ملک۔کہکشاں صابر

میگزین کور ڈیزائنر۔کہکشاں صابر

میگزین ڈیزائنر۔عدیلہ سلیم

میگزین کمپوزر۔علینہ ملک

2-حمد۔۔۔۔الطاف حسین حالی

ادا ریہ۔

3-ادا ریہ۔۔۔۔علینہ ملک

☆☆☆

مضامین۔کالم۔

5-درود شریف کے فضائل۔۔۔۔ثمرین یعقوب

6-عالمی یوم محبت حقائق کیا؟۔۔۔۔۔۔۔کوثر جہاں

10- شیخ العالم پیر علاؤ دین صدیقی۔۔۔۔کوثر جہاں

50-خنک ہواؤں کی سوغات۔۔۔۔۔کہکشاں صابر

56-لیونارڈو دی پیروڈاونچی۔۔۔۔علینہ ملک

☆☆☆

سلسلے وار ناول۔

28-بند قباء کھلنے لگی ہے جاناں (قسط نمبر 3)۔۔۔۔۔سعدیہ عابد

84-عشق سنگ مرمر سا (قسط نمبر 3)۔۔۔۔۔اقراء عابد

101- تیرے بن جی نہ سکے (قسط نمبر 3)۔۔۔۔۔۔۔نعیم سجاد

☆☆☆

ناولٹ

135 ۔یہ داستان عشق ہے۔۔۔۔۔نعیم راجپوت

افسانے۔

12-یہ تیری محبت۔۔۔۔کہکشاں صابر

25-غیبت۔۔۔۔۔۔کوثر جہاں

47-ویلنٹائن۔۔۔۔۔ثناء واجد

62-زندگی کی راہوں میں تم کو پا کر شاد ہوئے۔۔۔۔انمول عائشہ صدیقی

68-اعتبار کا محل۔۔۔۔۔راحیلہ بنت مہر علی شاہ

70- تیرے لئے فنا ہوگئی۔۔۔۔ریما نور رضوان

74-لازوال عشق۔۔۔۔ثناء شہزاد

94-ذرا سنبھل کے۔۔۔۔۔۔راحیلہ بنت مہر علی شاہ

☆☆☆

77-انٹرویو۔صدف آصف۔۔۔ترتیب کہکشاں صابر

☆☆☆

سروے

97- ست رنگ سروے۔۔۔۔(ترتیب۔علینہ ملک)

☆☆☆

رنگ بہاراں۔

156-غزل۔۔۔۔۔پروفیسر کاشف شہزاد

157-غزل۔۔۔۔آبرو نبیلہ اقبال

158- نظم۔۔۔۔انیلا کرن

159-غزل۔۔۔۔بتول بھٹی

☆☆☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

☆درود شریف کے فضائل☆

ثمرین یعقوب۔

---

1 ۔ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر اللہ تعالی کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے،اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔" [مسلم:۸۰۴]

2 ۔ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجات بلند کردیے جاتے ہیں

3 ۔درود شریف کثرت سے پڑھا جائے تو پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ پر زیادہ درود پڑھتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے کہ میں آپ پر کتنا درود پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماشئت جتنا چاہو۔ میں نے کہا: چوتھا حصہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ پڑھو گے تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا: آدھا حصہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاہو اور اگر اس سے زیادہ پڑھو گے تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا: میں آپ پر درود ہی پڑھتا رہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب تمھیں تمھاری پریشانی سے بچالیا جائے گا اور تمھارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا:

"قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔"

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

☆عالمی یوم محبت حقائق کیا ہیں؟☆

تحریر: کوثر جہاں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ "حیا ایمان ہے اور ایمان جنت میں لے جانے والا اور بے حیاء اور بے ہودہ باتیں بے کار اور فضول کام ہیں اور فضول کام جہنم میں لے جائیں گے (ترمزی شریف)

فحاشی اور عریانی ہر مذہب میں حرام ہے اور بلاشبہ دین اسلام تو پاکیزہ اور صالح لوگوں کا دین ہے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے۔

"بے شک وہ لوگ جو مسلمانوں میں بے حیاء پھیلانا چاہتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے" (سورہ النور آیت 19 پارہ 18")

ویلنٹائن ڈے فحاشی کا دوسرا نام ہے اسے معاشرے میں فروغ دینا فحاشی و بے حیاء کی راہ کھولنے کے مترادف ہے، سب سے پہلے تو یہ دیکھیں کہ ہمارے پاس کوئی کلچر، کوئی تاریخ، کوئی ثقافت، کوئی تہذیب نہیں ہے جو ہم دوسری قوموں کے امپورٹ شدہ غیر شرعی, غیر اخلاقی, اور غیر مذہبی تہوار کو فروغ دے رہے ہیں.........غور طلب بات ہے کہ اس دن کی حقیقت کیا ہے جسے نوجوان نسل نے یوم محبت کے القاب سے نوازرکھا ہے اس کے تاریخی پس منظر سے تقریباً سارا معاشرہ ہی آشنا ہے یہ ایک معروف واقعہ ہے جو ویلنٹائن نامی شخص کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے اس کے بارے میں بھی عطاءاللہ صدیقی ہیں ....

"اس حوالے سے کوئی مستند حوالہ تو موجود نہیں البتہ ایک غیر مستند خیالی داستان پائی جاتی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ (Nun) کی زلفوں کے اسیر ہوئے۔ چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لئے نکاح ممنوع تھا۔ اس لئے ایک دن ویلنٹائن صاحب

Downloaded from https://paksociety.com

نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لئے اسے بتایا کہ اسے خواب میں بتایا گیا ہے کہ 14 فروری کا دن ایسا ہے اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ صنفی ملاپ بھی کرلیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوشِ عشق میں یہ سب کچھ کر گزرے۔ کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اُڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کردیا گیا۔" بعد میں کچھ منچلوں نے ویلنٹائن صاحب کو 'شہیدِ محبت' کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے ان کی یاد میں دن منانا شروع کردیا۔ چرچ نے ان خرافات کی ہمیشہ مذمت کی اور اسے جنسی بے راہ روی کی تبلیغ پر مبنی قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سال بھی عیسائی پادریوں نے اس دن کی مذمت میں سخت بیانات دیئے۔ بنکاک میں تو ایک عیسائی پادری نے بعض افراد کو لے کر ایک ایسی دکان کو نذر آتش کردیا جس پر ویلنٹائن کارڈ فروخت ہو رہے تھے۔

بعض لوگوں میں ایک تصوّر پایا جاتا ہے کہ ویلینٹائن ڈے (Valentine Day) عیسائیوں کا ایک مذہبی تہوار ہے، یہ بالکل غلط اور بے بنیادی عقیدہ ہے، بلکہ یہ رومن اور کیتھولک تہوار ہے کیونکہ اِس میں دونوں کی تاریخ سے متعلق نظریات ملتے ہیں-

رُومی بادشاہ Claudius کلاوڈیس دوم اپنے دَور کا ایک سفاک بادشاہ تھا- اُس نے اپنی سلطنت میں ایک حکم جاری کیا ہوا تھا جس کے تحت روم کی فوج کے نوجوان شادی نہیں کر سکتے تھے- اُس کی یہ سوچ تھی کہ غیر شادی شُدہ سپاہی، شادی شُدہ کی نسبت بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں، کیونکہ شادی شُدہ افراد کو اِس بات کی فکر لگی رہتی ہے کہ اُن کی موت کے بعد اُن کے بیوی بچوں کا کیا ہوگا۔۔۔؟

ویلینٹائن اُسی دَور کا ایک پادری اور معالج بھی تھا اُسے بادشاہ کا یہ حکم سخت ناپسند تھا لہٰذا اُس نے اِس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خفیہ طور پر نوجوان سپاہیوں کی شادیاں کروانا شروع کردیں۔ آخرکار جب ویلینٹائن کی حقیقت سب کے سامنے آئی تو اُسے قید میں ڈال دیا گیا اور جسمانی طور پر ہراساں بھی کیا گیا- دورانِ قید اُس پر نظر رکھنے کے لیے جس جیلر کو مقرر کیا گیا اُس کی بیٹی نابینا تھی۔ ویلینٹائن نے

Downloaded from https://paksociety.com

ایسے حیران کُن اور معجزانہ انداز میں اُس کا علاج کیا کہ جیلر نے اُس سے متاثر ہو کر اپنے پورے خاندان کے ساتھ عیسائیت اختیار کر لی۔ اپنے اِن جرائم کی پاداش میں 269AD میں ویلینٹائن کو موت کی سزا سُنائی گئی۔ جس روز اُس کی سزا پر عملدرآمد کیا گیا اُسی صبح اُس نے جیلر کی بیٹی کو ایک الوداعی خط لکھا جس کا اختتام اُس نے "from"your"valentine" پر کیا۔ جس سے متاثر ہو کر آج کل کی نوجوان نسل بھی کچھ ایسے ہی القابات اپنے لیے بھی استعمال کرتی ہے۔ ویلینٹائن ڈے کا رومانس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ تعلق قرونِ وسطیٰ کے ایک شاعر جیوفرے چاسر (Geoffrey Chaucer) نے محض اپنی شاعری کے ذریعے قائم کیا۔

ویلینٹائن ڈے کی بنیاد قدیم رومیوں کے ایک تہوار (Lupercalia Festival) سے شروع ہوئی جو 15 فروری کو منایا جاتا تھا۔ رومی تقریباً آٹھ سو سال (800) تک اِس تہوار کو اپنی دیوی لیوپرکس (Lupercus) کے اعزاز میں مناتے رہے۔ اِس تہوار کی تقاریب میں تمام نوجوان لڑکیاں اپنے نام کی پرچیاں ایک مرتبان میں ڈال دیتی تھیں اور پھر نوجوان لڑکے اُس میں سے ایک ایک پرچی اُٹھا لیتے تھے۔ جس کے پاس جس لڑکی کے نام کی پرچی آتی تھی وہ تہوار کی باقی تقاریب کے لیے اُس کی دوست منتخب ہو جاتی تھی، اگر کسی جوڑے کی آپس میں اچھی بنتی تو وہ اگلے سال تک بھی ایک دوسرے کے ساتھ رہتے۔ یہاں ایک ضروری بات قابلِ غور ہے کہ یہ تعلق مکمل طور پر غیر شرعی اور بے ہودہ ہوتا تھا، اس دن کو منانے والے تمام لوگ کافر تھے۔

یہ اتنی واہیات ہے کہ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے دین اسلام میں نکاح جیسے پاک بندھن کے بغیر لڑکے اور لڑکی کی محبت کا تصور ہی حرام ہے......قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے صاف طور پر منع فرمایا ہے۔

"پاک......دامن بننے والیاں, نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے والیاں نہ چھپے دوست بنانے والیاں (النساء

Downloaded from https://paksociety.com

25)۔

یعنی کہ مسلمان عورتوں کی وفاداری اپنے شوہروں کے علاوہ کسی نامحرم مرد کے لئے ہونی ہی نہیں چاہیئے ورنہ اس کا انجام ساری زندگی کی ندامت اور شرمندگی کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور آخرت کے عذاب کا تو کوئی حساب نہیں۔ اللہ پاک نے ہمیں اتنے پیارے اور بابرکت تہواروں سے نوازا ہے جنہیں منانا ہمارے لیئے انتہائی ثواب اور مسرت کا باعث بنتا ہے......عیدالفطر, عیدالاضحیٰ, اور اس سے پہلے شب برات, شب معراج اور شب قدر جیسی عظیم نعمتوں سے نوازا ہے پھر بھی ہم نے اس موذی وبا میں خود کو مبتلا کرر کھا ہے۔ پاکستان میں اِس کا تصوّر 1990 کے بعد سے کچھ ٹی وی اور ریڈیو پروگرامز کی بدولت آیا ہے عید کے تہوار پر کارڈز کی فروخت اتنی نہیں ہوتی جتنی اس دن بے شمار کارڈز اور پھولوں کی فروخت کی جاتی ہے......نوجوان نسل کے اندر موجود جزباتی کیفیات کو کو ابھارنے میں الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کا بہت اہم کردار ہے انڈین اور پاکستانی ڈرامازاور موویز نے تو جیسے پوری نوجوان نسل کو عاشق بنا دیا ہے اور تو اور ہمارے میڈیا نے کبھی عوام کو اس دن کی حقیقت سے آگاہی نہیں دی یہ مہینہ شروع ہوتے ہی ان کا کاروبار جو چمک اٹھتا ہے کروڑوں اربوں روپے اس ناجائز اور حرام کام میں بڑی فراخ دلی سے لٹائے جاتے ہیں کمپنیاں جتنا بزنز انہیں اس مہینے میں دیتی ہیں اور کسی تہوار پر کہاں دے پاتی ہوں گی..........ضرورت ہے اشد ضرورت ہے سوئے ہوئے، غافل مسلمانوں میں شعور اجاگر کرنے کی اور میری ذاتی رائے یہی ہے کہ یہ کام بھی وہی میڈیا زیادہ بہتر کر پائے گا جس نے اس وبا کو ہمارے معاشرے میں پھیلایا ہے..........خدائے پاک و برتر ہماری بہن بیٹیوں کی عزت و ناموس کی حفاظت فرمائے اور بھائیوں بیٹوں کو باکردار، باحیاء اور باشعور بنائے۔ آمین......

☆☆☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

☆ شیخ العالم پیر علاؤالدین صدیقی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر ☆

کوثر جہاں۔ کراچی

آپ 1 جنوری 1938ء کو نیریاں شریف آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے آپ غوث الامت خواجہ غلام محی الدین غزنوی کی دوسری اولاد تھے۔ آپکی نسبت نقشبندیہ صدیقی مجددی ہے جو آپ کے والد اور شیخ، خواجہ غلام محی الدین غزنوی سے ہے انہی سے ان کا شجرہ خالد بن ولید سے ملتا ہے۔ شیخ العالم نے ظاہری و باطنی تعلیم اپنے والد و پیر و مرشد سے حاصل کی ایک نوجوان حیثیت سے انہیں ایک بابرکت اور دینیت سے بھرپور ماحول ملا اس کے بعد آپ نے جامعہ حقائق العلوم حضرو سے مشکوۃ اور جلالین پڑھی دینی تعلیم کی تکمیل جامعہ رضویہ فیصل آباد سے مولانا سردار احمد سے کی اور دورہ تفسیر کی تکمیل مولانا عبدالغفور ہزاروی سے کی۔ نورِ پیکر سراپا اپنائیت محبتِ انسانیت سے بھرپور عشقِ خدا و حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوں کو معمور کرنے والے اللہ اللہ کے ذکر سے قلب کو پُرنور کرنے والے صد افسوس 3 فروری 2017ء کو لندن میں اپنے مالکِ حقیقی سے ملاقات کے سفر کو روانہ ہو گئے۔ آہ کتنی آنکھیں اشکوں کی ماری ہو گئیں کتنے دل بنجر زمین کی طرح پیاس سے خشک سوچ میں ڈوبے کہ آپ نے تو کتنے بے راہ روی میں ڈوبے صبح شام گناہوں میں زندگی بسر کرنے والوں کو اللہ کی یاد دلائی آپ کا پُررونق چہرہ دیکھ کر ہی خدا یاد آ جاتا اور خود ہی گناہ چھوٹتے جاتے آپ کی دلفریب آواز اور اندازِ تکلم سے تو درد کے ماروں کی ڈھارس بندھتی عرشِ معلی پر تو رونق کا سماں ہو گا کہ محبوب کے محبوب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیارے آپ سے انتہاء قریب نسبت رکھنے والے آج عرش کی زینت ہوئے..........

اور ہم غم کے مارے ایک مسیحا کی جدائی میں افسردہ دل کو تھامے بس یہی سوچ رہے ہیں کی ہمارا کیا ہو گا ....اے کاش کہ ہم بھی اُن کی طرح مالک کی قربت میں زندگی گزار سکیں عشقِ محمدی صلی اللہ

Downloaded from https://paksociety.com

علیہ وسلم ہمارے بھی چہروں سے چھلکے ہم بھی اُن کی صحبت میں رہنے کا حق ادا کر سکیں .... ہم گنہگاروں کا آسرا تو یہ اللہ والے ہی ہیں جو ہمیں اللہ سے ملا دیتے ہیں مگر افسوس کہ ہم تو دنیا کے جھمیلوں میں ایسے غرق ہوئے کہ ہمیں تو فرصت ہی نہیں کہ پنج وقتہ نماز ہی ادا کر لیں ....

اللہ کریم پیارے شیخ العالم ہمارے پیر کے صدقے ان کی محبت کے طفیل ہمیں بھی اپنا قربِ خاص عطا کر دے۔ ہمارے دلوں کو بھی مالک اللہ اللہ کے ذکر سے پُر نور کر دے آمین ....

* وہ چراغِ نورِ شبِ سحر وہ جو گُل ہوا تو پتا چلا

کہ اندھیر کتنی سحر ہوئی کہ اُجاڑ کتنے نگر ہوئے *

☆☆☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

افسانہ ☆ یہ تیری محبت ☆

تحریر: کہکشاں صابر۔

" فکر کار یلا کبھی ختم نہیں ہوتا" ۔۔۔۔۔ کہنے والے کی دھیمی مسکراہٹ لبوں کو چھو گئی......

سامنے بیٹھے خوش شکل نوجوان نے جھکے سر کو اٹھا کر اپنے سامنے بیٹھے بلیک لباس میں ملبوس سفید داڑھی والے بزرگ کو دیکھا۔۔۔

"اصل میں زندگی کا مزا ہے ہی دکھ، پریشانی اور چھوٹے موٹے غم میں" بزرگ نے نوجوان کے دیکھنے پر آنکھوں کو جنبش دے کر کہا۔ اور ان میں سب سے زیادہ مزا اور لطیف دکھ محبت کا ہے۔۔۔۔۔۔۔ بزرگ کی بات جاری تھی اور مسکراہٹ گہری۔

جس پر نوجوان پل بھر کو چونکا۔ "آپ کیا کہہ رہے ہیں نانا ابو"

" کیسی محبت"؟ ۔۔۔۔۔ شکیل نے جلدی سے خود کو سنبھالا اور ٹی وی کا ریموٹ اٹھاتا صوفے سے اتر کر نیچے کارپٹ پر بیٹھ گیا۔ (توبہ کیسے اندر کی بات جان لیتے ہیں جادوگر۔۔۔ اس نے ٹی وی آن کرتے ہوئے سوچا اور اس انداز سے بیٹھا کہ چہرے بالکل بھی نظر نا آئے)

"وہی جو تم چھپانے کی ناکام کوشش کر رہے ہو،" صفدر الرحمٰن نے شکیل کے کندھے پر زور سے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ افففف۔۔۔۔۔۔۔۔ نانا ابو آپ یہ اپنا آرمی سے منظور شدہ ہتھوڑا پلس ہاتھ سنبھالیں پلیز "........... شکیل کندھا سہلاتا تھوڑا اور آگے کو کھسکا۔

"واہ کیا بات ہے صفدر الرحمٰن، "جیو شیر، جیو" نانا ابو نے اپنے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر فخر سے کہا، ک، کہاں ہے شیر"؟ ۔۔۔۔۔۔...... شکیل نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی۔

Downloaded from https://paksociety.com

بدتمیز، میں اسے بتادوں گا"۔۔۔۔۔۔نانا ابو نے اک جھٹکے سے ریموٹ اس کے ہاتھ سے پکڑا اور سپورٹ چینل کو نیوز میں بدل دیا۔۔۔شکیل کی زبان اور ٹی وی کا کنٹرول اک دم سے نانا ابو کے ہاتھ میں چلا گیا (خوف ناک جیلر)۔۔۔۔۔۔۔دل میں کہتا اس نے سر جھٹک کر یہاں سے اٹھنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔

"کیا کرتے ہیں آپ؟۔۔۔۔۔۔۔"اک نرم ہوا کے جھونکے جیسی آواز سیڑھیوں کی طرف سے آئی دونوں نے سر گھوما کر دیکھا۔۔۔

"لو آ گئی تمھاری سپورٹر"۔۔۔۔۔۔۔۔نانا ابو نے شکیل کو دیکھ کر کہا اور ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئے جہاں کوئی بھی خبر تسلی بخش نہیں تھی یا پھر خبر کے معنی ہی چوری، قتل، زنا اور سود تھا۔

"نانی امی کہاں تھی آپ"۔۔۔۔۔۔۔،،شکیل نے بھاگ کر جلدی سے ان کا ہاتھ تھاما۔

"کیوں بچے کو تنگ کر رہے ہیں۔۔۔۔۔؟؟؟"

"بچارہ کیسا بخار میں جل رہا ہے"

"ہاں محبت کے"۔۔۔۔۔۔۔نانی امی کی ہمدری بھی اس کو مہنگی پڑی صفدر الرحمٰن نے جواب دیا اور پھر سے رخ ٹی وی کی طرف کر لیا۔۔

"کیا کہاں آپ نے" کچھ نہیں،،وہ آپ کے اور میرے پیار سے جلتے ہیں" شکیل نے فرزانہ بیگم کو آرام سے بیٹھاتے ہوئے کہا اور سر ان کی گود میں رکھ دیا۔انہوں نے اس پر کچھ قرآنی آیات پڑھ کر دم کی اور تسبیح سائیڈ پر رکھ دی "دیکھو کیسا منہ نکل آیا ہے کمبخت یہ دوائیاں انسان کو ٹھیک کرنے کی بجائے اک دو اور بیماریاں پلے سے باندھ دیتی ہے"ماں کی ماں کا پیار پورے عروج پر تھا شکیل کو ان کا دھیمے دھیمے سر سہلانا اچھا لگ رہا تھا۔۔آنکھیں بند کر کے وہ کسی خواب کی یاد میں کھو گیا۔۔۔

****

Downloaded from https://paksociety.com

"شکر ہے آج کا آخری پیپر بھی آسان ہی تھا" مہوش نے کمپس سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔۔ھمم "اس کے کے بائیں طرف سے آواز آئی

"بس۔۔۔۔۔" ھمم "۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"مہوش نے نور کو کہنی ماری جو منہ میں پن کا پچھلا حصہ دبائے آنکھوں کو سکڑے کسی سوچ میں ڈوبی ساتھ چل رہی تھی۔۔

آہ۔۔۔چڑیل ،۔۔۔۔۔۔۔تمھارا یہ ڈیلاگ تو بچپن کا ہے جو تم ہر پیپر کے بعد دیتی ہو۔اب اس پر کیا تبصرہ کروں میں؟ نور نے غصے سے میں کو لمبا کھنچا اور بازوں سہلانے لگی جہاں کچھ زور سے ہی کہنی لگی تھی

"ساری سوچ کا بیڑہ غرق کر دیا"۔۔۔۔۔دل کی بڑھاس نکل کر پن پھر اپنی پرانی جگہ پر جا ٹکا تھا۔

"ویسے میں ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں اس کی آنکھیں کچھ کہتی ہے تم سے"۔۔۔۔۔مہوش نے برا منائے بغیر اس کے ہاتھ سے پن کھنچا تھا" کس کی......؟"نور اب بھی خود میں الجھی ہوئی تھی۔۔

"لوں بھئی کوئی سر پیٹ پیٹ ان کے در پر پاگل ہو گیا، ہر طرف منادی ہو گئی پر گھر والوں کو کچھ خبر نہیں...... ۔۔۔۔۔۔۔۔"مہوش نے اس کی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔۔

"میں تیرے ہنڈسم کی بات کر رہی ہوں،"

"یار وہ یہاں کہاں سے آ گیا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دونوں، یونیورسٹی کا مین گیٹ پار کر رہی تھی

"یہی تو ہے، پر تو جان کر اندھی بنی بیٹھی ہے"، نور کو حیران خود کی طرف دیکھتے اس نے اس کا چہرہ سامنے کی طرف کیا جہاں بلیک گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا شخص ان ہی کو دیکھ رہا تھا

****

"کاش اس کا رشتہ بچپن میں اس کے کزن کے ساتھ نہ ہوا ہوتا تو میں ضرور کچھ کرتا، لیکن"۔۔۔۔۔نانا ابو نے بات ادھوری چھوڑ کر کافی کا گھونٹ بھرتے شکیل کو دیکھا، جو برے برے منہ بنا رہا تھا۔۔۔۔

"ویسے مجھ میں اتنی پاور ہے تو سہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔"،،، پر اب کی انہوں نے سر دائیں بائیں ہلایا

Downloaded from https://paksociety.com

"اک بات کہوں آپ کو، اگر آپ برا ناں مانے تو"۔۔۔۔۔۔۔۔شکیل نے مگ کین کے ٹیبل پر رکھا

"جب میں آپ سے کوئی مدد مانگ نہیں رہا تو کیوں آپ میرے پیچھے پڑے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔شکیل نے کھڑے ہوتے ہوئے تحمل سے کہا۔

"میں کہاں تمھارے پیچھے پڑا ہوں، میں تو تمھارے آگے ہوں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے سوال جتنا سنجیدگی سے کیا تھا نانا ابو کی طرف سے جواب اتنا ہی غیر سنجیدہ تھا۔

"اوخدا، " شکیل نے نیلے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا اور پیر پٹختا اندر چلا گیا ساتھ نانا ابو کا بھرپور قہقہہ اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

****

"ایک تو ہمارے ماں باپ، "۔۔۔۔۔۔۔۔اندھیرے کمرے میں صوفے پر بیٹھا وہ تواتر سے اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔کیا ضرورت تھی بچپن میں نسبت طے کرنے کی......اب بچارہ دل (پیشانی مسلتا ہاتھ سینے پر آرکا) اس کو کون سمجھائے، غلط راستے کی طرف موڑ گیا۔۔۔شاعروں ادیبوں کی بات سچ ہی ہے محبت کانٹوں کا سفر ہے جہاں منزل مقدر سے ملتی ہے پر یہاں تو میرے لیے ہر گلی، بند گلی میں بدل رہی ہے" کیا کرو، کیا کرو؟

"میرے پاس پاور ہے تو سہی"......اک دم سے دل و دماغ میں مضبوط آواز گونجی اس نے بند آنکھیں کھول کر اندھیرے کمرے کو گھورا۔۔۔نہیں شکیل وہ اور تمھاری مدد ناممکن! جادوگر، جیلر اور راور، (جب کوئی نام ذہین میں نہیں آیا تو سامنے پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر کہا) بس یہی نام آپ پر اچھے لگتے ہیں"

****

"اسلام علیکم بابا جانی" گاڑی کی کیز ہاتھ میں گھوماتی مہوش کی آواز کوریڈور سے آئی

Downloaded from https://paksociety.com

"وعلیکم واسلام کیسی ہے میری بیٹی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاتھ میں اخبار لئے بیٹھیں بابا جانی نے اس کو دیکھ کر کہا۔۔۔

"آپ کے سامنے فٹ اینڈ فائن (مہوش کہتی ہوئی ان کے سامنے بیٹھ گی) آپ کی وہ نخریلوں اماں کہاں ہے"

"اوپر اپنے کمرے میں"۔۔۔۔'انہوں نے اوپر کی طرف اشارہ کیا

"کیوں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"(پہلے وہ حیران ہوئی اور یاد آتے ہی)"اوکلر کا مسئلہ۔۔۔۔۔اور دونوں زور سے ہنس پڑے۔

"اک تو یہ لڑکی بھی ناں۔۔۔میں آتی ہوں بابا جانی"مہوش کہتی ہوئی اٹھ گئی اور پھر سے وہ اپنی اخبار میں کھو گئے۔

****

"نانا ابو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مجھے"

"یار کتنے کام پڑے ہیں شادی والا گھر"۔۔۔۔۔۔۔۔موبائل کان کو لگائیں صفدر الرحمٰن ادھر ادھر ٹہل رہے تھے"ہاں بھئی پورے گھر کو دلہن کی طرح سجانا ہے کوئی کمی پیشی نہیں رہنی چاہیے......ٹھیک ہے چلو شاباش جلدی سے آجاؤ...........اللہ حافظ"

"تم ابھی تک یہی کھڑے ہو"۔۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے فون پر بات کر کے چپ کھڑے شکیل کو کہا

"جی وہ میں"(کہاں سے شروع کرو...............شکیل نے ہاتھوں کو پیچھے باندھتے ہوئے سوچا)

"کیا۔۔۔؟؟؟؟؟ تمھارا ابخار کل سے اتر چکا ہے اور پھر بھی تم گھر پر گھوم رہے ہو، مانا بیٹا جی اپنا بزنس ہے پر کام تو کام ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے آگے ہو کر گم سم کھڑے شکیل کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور جھک کر ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھائی

Downloaded from https://paksociety.com

"اچھا سنو!" ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جو پھر سے تھکے قدموں پر اپنے کمرے میں جا رہا تھا جلدی سے واپس پلٹا۔ جی نانا ابو، وہ مجھے آپ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"ایسا کرو تم ائیر پورٹ چلے جاؤں اپنے ماموں مامی کو لینے، میں یہی روک کر لائٹنگ کا کام دیکھ لوگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"شکیل جو جوش سے پلٹ کر اپنے دل کی بات بتانا چاہتا تھا نانا ابو کے ہاتھ سے چابی لیتا باہر نکل گیا بغیر دھیان کہ ان کے لبوں کی مسکراہٹ گہری کیوں تھی؟

****

http://saatrangmagzine.blogspot.com

کوئی فریاد تیرے دل میں دبی ہو جیسے،
تو نے آنکھوں سے کوئی بات کہی ہو جیسے،
جاگتے جاگتے اک عمر کٹی ہو جیسے،
جان باقی ہے مگر سانس رکی ہو جیسے،
ہر ملاقات پہ محسوس یہی ہوتا ہے،
مجھ سے کچھ تیری نظر پوچھ رہی ہو جیسے،
راہ چلتے ہوئے اکثر یہ گماں ہوتا ہے،
وہ نظر چھپ کر مجھے دیکھ رہی ہو جیسے،
ایک لمحہ میں سمٹ آیا ہو صدیوں کا سفر،
زندگی تیز ،بہت تیز چلی ہو جیسے،
اس طرح پہروں تجھے سوچتا رہتا ہوں،
میری ہر سانس تیرے نام لکھی ہو جیسے۔

"مجھے لگتا ہے میں واقعی مجنوں بنتا جا رہا ہوں" سارے راستے اداس گانوں کو سنتے ان کا حصار لئے وہ

Downloaded from https://paksociety.com

ائیر پورٹ پہنچ گیا گاڑی سے نکلتے ہی وہ دونوں اور ساتھ روحا اسے ائیر پوٹ کے باہر ہی نظر آ گئے سب نے دیکھ کر ایک دوسرے کو ہاتھ ہلایا اور شکیل نے گاڑی کی بونٹ اوپن کی کہ جلد از جلد سامان رکھ کر یہاں سے نکلا جائے؟

****

"انکل انٹی اور روحا آتے ہی ہوں گے پھر وہ تمھیں بتائیں گے نکمی لڑکی،"

"دیکھو تم مجھے ڈانٹ رہی ہو"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دونوں شاپنگ بیگز کی بھر مار اٹھائے مال سے باہر نکل رہی تھی جہاں ہر چیز خریدی جا چکی تھی سوائے شادی کے جوڑے کے

"ڈانٹ۔۔۔" مہوش تھوڑا سا استہزئیہ مسکرائی "اگر مجھے جیل جانے کا ڈر ناں ہوتا لڑکی تو میں تمھارا گلہ دبا دیتی"۔۔۔۔۔۔سارے بیگز گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھیں اور خود فرنٹ سیٹ کھول کر بیٹھ گئی

"گاڑی کون چلائے گا؟؟؟"نور نے حیرت سے باہر کھڑے ہو کر پوچھا

"تم۔۔۔" دو لفظی جواب

"لیکن میں تو بہت تھک گئی ہوں"

"تھوڑا اور تھکوں......" مہوش نے کہتے ساتھ ہی آنکھیں بند کر کے سیٹ سے ٹیک لگا لی

سب لان میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے سوائے اس کے جو اندھیرے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اس کے عصاب اور دل و دماغ میں تناؤ بھی بڑھتا جا رہا تھا قد آدم کھڑکی کا بھاری پردہ سرکا کر اس نے باہر دیکھا جہاں گاڑی سے اترتی شاپنگ بیگز کو سنبھالتی وہ دشمن جاں چلی آ رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر نور کو دیکھنے کے بعد وہ کسی نتیجے پر پہنچا اور کھڑکی سے ہٹتا ہوا بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔

"ایک موقع، وہ بھی خاص موقع"

Downloaded from https://paksociety.com

وہ ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔۔

سو خود کو نارمل لائف کی طرف لانے کے لیے اسے اچھی نیند کی ضرورت تھی۔۔

****

"یار مجھے تو لگتا ہے تم جان بوجھ کر اپنا شادی کا جوڑا نہیں لے رہی۔۔۔۔نادیہ نے ڈرائے فروٹ کی پلیٹ ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جبکہ نور نے صرف گھورنے پر اتفاق کیا۔۔

"تم چاہتی ہو کہ آپ کے مجازی خدا آپ کے لیے اپنی انرجی ضائع کرے اور پھر آپ ان کے رنگ میں رنگ جائے۔۔۔۔"

"ہاں تو اور کیا۔۔اب اتنا تو حق بنتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔نور نے اس کے ہاتھ سے پلیٹ کھینچ کر اپنی گود میں رکھی اور پستے کے نمکین دانے منہ میں ڈالے

"یار یہ ویسے مشکل ہے وہ کبھی نہیں کرے گے۔۔"۔۔۔۔۔۔۔۔۔نادیہ نے تجزیہ دیا۔

"نہیں ،تم جانتی نہیں اس کو"۔۔۔۔۔نور نے اب کاجو کا ایک ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈالا۔۔

"اتنا یقین۔۔۔"

"ہاں مجھے اور دل کو"۔۔۔اس نے دل پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

****

سڑھیاں اترتے شکیل نے کسی اجنبی شخص کو دیکھا۔۔

"شادی کا گھر ہے کوئی ہوں گا"اس نے دل میں سوچتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"عمران بھائی ،آپ میرے لیے کیا لائے ہیں۔"۔۔۔روحا اس اجنبی کے سامنے بیٹھی مسکرا کر کہہ رہی تھی اور ساتھ نادیہ اور نور بھی بیٹھی دلچسپی سے سامنے والے کے جواب کی منتظر تھی۔۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

شکیل روحا کے منہ سے عمران کا نام سنتے ہی جہاں تھا وہی تھم گیا

"یہ آ بھی گیا۔"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بنا پلک جھپکے ان چاروں کو دیکھ رہا تھا

"تم یہاں ایسے کیوں کھڑے ہوں؟"۔۔۔۔۔۔۔نانا ابو نے اس کے کندھے پر تھپکی دے کر پوچھا

"آ ؤ تمھیں نور کے لندن والے کزن سے ملواتا ہوں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر ان چاروں کے پاس لے گئے جو پتہ نہیں کس بات پر زور زور سے قہقہ لگا رہے تھے

"عمران، اس سے ملو یہ میرا بیٹا شکیل اشعر، ٹاپ کا بزنس مین ہے۔ بہت بڑی کمپنی کو ہینڈل کرتا ہے صرف ایک چھوٹی سی بات کو چھوڑ کر"۔۔۔۔۔۔۔۔آخر میں انھوں نے اپنا لہجہ مدھم کرتے ہوئے کہا لیکن ایسے کے سب نے آسانی سے سن لیا۔۔۔

"ہیلو۔۔۔!" عمران نے ہاتھ بڑھایا۔۔

"اور شکیل یہ نور کے کزن لندن والے، جو بہت اچھا بولتے ہے۔۔"۔

"ہیلو۔۔" ۔۔شکیل نے نا چاہتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر کہا

"بابا جانی، اب عمران بھائی آ ہی گئے ہے تو کیا اب ہم ان کو ساتھ لے جا کر کچھ بچی کچی شاپنگ کر لے۔۔"۔

نادیہ نے نور کے کندھے کو کندھا مار کر کہا جو خاموش کھڑی اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

"ہاں۔ ہاں کیوں نہیں۔۔۔ جاؤں سب اور شکیل تم بھی جاؤں ساتھ۔۔ عمران کو راستوں کا پتہ نہیں ہے"۔۔۔صفدر الرحمٰن نے اس کے جواب دینے سے پہلے ایک اہم نقطہ اس کے سامنے رکھا۔۔

"او کے۔۔۔۔" شکیل سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔۔ اور وہ چاروں بھی اس کے پیچھے باہر نکل آئیں۔۔

****

"یہ دیکھو، یہ بیسٹ ہے۔۔وٹ آ بیوٹی فل کلر۔۔"۔۔۔۔۔۔۔ڈیپ ریڈ کلر کا لنگا عمران نے اس کے

Downloaded from https://paksociety.com

سامنے کیا جس پر بہت بھاری کام تھا۔۔۔۔۔۔

"تو یہ عمران بھائی اتنا ہیوی"۔۔۔۔۔۔۔نادیہ نے بھاری دوپٹے کے کنارے کو پکڑ کر کہا تھا جو سیل بوائے نے انکے آگے پھیلایا ہوا تھا۔۔

"نور تو اس میں غائب ہی ہو جائے گی۔"۔نادیہ نے نور کا ہاتھ تھاما تو نور نے بھی سر ہلا کر تاکید کی

"میں آپ کو اور دیکھتا ہوں"۔۔۔سیل بوائے کہتا ہوا ان کے سامنے اک سے اک دلکش بھاری اور اسٹیلیش لنگے اور گاؤن نکلنے لگا ۔۔۔یہ دیکھو۔"

۔"اچھا یہ دیکھو۔" ۔۔۔نادیہ اور عمران آدھے گھنٹے سے اس کے ساتھ سر کھپا رہے تھے اور اس کا انکار اب ان کو تنگ کرر ہا تھا۔۔۔

"شکیل بھائی آپ ہی ہماری ہیلپ کردے کیا موبائل پر ہی بیزی رہنا ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نادیہ نے اسکے کندھے کو زور سے ہلا کر متوجہ کیا تھا وہ کب سے فون پر کسی سے بات کرر ہا تھا۔

"اچھا میں بعد میں بات کرتا ہوں"۔۔۔۔وہ کہتا ہوا پلٹ کر اس کے ساتھ آ گیا جہاں نور سر جھکائے کھڑی رنگ برنگے کپڑوں کو گھور رہی تھی

شکیل نے اک نظر اس کو دیکھا اور پھر ان کپڑوں کو۔۔۔۔۔۔

"ایکسکیوزمی۔۔۔۔وہ جو سی گرین سلور کام والا لنگا دیکھائیں۔۔" اس نے سیل بوائے کو کہا اور خود دو قدم پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

واہ ہ ہ ۔۔۔۔کتنا پیارا ہے" ۔۔۔پہلا تبصرہ نادیہ کی طرف سے آیا تھا۔۔

"واقعی۔۔۔۔اور اس میں نور غائب بھی نہیں ہو گی" ۔۔۔عمران نے کہا۔۔

"آپ اس کو پیک کردے پلیز۔" ۔۔اس نے نور کو کہتے سنا اور باہر نکل گیا۔۔۔

"ہیں۔۔۔۔۔۔یہ شکیل بھائی کہاں گئے"۔۔۔نادیہ نے نور کو دیکھ کر پوچھا اور وہ تینوں چلتے ہوئے

Downloaded from https://paksociety.com

کاونٹر پر آ گئے۔۔

"وہ باہر گیا ہے" عمران نے بتایا

"بل پلیز۔۔۔"

"میم آپ کا بل پے ہو گیا ہے"۔۔۔نور کے کہنے پر اسی سیل بوائے نے اس کو شاپنگ بیگ پکڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

"اچھا۔۔۔" نور حیران ہوئی جبکہ نادیہ کے چہرے کی دبی دبی سی مسکان اور گہری ہوگئی۔۔۔

****

"اسلام علیکم۔"۔۔۔اس نے اونچی آواز میں سلام کیا تاکہ سب سن لیں۔۔

"وعلیکم اسلام۔بیٹا" جبین (شکیل کی ماما) نے بیٹے کے لیے ہاتھ آگے کیا جو نانی اماں اور باقی عورتوں کے ساتھ محو گفتگو تھی۔۔۔

"ماما۔نانی امی۔۔۔۔۔میری رات آٹھ بجے اسٹریلیا کی (اسے جب بھی کہی کسی بزنس ٹوور پر جانا ہوتا وہ ایسے ہی بتا دیا کرتا تھا)

"بیٹا لیکن۔۔۔۔۔رات کو مہندی کی رسم۔۔" وہ کہہ کر جانے لگا جب نانی امی کی پریشان آواز سنائی دی

"جانا ضروری ہے"۔۔۔وہ پلٹا اور دو قدم چلتا ہوا ان کے ہاتھ کو تھام کر کہا اور اٹھ کر وہاں سے اپنے کمرے میں آ گیا ابھی اس کو پیکنگ بھی کرنی تھی اور وقت تھوڑا تھا

****

وہ تھکے قدموں بیگ تھامے سڑھیاں اتر رہا تھا جب اس نے سامنے دیکھا جہاں سب ہی اس کے لیے لاؤنج میں جمع تھے۔۔۔ایک لمحے کو اس کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔اس نے خود ہی اپنا نفی میں سر ہلایا اور خود کو

Downloaded from https://paksociety.com

یاد کروایا کہ جانا ضروری ہے

"شکیل۔۔۔۔۔"

"پلیز نانا ابو، جانا ضروی ہے آپ سب کو سمجھائیں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے کہا اور ان کے گلے لگ گیا۔

"میں نے کہا بھی تھا لیکن آپ میری سنتے نہیں" نانی امی نے نانا ابو کو کہتے خفگی سے دیکھا

"روکو شکیل۔۔۔۔ مجھے تم کو کچھ بہت ضروی اور اہم بات بتانی ہے"۔۔۔صفدر الرحمٰن نے اس کا ہاتھ تھام کر روکا۔۔۔۔

"وہ روکا اور پلٹا بھی"۔۔۔۔۔لیکن۔

"اوو سوری نانا ابو فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے ہم بعد میں بات کریں گے اور ہاں ماہ نور مجھے اپنی شادی کی پیچرز واٹس اپ سس کرنا۔"۔۔۔۔۔اس نے جبین بیگم کے پہلو میں کھڑی نور سے کہا اور بیگ کا ہینڈل تھام کر جانے لگا۔۔۔

"رکے پلیز"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نور نے غصے میں کہا۔

"آپ نہیں جا سکتے"۔۔۔اس نے کہتے ہوئے زور سے بیگ اس کے ہاتھ سے کھینچا جو ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا۔۔۔

"سب اس کی اس حرکت پر حیران اور نور پریشان۔۔۔۔۔"

کہ بیگ آخر کسی ہلکے پنکھ کی طرح اڑتا ہوا دور کیسے چلا گیا جس میں دس دن کے اسٹے کا سامان تھا

وہ ایک دم سے بیگ کی طرف گئی اور اس کو کھول کے دیکھا جو خالی سب کا منہ چڑھا رہا تھا

اور شکیل سب کے حیران و پریشان چہرے دیکھتا مسکراتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا

"کیا۔۔۔؟؟؟؟؟"سب اتنے شاکڈ تھے کہ اس سے پوچھنے کی بجائے اس کو دیکھ رہے تھے جب اس

Downloaded from https://paksociety.com

نے نانا ابو کو دیکھتے ہوئے کہا

"تم جانتے تھے۔۔۔۔تم کو معلوم تھا۔۔۔۔پر کیسے؟؟؟؟؟۔۔۔۔" انھوں نے ایک ساتھ کئی سوال کر دیے۔۔۔

"جی نانا ابو۔۔۔۔۔۔" ۔اس نے ان کا ہاتھ تھام کر اپنے پاس بیٹھایا

"اس کے لیے میں شکر گزار ہوں سب سے پہلے اس رب کی ذات کا جس نے مجھے موقع دیا۔(وہ ایسے بول رہا تھا جیسے اس کو نشان حیدر سے نوازا نوازا جا رہا ہو)۔۔۔۔اور اس کے بعد ان دونوں کا۔"

اس نے ہاتھ سے ماہ نور اور نادیہ کی طرف اشارہ کیا۔۔

ان دونوں نے خود کو دیکھا پھر بابا جانی کو جو انہیں ہی گھور رہے تھے۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔ان دونوں نے نہیں بتایا"۔۔۔۔شکیل نے دونوں کا دفاع کیا۔

"پھر۔۔۔؟؟؟؟؟؟؟"۔وہ تینوں ہم زباں ہوئے اور ایک ساتھ بولے۔

"وہ میں نے سن لیا تھا"۔۔۔۔اس نے کہتے ہوئے پانی کا گلاس منہ سے لگا لیا جو سامنے ٹیبل پر رکھا تھا

"کب۔؟؟؟؟؟"۔۔۔۔نور نے پوچھا

"جب نادیہ تم کو جوڑا ناں پسند کرنے کے تانے دے رہی تھی" ۔۔۔وہ کہتا ہوا مسکرایا تھا۔۔۔

واہ ہ ہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"بزرگوں نے کیا سچ کہا ہے"۔۔۔۔روحا نے اماں جانی (شکیل کی نانا امی) کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے کہا۔۔

"کیا۔۔۔؟"اب کی بار سب ہم زباں تھے

"کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"۔۔۔

سب اس کی بات سن کر مسکرا دئیں۔اور نانا ابو نے اٹھ کر شکیل اور نور کو گلے سے لگا لیا۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

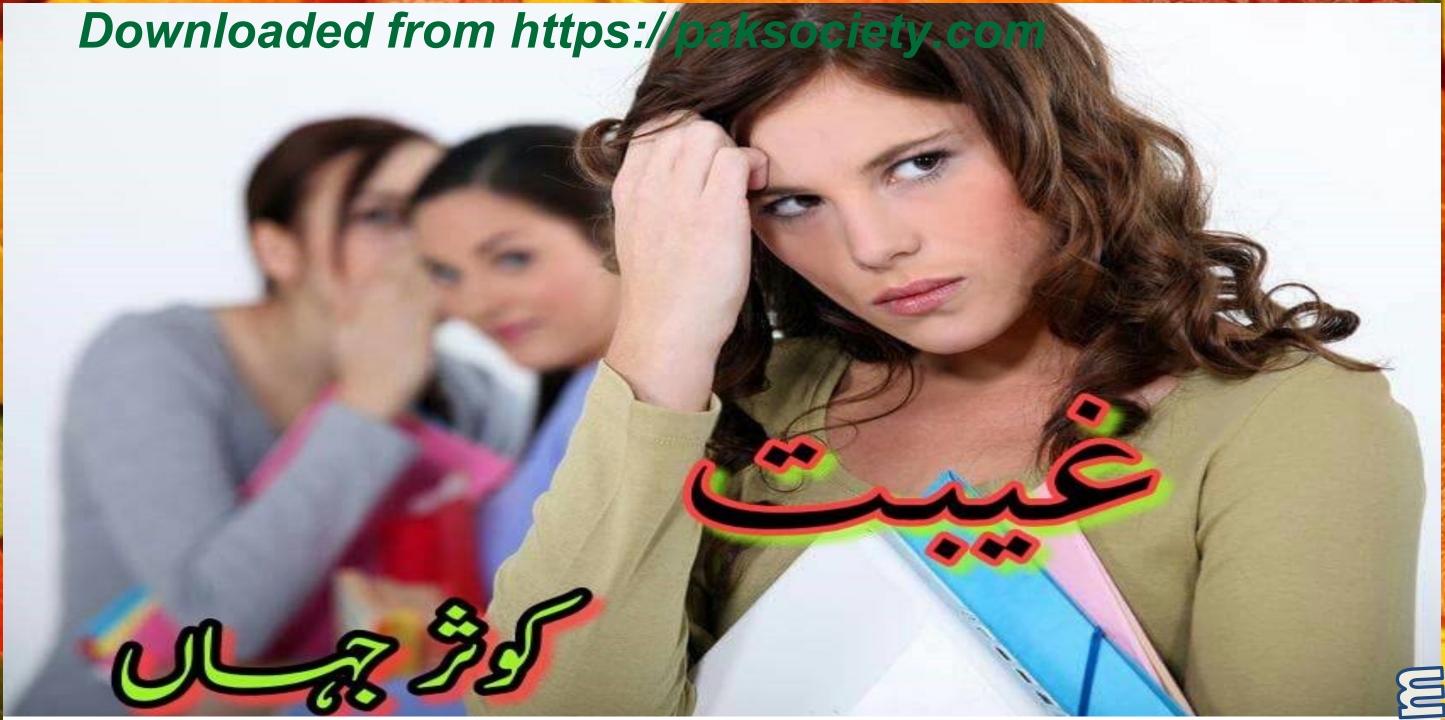

غیبت ایک گناہِ کبیرہ

کوثر جہاں۔ کراچی

لاہور سے کراچی تک کا سفر طے کر کے نجمہ خاتون اپنی بیٹی کے ہمراہ کراچی پہنچیں۔
اور منہ پھاڑے ہولاتی ہوئی گھر میں داخل ہوئیں, چھوٹی بیٹی پانی کا گلاس لے کر دوڑتی آئی۔۔۔
کیا ہوا اماں؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟
اے طبیعت کو ڈالو بھاڑ میں۔۔۔ بڑی ہی بے مروت اور خود غرض ہے تیری ممانی لو بتاؤ بھلا اتنا لمبا سفر طے کر کے گئے خدا کی بندی نے یہ تک نا کہا کہ باجی کچھ دن رک جاؤ_
بیٹی جو انکے ہمراہ تھی حمایت میں بولی: تو امی جان ہمیں کونسا رکنا تھا یہاں بھی تو شادی کی تیاریاں کرنی ہیں___
اچھا بس بس بندہ اخلاقاً ہی بول دیتا ہے۔۔۔۔۔
چھوٹی بیٹی بولی: امی ماموں کیسے تھے اور میری چھوٹی بہن؟
کیسے ہو سکتے ہیں ماموں؟ اُس عورت نے تو شادی کی بعد سے ہی قابو کر رکھا ہے میرے بھائی کو_ بیچارہ کما کما کر تھک جاتا ہے مگر وہ بدسلیقہ بے ڈھنگی عورت اپنے میکے پر سب لٹا دیتی ہے غضب خدا کا دو وقت کا ڈھنگ کا کھانا کھلانا نصیب نا ہوا، میری بچی شادی سے پہلے ملنے گئی نہ کوئی جوڑا, نہ چوڑی, بس سوکھے سوکھے 500 روپے ہاتھ پہ دھر دیئے اور جان چھڑا لی_
بیٹی پھر بات کاٹتے ہوئے بولی امی ماموں کی اتنی کمائی نہیں انکا اپنا خرچا پورا ہو جائے بہت ہے اور پھر میں تو اپنوں سے ملنے گئی تھی, امی دولت سے نہیں رشتوں سے محبت ہونی چاہیئے وہ زیادہ اہم ہوتے

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

ہیں ____

اۓ ،بس رہنے دو محبت کو کیا رکھ کر چاٹنا نہ اخلاق ,نا رکھ رکھاؤ نہ کچھ تم تو بس ستی ساوتری بنی رہنا شادی ہونے کو آئی مگر تم میں عقل نہ آئی ۔

نجمہ خاتون پانی پیتی گئیں بڑبڑاتی گئیں ____

دونوں بہنیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں اور اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں ۔۔۔۔

اتنے میں بیٹی نے بھائی کو آواز لگائی :مراد ،ذرا چاچا آصف کی دوکان سے ڈیڑھ کلو بڑے کا گوشت لے آ و کڑھائی بنا لیتی ہوں اماں بھی خوش ہو جائیں گی ___

کوئی ضرورت نہیں گوشت وشت پکانے کی کیا پتا حلال ہے حرام ہے پتا نہیں کیا کیا کھلا رہے ہیں ___

بیٹا بولا رہنے دیں امی اتنی دیر سے تو آپ حرام گوشت کھا رہی ہیں وہ بھی اپنے مردہ بھائی کا تو پھر یہ گوشت کھانے میں کیسی عار ---

اماں تو جیسے سٹپٹا کر رہ گئیں اور دیواریں جھانکنے لگیں ۔۔۔۔

القرآن ------------

تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ یقیناً تمہیں اس سے نفرت ہوگی (الحجرات: آیت 49)

اس آیت میں اللہ تعالی نے غیبت کرنے کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہہ دی اس سے اس فعل کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، کیونکہ مردار کا گوشت کھانا خود قابل نفرت ہے اور وہ گوشت جو کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا ہو اور انسان بھی کوئی اور نہیں خود اپنا بھائی ہو۔

"غیبت "ایک گناہِ کبیرہ اور اللہ کے نزدیک حرام اور ناپسندیدہ عمل ہے، جسے عام طور پر ہماری گفتگو میں بہت ہی ہلکے پھلکے انداز میں شامل کرلیا جاتا ہے۔3لوگ جمع ہوئے تو کسی کی غیبت ،ایک چلا گیا تو پیچھے

Downloaded from https://paksociety.com

سے اُس کی غیبت، اُس کے کپڑے، اُس کی پسند، اُس کا انداز اُس کی چال ڈھال، چاہے اشارے میں کی جائے یا زبان سے غیبت کے زمرے میں ہی آئیگی چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کا مفہوم سمجھانے کے لیے اپنے صحابہ اکرام سے دریافت کیا:

کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ اکرام نے عرض کیا: اللہ اور اسکے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے جو اسے ناگوار ہو" عرض کیا گیا: اگر میرے بھائی میں وہ بات پائی جاتی ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو اس صورت میں کیا خیال ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا: اگر وہ ناپسندیدہ باتیں اس میں موجود ہوں تو تو نے اسکی غیبت کی اور اگر وہ باتیں اس میں موجود ہی نہیں تو اس پر تو نے بہتان طرازی کی ہے۔ (صحیح مسلم)

اس قابلِ نفرت, حرام گناہ سے جتنا بچا جائے اتنا اچھا کیونکہ یہ دنیا و آخرت دونوں میں تباہی کا باعث ہے جہاں کہیں دل میں کسی کی غیبت کا خیال آئے تو زبان پر آنے سے پہلے ہی چپ سادھ لیں اور خود کو اور اپنوں کو اس گناہِ کبیرہ سے بچائیں۔۔۔

☆☆☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

☆بند قباء کھلنے لگی جاناں☆(قسط نمبر 3)

مصنفہ۔سعدیہ عابد

''السلام علیکم۔!ماموں جان کیسے ہیں آپ؟''نوید عالم کا نمبر دیکھ کر اس نے پہلی ہی بیل پر کال ریسیو کر لی تھی کیونکہ ویسے بھی انہی کو کال کرنے کے لئے سیل فون جیب سے نکالا تھا۔

''ارحم!وہ حنین کہیں چلی گئی ہے،تم اسے ڈھونڈو،وہ نجانے کہاں ہوگی۔''وہ اس کے سلام کا جواب دیئے بغیر تیزی سے بولے تھے۔

''پریشان نہ ہوں ماموں جان!حنین مرے ساتھ ہے۔''

'' کیا!تمہارے ساتھ؟مگر وہ تمہیں ملی کہاں؟''

''وہ سب بعد میں بتادوں گا،فی الحال تو میں اسے لے کر گھر جارہا ہوں۔''

'' تم اسے گھر کیوں نہیں لے آتے؟ساجدہ کا تو رو رو کر برا حال ہو رہا ہے۔''

''حنین گھر نہیں آنا چاہتی،اس لئے میں اسے اپنے ساتھ لے جارہا ہوں۔''ارحم نے وجہ بتائی تھی اور انہوں نے آنے کا کہہ کر فون بند کر دیا تھا،اس کا سیل پھر بجنے لگا تھا۔

''راحم!پریشان نہ ہو،حنین میرے ساتھ ہے،گھر آ کر بات کرتا ہوں۔''اسے کچھ بولنے کا موقع دیئے بغیر اس نے لائن کاٹ دی تھی۔

''آپ نے تایا ابو کو کیوں بتایا کہ میں آپ کے ساتھ''...

''شٹ اپ حنین!تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے کہ وہ سب کتنے پریشان ہیں۔''اس کے ڈپٹنے پر وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

"امی! حننین اپنے کمرے میں نہیں ہے۔"

زرمین اس کا کھانا لے کر گئی تھی ،مگر وہ کمرے میں نہیں تھی ،اس نے نیچے آ کر بتا دیا تھا۔

"واٹ ... یہ آپ کیا کہہ رہی ہو زرمین بیٹا! ٹھیک سے دیکھنا تھا ،وہ وہیں ہوں گی ،جا کہاں سکتی ہیں حننین؟"

"ابو! میں نے پورا کمرہ ،واش روم ،اسٹڈی ہر ایک جگہ دیکھا ،مگر وہ کہیں نہیں ہے۔" زرمین پریشانی سے بولی تھی اور اس کے بعد حننین کو گھر کے کونے کونے میں ڈھونڈا گیا مگر وہ گھر میں ہوتی تو ملتی۔

"ابو! گیٹ کھلا ہوا ہے ،شاید وہ کہیں چلی گئی ہے۔" اسجد نے باہر سے اندر آتے ہوئے کہا تھا۔

"اتنی رات میں وہ کہاں جا سکتی ہے؟ اسے تو ڈھنگ سے راستے بھی نہیں پتہ۔" ساجدہ روتے ہوئے صوفے پر ڈھے سی گئی تھی یہی کچھ حال راشدہ کا بھی تھا۔

"ہوسکتا ہے وہ پھپھو کی طرف چلی گئی ہو ،ہمیں پھپھو کے ہاں کال کر کے پوچھنا چاہئے۔" شازمین نے مشورہ دیا تھا۔

"ہاں ،شاید ہوسکتا ہے وہ وہیں چلی گئی ہو ،مگر ڈائریکٹ کچھ مت پوچھنا ،ورنہ پھپھو پریشان ہو جائیں گی۔" اسجد نے اس کی بات کی حمایت کرتے ہوئے ساتھ ہی ہدایت بھی کی تھی ،شازمین پی ٹی سی ایل سے پھپھو کے گھر کا نمبر ملانے لگی تھی ،وہ ٹینشن میں یہ بھی بھول گئی تھی کہ جب سے اس کی منگنی ہوئی تھی وہ نہ وہاں جاتی تھی نہ ہی خود سے فون کرتی تھی۔

"ہلو! میں شازمین بات کر رہی ہوں۔" کال ریسیو ہوتے ہی وہ بولی تھی۔

"زہے نصیب ...! آج کیسے میری یاد آ گئی؟" راحم کا خوشگوار لہجہ اس کے کانوں میں گونجا تھا۔

"پھپھو ہیں گھر میں؟ مجھے پھپھو سے بات کرنی ہے۔"

"پھپھو کے بیٹے سے بات نہیں کر سکتیں؟" شرارت سے پوچھا گیا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"پلیز... ! پھپھو کو فون دے دیں۔ "وہ ملتجی ہوئی تھی اور اس کی بھرائی ہوائی آواز اسے پریشان کر گئی تھی۔

"شازمین ! سب خریت تو ہے؟"

"حنین... !" اس کی آواز حلق میں پھنس گئی تھی اور وہ اسجد کی ہدایت بھی بھول گئی تھی۔

"حنین... ! کیا ہوا حنین کو؟ کچھ تو بولو شازمین !"

"وہ حنین پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے۔"

" کیا؟ کب... ؟ مگر تم پریشان نہ ہو، میں ارحم بھائی سے بات کرتا ہوں۔" راحم کے کہنے پر اس نے ریسیور مزید کچھ بھی کہے بغیر کریڈل پر ڈال دیا تھا۔

"وہ وہاں نہیں گئی، راحم کہہ رہے تھے کہ وہ ارحم بھائی سے بات کریں گے۔" شازمین نے اتنا ہی کہا تھا کہ نوید عالم ارحم کا نمبر ڈائل کرنے لگے تھے اور اس سے بات کر کے وہ مطمئن ہو گئے تھے۔

" آپ لوگ پریشان نہ ہوں حنین ارحم کے ساتھ ہے۔"

"ارحم کے ساتھ... وہ ارحم کو کہاں مل گئی؟"

"یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ اور ارحم کہہ رہا تھا کہ وہ گھر نہیں آنا چاہتی اس لئے وہ اسے اپنے ساتھ لے جا رہا ہے۔"

"بھائی صاحب ! مجھے ابھی فریدہ کے گھر جانا ہے۔" ساجدہ درمیان میں کہہ اٹھی تھیں اور وہ دونوں نوید عالم کے ساتھ فریدہ کے ہاں جانے کے لئے نکل گئی تھیں، بہنوں کی وجہ سے اسجد گھر پر ہی رک گیا تھا اور وہ تینوں جس وقت وہاں پہنچے تھے سب ہی گھر والے لاؤنج میں موجود تھے اور حنین فریدہ کے برابر صوفے پر ان کی گود میں سر رکھے بیٹھی رو رہی تھی۔

☆☆☆

"حنین ! کہاں چلی گئی تھیں بیٹا؟ سب کتنا پریشان ہو گئے تھے۔" فریدہ اسے دیکھتے ہی بولی تھیں اگر راحم

Downloaded from https://paksociety.com

نے انہیں بتا دیا تھا اور وہ راشدہ سے بات بھی کر چکی تھیں۔

" پھپھو! وہاں مجھ سے کوئی محبت نہیں کرتا، اس لئے میں آپ کے پاس آ گئی ہوں۔" وہ ان کے سینے سے لگتے ہوئے بولی تھی اور ان کے تو خاک بھی پلے نہیں پڑا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔

"ارحم! یہ تمہیں کہاں سے ملی؟ اور یہ سب کا کہہ رہی ہے؟"

"مما! مجھے خود اس کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی ہیں میں تو ماموں جان سے ملنے کے لئے جا رہا تھا، گاڑی مڑی تو ایک لڑکی کے چیخنے کی آواز پر میں نے ڈرائیور سے کہہ کر گاڑی رکوائی مجھے تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ وہاں یہ حنین ہوگی یہ بے وقوف لڑکی بے سوچے سمجھے اتنی رات میں گھر سے اکیلے نکل آئی اور اسے اکیلے دیکھ کر لڑکے تنگ کرنے لگے، وہ تو اچھا ہوا میں وہاں وقت پر پہنچ گیا ورنہ نجانے کا کیا ہوتا؟ آپ پوچھیں اس سے کہ اس طرح اتنی رات کو یہ گھر سے نکلی ہی کیوں؟ اوپر سے وہاں سڑک پر جمی کھڑی تھی کہ گھر نہیں جاؤں گی اس لئے اسے میں یہاں لے کر آیا ہوں۔" وہ کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے صوفے پر بیٹھا تھا۔

" پھپھو! اب میں وہاں کبھی نہیں جاؤں گی، وہاں کسی کو میرے پرواہ نہیں ہے، ممی مجھے ہر وقت ڈانٹتی رہتی ہیں اور تائی جان بھی ممی نے مجھے صبح تھپڑ مارا اور اسجد بھائی نے میری بہت انسلٹ کی، مجھے اپنے کمرے سے دفع ہو جانے کو کہا مجھے طمانچہ مارا اور کمرے سے دھکے مار کر نکال دیا۔"

" مگر کیوں بیٹا؟" وہ تو اتنا سب سن کر ہی حیران رہ گئی تھیں۔

"میں آفس جوائن کرنا چاہتی ہوں پھپھو! اور تایا ابو نے مجھے اجازت بھی دے دی تھی مگر اسجد بھائی نے منع کر دیا" اور مجھ پر غصہ کرتے ہوئے وہ آج صبح ناشتہ کئے بغیر چلے گئے جس پر ممی نے مجھے مارا اور بہت برا بھلا کہا اور جب اسجد بھائی آفس سے آئے تب میں ان کے کمرے میں بات کرنے گئی تھی مگر انہوں نے مجھے بہت بے عزت کیا ممی نے اس پر بھی ان ہی کی سائڈ لی وہ میری ممی نہیں ہیں وہ مجھ سے پیار بھی نہیں کرتیں اب میں ان سے بالکل بات نہیں کروں گی، وہاں اب کبھی نہیں جاؤں گی آپ تو محبت کرتی ہیں

Downloaded from https://paksociety.com

ناں مجھ سے پھپھو! مجھے اپنے گھر میں رکھ لیں گی؟" فریدہ نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

"چپ کر جاؤ بیٹا! میں سب سے بات کروں گی اور اسجد...!"

"ان کا تو آپ نام بھی مت لیں وہ بہت برے ہیں انہوں نے مرا بازو اتنی زور سے پکڑا تھا کہ مجھے ابھی تک درد ہو رہا ہے انہی کی وجہ سے میں نے گھر چھوڑا ہے۔"

"حنین بیٹا! آپ کو گھر سے اس طرح نہیں نکلنا چاہئے تھا آپ کو کچھ ہو جاتا تو؟"

"اس سب کے ذمہ دار وہی ہیں اور انہی کی وجہ سے تایا ابو مجھے گاڑی نہیں دلاتے مجھے سیکھنے بھی نہیں دیتے اگر میرے پاس گاڑی ہوتی تو میں آرام سے آپ کے پاس آجاتی' نہ مجھے رکشے کے لئے اسٹاپ تک جانا پڑتا اور نہ ہی وہ لڑکے مجھے تنگ کرتے وہ میرے ساتھ بہت بدتمیزی کر رہے تھے پھپھو!" اس نے روتے ہوئے بتایا تھا۔

"مائدہ! حنین کے لئے پانی لے آؤ۔" راحم کے کہنے پر وہ باہر نکل گئی تھی اور کچھ ہی دیر میں پانی لے کر آئی تھی فریدہ نے اسے پانی پلایا۔

"بس چپ کر جاؤ اب بالکل نہیں رونا۔" انہوں نے اس کے آنسو صاف کئے تھے اور اس نے ان کی گود میں سر رکھ دیا تھا۔

"پھپھو! میں اسجد بھائی سے اب بالکل بات نہیں کروں گی۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ مجھے بالکل زرمین آپی اور شازمین بجو کی طرح سمجھتے ہیں مگر وہ جھوٹ بولتے ہیں انہوں نے کبھی شازمین۔ بجو پر ہاتھ نہیں اٹھایا کبھی زرمین آپی کو نہیں ڈانٹا مگر مجھے ہر وقت ڈانٹتے رہتے ہیں اور آج تو انہوں نے"...

"تم چپ کر جاؤ بس؟ میں اسجد کو بہت ڈانٹوں گی۔"

"ماریئے گا بھی پھپھو! کیونکہ انہوں نے مجھے یہاں میرے چہرے پر ہٹ کیا ہے۔" وہ سیدھی ہوئی تھی جبھی اس کی نگاہ راحم کے ساتھ آتے نوید عالم پر پڑی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

”پھپھو! یہ سب یہاں کیوں آئے ہیں؟ میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔“اس نے فریدہ کا بازو دبوچ لیا تھا۔

”مائدہ بیٹا! بہن کو اپنے کمرے میں لے جاؤ۔“ کب سے خاموش بیٹھے یوسف الحسن نے مائدہ کو مخاطب کرکے کہا تھا اور وہ حنین کو اپنے ساتھ لے گئی تھی ساجدہ بری طرح رو رہی تھی۔

”مامی! پلیز روئیے نہیں وہ بالکل ٹھیک ہے۔“ارحم نے انہیں شانوں سے تھامتے ہوئے صوفے پر لا بٹھایا تھا۔

”اگر اسے کچھ ہو جاتا تو میں تو جیتے جی مر جاتی۔“اس نے راحم کو پانی لانے کا اشارہ کیا تھا اور ان کے برابر بیٹھ گیا تھا۔۔

”اتنی سی بات پر وہ بغیر سوچے سمجھے گھر سے نکل گئی اگر وہ تمھیں نہ ملتی بلکہ غلط ہاتھوں میں پہنچ جاتی تو میں کیا کرتی؟ میری تو بس یہی ایک بچی ہے جس کی خاطر میں جی رہی ہوں۔“

”پانی پی لیں مامی! اور کچھ بھی مت سوچیں بچپنا بہت ہے اس میں اور کوئی بات نہیں ہے ہم سب مل کر سمجھائیں گے تو سمجھ جائے گی۔“ارحم نے زبردستی انہیں پانی پلایا تھا۔

”ماموں جان! آپ کیوں پریشان بیٹھے ہیں میں نے کہا ناں وہ بالکل ٹھیک ہے وہ مجھے آپ کے گھر کے نزدیک اسٹاپ پر ہی مل گئی تھی۔“وہ تفصیل سے بتانے لگا تھا۔وہ ابھی تک یونفارم میں تھا اور تھکن اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہی تھی۔

”بھائی صاحب! ایسا کیا ہوا تھا کہ حنین نے انتہائی قدم اٹھایا؟ آج ارحم اگر وہاں نہ پہنچتا تو نجانے کا ہو جاتا۔“

”مما! جو ہوا نہیں ہے اسے سوچ کر کیوں پریشان ہوں اور ماموں جان پہلے ہی ڈسٹرب ہیں آپ کی ایسی باتیں انہیں مزید پریشان کریں گی۔“راحم نے مداخلت کی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

"لیکن بات تو یہ ہے ناں کہ حنین نے ایسا کیوں کیا؟ اور اسجد نے اس پر ہاتھ کیوں اٹھایا؟ "یوسف الحسن بھی بولے تھے۔

'بھیا جی !اسجد بیٹے کا بھی قصور نہیں ہے حنین کی ہی ساری غلطی تھی اس نے بڑے بھائی سے کتنی بدتمیزی کی مگر اسے اس بات کا احساس نہیں ہے۔" ساجدہ نے اسجد کی حمایت کی تھی۔

"بدتمیزی کی تھی تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اسجد اس پر ہاتھ اٹھاتا؟ وہ اگر غلطی پر بھی تھی تو اسجد کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔" فریدہ صاف گوئی سے بولی تھیں۔انہوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ جس کے بارے میں کہہ رہی ہیں وہ صرف بھتیجا نہیں ہونے والا داماد بھی ہے۔انہوں نے تو وہی کہا جو ٹھیک لگا۔

"فریدہ !تم کچھ نہیں دجانتیں اس لئے ایسے کہہ رہی ہو۔" ساجدہ نے انہیں وقتاً فوقتاً ہونے والی تمام بحث ولڑائیاں کہہ سنائی تھیں۔

"نوکری کرنے کا خناس نجانے کہاں سے سما گیا ہے اور حق کی بات کرتی ہے۔یہ نہیں جانتی کہ اس کا تو کچھ ہے ہی نہیں "وہ دکھ سے بولی تھیں۔

"پلیز وساجدہ !فضول باتیں نہیں کریں۔" نوید عالم انہیں ٹوک گئے تھے۔

"فضول باتیں بھائی صاحب! آپ نے کیا کچھ نہیں کیا اس کے لئے اور آج وہ آپ کے ہی خلاف ہوگئی ہے کون سے حصے کی بات کرتی ہے؟ اس کے باپ کا ہے ہی کیا؟" دوپٹے میں آنسو جذب کرتے ہوئے وہ نوید عالم کو دیکھنے لگی تھیں۔

"چپ کر جاؤ ساجدہ !تمہاری انہیں ہی باتوں نے اس کے دل میں غبار بھر دیا ہے۔میں نے کبھی اس میں اور اپنی بچیوں میں فرق نہیں رکھا!۔" راشدہ نے انہیں کچھ کہنے سے روکنا چاہا تھا مگر وہ بات کاٹ کر دوبارہ بولی تھیں۔

"فرق آپ لوگوں نے نہیں ،خود اس نے پیدا کیا ہے۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"اس میں کس کا قصور ہے بھابی !اگر حنین خود اس فرق کو پیدا کر رہی ہے تو اس کی وجہ ہو گی اور آپ ماں ہو کر اسے سمجھنے کے بجائے الٹا اس پر لعن طعن کرتی رہتی ہیں ۔ مائنڈ مت کیجیے گا بھابی !مگر سچائی یہی ہے حنین میں بچپنا بہت ہے اور ابھی اس کی عمر ہی کتنی ہے 16 سال اور آپ اتنی سی عمر میں اسے مچور دیکھنا چاہتی ہیں آپ اسے زرمین کی طرح کھانے پکانے میں ماہر، شازمین کی طرح سلائی کڑائی میں ماہر اور مائدہ کی طرح صفائی پسند بنا دینا چاہتی ہیں آپ اسے حنین ہی رہنے دیں کھانا بنانا وہ نہیں چاہتی تو مت بنوائیں اس سے، کتنی ہی عورتوں کو کھانا بنانا نہیں آتا ۔ ایک ہماری حنین کو بھی نہیں آئے گا تو کون سی قیامت آجائے گی؟ آپ اسے ایک ایک کی مثال دے کر اسے کبھی زرمین کے جیسا تو کبھی مائدہ کے جیسا بننے کا مشورہ دے کر اسے خود سے دور کر رہی ہیں اس کی نیچر ڈیفرنٹ ہے اور ہمیں اسے اس کے حساب سے ہی ٹریٹ کرنا چاہیے، بچہ اگر نا جائز ضد کر رہا ہو تو اسے پیار سے روکا جائے تو بچہ مان لیتا ہے مگر سختی کی جائے تو اس کی ضد بڑھ جاتی ہے اور یہ والدین کے ہی ہاتھوں میں ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو کس طرح کچھ برا کرنے سے روکیں ۔ میں مانتی ہوں کہ حنین نے آپ سب کے ساتھ بہت بدتمیزی کی مگر اسے پیار سے سمجھایا جاتا تو وہ مان جاتی ،مگر بات آپ لوگوں کے سخت رویے کی وجہ سے بڑھی پہلے آپ نے اور بعد میں اسجد نے اس پر ہاتھ اٹھایا اسجد کے ناشتہ کئے بغیر جانے کا ذمہ دار اسے ٹھہرایا گیا ٹھیک ہے سبب وہی تھی مگر یہ اسے جتانا ضروری نہیں تھا اور اس نے غصے میں جو قدم اٹھایا اگر اس کے ساتھ کچھ غلط ہو جاتا اس کے نتیجے میں کون ذمہ دار ہوتا؟ کیونکہ اسے اتنی عقل نہیں ہے کہ وہ کیا کر رہی ہے' اسے ڈانٹا مارا گیا تو اس نے سوچا کوئی اس سے محبت نہیں کرتا' اس لئے وہ میرے پاس آنا چاہ رہی تھی، وہ محبت و توجہ چاہتی ہے ۔ بچپن سے اس کے بہت لاڈ اٹھائے گئے ہیں اب ہم اس کے ایک دم پیچھے پڑ جائیں گے تو وہ ہم سے ہی بدظن ہو گی ۔ جب سے وہ میرے پاس آئی تھی بس اسجد کی برائی کر رہی تھی ،ایسا نہیں ہے کہ وہ اسجد کو کچھ غلط کہہ رہی تھی ،اس نے یہ بھی کہا کہ وہ اسے بہن کہتا ہے سمجھتا نہیں جبکہ سچائی یہ

Downloaded from https://paksociety.com

نہیں ہے،ہم سب نے دیکھا ہے اسجد اس کی کتنی پرواہ کرتا ہے اور بات یہ ہے اسجد کے اندر شدت پسندی بہت ہے وہ اس کی پرواہ کرتا ہے مگر جب کسی بھی بات کی مخالفت پر آتا ہے تو بے انتہا سختی سے کام لیتا ہے اور وہ یہ سب برداشت نہیں کر پاتی۔ اسجد کی حرکت سے وہ بے طرح ہرٹ ہوئی ہے میں اسجد کو جانتی ہوں اس نے غصے میں جانے کو ضرور کہا ہوگا مگر ہاتھ پکڑ کر نکالا نہیں ہوگا مگر وہ برملا کہہ رہی ہے کہ اسجد نے اسے کمرے سے نکالا تو ایسا نہیں ہے کہ وہ اس پر بہتان باندھ رہی ہے اسجد کے انداز سے اسے ایسا لگا ہوگا تو اس نے وہی کہہ دیا ہم سب کو اسے سمجھنے کی ضرورت ہے محبت واپنائیت سے اسے سمجھایا جائے گا تو وہ مان جائے گی اور ظرف تو ہم سب کو ہی بڑا رکھنا ہوگا کیونکہ وہ تو ہے ہی سب سے چھوٹی اسے اہمیت دیں گے تو ہی بات بنے گی ورنہ بہت مشکل ہو جائے گی۔" فریدہ نے لمحوں میں حنین کے ساتھ سب ہی کی کمزوریاں بھی کھول کر رکھ دی تھیں۔

"یہ بات مجھے بھی لگتی ہے۔ میں بھی ساجدہ کو سمجھاتا ہوں اسی لئے میں نے حنین کو آفس جوائن کرنے کی اجازت دے دی کیونکہ میں حنین کو اچھی طرح سے سمجھتا ہوں وہ 2،3 دن آفس جاتی اور ان کا شوق ختم۔۔۔یہی بات میں اسجد کو بھی سمجھانا چاہ رہا تھا مگر اسجد سے میں کھل کر بات نہیں کر سکا اور حنین نے خود جا کر اس سے بات کر لی اور وہ سب ہو گیا، ورنہ نوبت کبھی بھی یہاں تک نہ پہنچتی۔" نوید عالم نے ان کی بات کی حمایت میں ہی بات آگے بڑھاتے ہوئے اپنے دل کی بات سامنے رکھ دی تھی۔

"چلیں بھائی! اب تو جو ہونا تھا ہو گیا ہے، چل کر ہم سب کھانا کھا لیتے ہیں بڑی ہی بھوک لگی ہے مائدہ بیٹے! جا کر دستر خوان سجاؤ ہم سب آرہے ہیں۔" یوسف الحسن نے بات مزید آگے نکلنے سے پہلے ہی اسے ختم کر دینا چاہا تھا۔

"ہاں مائدہ بیٹا! آپ کے ہاتھ کا کھانا کھائے ہوئے دن بھی بڑے ہو گئے ہیں اور بھوک بھی زبردست لگی ہوئی ہے، آج تو ہم سب ہی سیر ہو کر اپنی بیٹی کے ہاتھ کا کھانا کھائیں گے۔" نوید عالم کے پیار

Downloaded from https://paksociety.com

بھرے انداز پر وہ مسکراتے ہوئے پلٹ گئی تھی۔

"میں چینج کر کے آتا ہوں بھوک تو مجھے بھی واقعی لگی ہوئی ہے۔ "ارحم اٹھتے ہوئے بولا تھا۔

"میں جا کر مائدہ کی مدد کر دیتا ہوں یہاں تو سارے ہی بھوکے جمع ہیں۔ "راحم مذاق سے کہتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔ مائدہ نے ڈائننگ ٹیبل پر کھانا چننے کے بعد اپنے اور حنین کے لئے ٹرے میں کھانا رکھا تھا اور ان سب کو کھانے کے لئے بلا لائی تھی۔

"جاؤ بیٹا! حنین کے لئے کھانا لے جاؤ آپ بھی اسی کے ساتھ کھا لینا ہمیں جس چیز کی ضرورت ہوگی خود لے لیں گے۔ "نوید عالم چیئر پر بیٹھتے ہوئے بولے تھے اور وہ اثبات میں سر ہلاتی وہاں سے ہٹ گئی تھی پھر بڑے ہی خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا تھا اور کھانے کے بعد چائے کا دور چل رہا تھا جب زرمین کی شادی کی بات فریدہ نے کر دی تھی اور اس موضوع پر کافی ہی دیر بات چلتی رہی تھی۔

☆☆☆

"اسجد بھائی! کھانا کھالیں۔ "اس نے صبح سے ہی کچھ نہیں کھایا تھا اس لئے زرمین سے ابھی آنے کا کہہ کر وہ چینج کرنے چلا گیا تھا۔ کیونکہ وہ خود کو بہت تھکا ہوا محسوس کر رہا تھا اس لئے ایسے ہی بیڈ پر نیم دراز تھا، یسریٰ کی ٹینشن کی وجہ سے وہ حنین کے ساتھ اتنی سختی سے پیش آیا تھا مگر حنین کا ردعمل اسے دکھ سے دوچار کرتے ہوئے اس کی ٹینشن کو مزید بڑھانے کا سبب بن گیا تھا۔

"ابو وغیرہ کیا ابھی تک پھپھو کے ہاں سے نہیں آئے؟"

"راحم کا فون آیا تھا کہ وہ لوگ کھانا کھا کر آئیں گے اس لئے ہم لوگ کھانا کھا لیں۔ "زرمین اپنی چیئر پر بیٹھتے ہوئے بتانے لگی تھی راحم کا فون اسی نے اٹینڈ کیا تھا۔

"حنین کیسی ہے؟ وہ ٹھیک ہے؟"

"وہ ٹھیک ہے ارحم کو وہ اپنے ہی اسٹاپ پر مل گئی تھی۔ "زرمین۔ اس کی فکرمندی ختم کرنے کے لئے

Downloaded from https://paksociety.com

راحم سے ہونے والی گفتگو بتانے لگی تھی۔

"تھینک گاڈ کہ وہ ارحم کو مل گئی تھی وگرنہ اس کی جذباتیت نجانے کیا رنگ لاتی۔" وہ کہتے ہوئے نوالہ منہ میں ڈالا تھا۔

"اسجد بھائی! آپ کو جنین پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔"

"وہ سب ٹنشن میں ہوگیا، ایسا تو کبھی میں نے سوچا بھی نہیں تھا اسی لئے میں نے اس وقت جنین کو جانے کو کہا تھا کیونکہ میں اپنی فرسٹریشن اس پر نہیں نکالنا چاہتا تھا مگر وہ ضدی لڑکی"... اس کے ہنکارا بھرنے پر شازمین بولی تھی۔

"جو ہونا تھا وہ ہوگیا لیکن جنین کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"اب کیا کہہ سکتے ہیں یہ تو ہم میں سے کسی کو بھی اندازہ نہیں، تھا کہ وہ غصے میں گھر سے ہی نکل جائے گی۔" زرمین قدرے افسوس سے کہہ رہی تھی۔

"بھائی! آپ کچھ ڈسٹرب لگ رہے ہیں کیا کوئی پریشانی والی بات ہے؟"

"ہاں... تھی ایک پرابلم مگر اب وہ سالو ہو چکی ہے یو ڈونٹ وری۔" وہ نیپکن سے منہ اور ہاتھ صاف کرتا چیئر کھسکا کر اٹھ گیا تھا۔

"زرمین! چائے مجھے کمرے میں دے دینا۔"

"پتہ نہیں کیا بات ہے جو اسجد بھائی ہم سے چھپا رہے ہیں۔"

"ہوسکتا ہے بات ایسی ہو جو وہ بتا نہ سکتے ہوں اور وہ جب کہہ رہے تھے کہ مسئلہ حل ہو چکا ہے تو تمہیں فضول کی سوچیں پالنے کی ضرورت نہیں ہے اور اب فوراً اٹھو جا کر چائے بناؤ اور مجھے بھی کمرے میں ہی دے دینا طبعیت کچھ بوجھل سی ہو رہی ہے برتن صبح دھو لوں گی تم صرف چائے بنا لینا۔" وہ چھوٹی بہن کو ہدایت کرتی اٹھ گئی تھی اور شازمین نے چائے چڑھا کر برتن دھونے شروع کر دیئے تھے اور جتنی دیر میں

Downloaded from https://paksociety.com

چائے بن چکی تھی برتن بھی دھل گئے تھے اور وہ اسجد کو چائے دے کر دو کپ ٹرے میں رکھے زرمنت کے کمرے میں آ گئی تھی۔

"زرمین آپی! سر میں بہت درد ہو رہا ہے تو میں دبا دوں؟" زرمین سیدھے ہاتھ سے ماتھا اور کنپٹی مسل رہی تھی تو اسے فکر سی ہونے لگی تھی۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ بیٹھتے ہوئے کپ اٹھانے لگی تھی۔

"آپ حنین کے بارے میں سوچ رہی ہیں؟"

"اوہوں! اس بےوقوف سے مجھے اتنی بڑی غلطی کی توقع نہیں تھی پتہ نہیں فضول سوچیں کہاں سے اس کے دماغ میں آ جاتی ہیں۔" وہ اس کی بات کی نفی نہ کرتے ہوئے اسی موضوع کو کھول بیٹھی تھی۔

"لیکن ارحم بھائی وہ یہاں کیا کر رہے تھے؟"

"اب بےوقوفوں والی باتیں تو نہ کرو ظاہر ہے وہ ہمارے ہی گھر آ رہے ہوں گے۔" اس کے چڑنے پر وہ کچھ خفا سی ہو گئی تھی۔

"مرا یہ مطلب تھوڑی تھا آپ یہ بتائیے آپی! کہ آپ حنین کو لے کر پریشان ہیں یا کوئی اور بات ہے؟"

" کیسی باتیں کر رہی ہو شازمین ظاہر ہے میں حنین کو ہی لے کر پریشان ہوں اس کی حرکت نے ہم سب کو ہی پریشان کر دیا ہے۔"

" مگر وہ خیریت سے ہے اس لئے آپ کو ریلیکس ہو جانا چاہئے۔ آپ کہیں فضیل بھائی کے بارے میں تو نہیں سوچ رہیں؟" وہ ایکسائیٹڈ ہو گئی تھی اور تکیہ گود میں رکھتے ہوئے شریر نگاہوں سے بہن کو دیکھنے لگی تھی۔

"میں بھلا ان کے بارے میں کیوں سوچوں گی؟" وہ کچھ خفا ہوئی تھی مگر جس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ فل فارم میں آ چکی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

" کیوں بھئی! آپ فضیل بھائی کے بارے میں نہین سوچیں گی آفٹر آل وہ آپ کے ہونے والے شوہر ہیں آپ کو تو اب ان کے خواب دیکھنے کی اجازت ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو شاز مین! میرے سر میں پہلے ہی درد ہو رہا ہے۔"

"یہ بتایئے نا آپ کو وہ لگتے کیسے ہیں؟"

"جسے ل ہیں ویسے ہی لگتے ہیں اب اٹھو یہاں سے۔"

" کیا آپی! اب مجھ سے بھی چھپائیں گی؟ بتایئے ناں آپ کو فضیل بھائی کیسے لگتے ہیں؟ آپ کی ان سے بہت جلد شادی ہونے والی ہے شاید اسی ماہ...!"

"شاز مین! کیوں دماغ خراب کر رہی ہو؟"

" آپ مجھے جب تک نہیں بتائیں گی کہ آپ کو بھائی پسند ہیں یا نہیں تو میں یہاں سے ہلوں گی بھی نہیں۔" وہ اس کا روڈ انداز نظر انداز کرتے ہوئے پھیل کر بیٹھ گئی تھی۔

"میں نے فضیل کے بارے میں اس طرح کبھی نہیں سوچا تھا۔"

" کیا وہ آپ کو ناپسند ہیں؟"

"میں نے ایسا نہیں کہا فضیل کی فیملی سے ہماری فیملی کے بہت اچھے تعلقات ہیں فضیل کے بارے میں لیکن میں نے یہ گمان کبھی نہیں کیا تھا۔"

" کیا آپ کسی اور کو پسند کرتی ہیں؟" وہ اس کی بات کاٹ کر بولی تھی اور وہ دھک سے رہ گئی تھی اور دل کا چور چھپانے کے لئے خفگی سے بولی تھی۔

"بس اپنی ہی ہانکے جایا کرو میں نے ایسا کب کہا؟"

"وہ مجھے ایسا لگا تو میں نے کہہ دیا کیونکہ آپ جب سے ہی مضطرب لگ رہی ہیں جب سے فضیل بھائی کا آپ کے لئے رشتہ آیا ہے۔" اس کا انداز پر سوچ تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"ایسی کوئی بات نہیں ہے فضیل کو میرے لئے میرے پیرنٹس نے چنا ہے اور مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" وہ صاف گوئی سے کہہ رہی تھی کیونکہ حقیقت بھی یہی تھی، اس کے دل میں کوئی اور تھا بھی تو وہ اسے اپنے دل میں ہی دفن کر دینے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ کیونکہ وہ ان بیٹیوں میں سے نہیں تھی جو والدین کی عزت خراب کرنے کا سبب بنتی ہیں اس کا شمار تو ان بیٹیوں ہوتا تھا جو والدین کے فیصلوں کے احترام میں اپنی بڑی سے بڑی خوشی بھی تیاگ دیتی ہیں اور ان کا حکم عبادت سمجھ کر مانتی اور پورا کرتی ہیں۔

"یہ بات تو میں محسوس کر رہی سکتی ہوں۔ جس دن مہوش آنٹی اور انکل شگن کے لئے آئے تھے امی نے آپ کو اسی دن بتایا اور ایک ماہ میں شادی کی بات ہو رہی ہے نہ آپ سے کسی نے کچھ پوچھا اور نہ ہی آپ نے خود کچھ کہا۔" وہ بہن کی فرمانبرداری سے واقف تھی۔

"شازمن! تم کیسی باتیں کر رہی ہو اب امی ابو فیصلے مجھ سے پوچھ کر کریں گے؟ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کچھ نہیں ورنہ 3 ماہ قبل راحم سے تمہاری منگنی کرتے وقت کب پوچھا گیا تھا اور تو اور اسجد بھائی سے بھی نہیں پوچھا گیا۔ ہمارے پرینٹس ہمارے لئے جو فیصلے کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہیں انہوں نے ہم سے زیادہ دنیا دیکھی ہے، ہم ان کے فیصلوں کو کیسے چیلنج کر سکتے ہیں؟"

"ہماری زندگی کے اتنے بڑے فیصلے کرتے وقت ہماری رائے تو لی جا سکتی ہے؟"

"یہ بات تمہیں راحم سے منگنی کے وقت کرنی چاہئے تھی ویسے کیا تمہیں راحم سے رشتے پر اعتراض ہے؟"

"میں نے یہ کب کہا؟ میں اس رشتے سے بہت خوش ہوں کیا آپ نہیں جانتیں کہ میں اور راحم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو اعتراض کیوں کرتی؟ میرے تو دل کی خواہش پوری ہو گئی ہے۔"

"یہی بات ہے پرینٹس اپنے بچوں کے بارے میں کبھی غلط نہیں سوچتے تم نے انہیں کچھ نہیں بتایا مگر وہ بغیر جانے بھی تمہارے دل کی بات جان گئے اور جہاں تک میری بات ہے میں اس رشتے کو نہ پسند کرتی

Downloaded from https://paksociety.com

ہوں اور نہ میں اس رشتے کے خلاف ہوں کیونکہ یہ میرے پرنٹس کا فیصلہ ہے جس کا میں احترام کروں گی
وہ نہایت سچائی سے کہہ رہی تھی۔

"آپ سے تو مجھے یہی امید تھی۔

مگر میں نے یہ ذکر اس لئے کیا کہ مجھے لگتا ہے کہ شاید آپ کسی کو پسند کرتی ہیں اور ابو کے فیصلوں کا احترام کرنے کے لئے چپ ہیں اور آپی! اگر ایسی بات ہے تو آپ اپنے ساتھ زیادتی کر رہی ہیں کیونکہ آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ اپنی پسند سے اپنے پیرنٹس کو آگاہ کریں۔"

"لیکن ... میں ایسا نہیں سمجھتی اور تم جو سوچ رہی ہو ویسا تو بالکل نہیں ہے اگر ایسی کوئی بات ہوتی بھی تو میں کبھی ابو سے تو کیا امی سے بھی نہ کہتی کیونکہ میرا یہ ایمان ہے کہ پیرنٹس بچوں کا برا کبھی نہیں چاہتے اور ابو نے میرے لئے فضیل کو پسند کیا ہے تو یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے ابو سے کروایا ہے اب میں اپنی پسند بتا بھی دوں تو کیا فائدہ؟ مجھے ملے گا تو وہی جو میرے نصیب ہے اس سے بس اتنا ہو گا کہ میرے والدین کا مان جو وہ مجھ پر رکھتے ہیں ٹوٹ جائے گا اور جو میں کبھی نہیں چاہوں گی۔" زرمین کو وہ بس دیکھ کر رہ گئی تھی جو آنکھوں کی نمی چھپانے کی کوشش میں چہرہ کچھ جھکا گئی تھی اور انگلیوں کی پوروں میں آنسو جذب کرنے لگی تھی۔

"آپی! آپ محبت کرتی ہیں نا ارحم بھائی سے؟

"پلیز شازمین! یہ بات کبھی نہ کرنا وہ میرا ایک ایسا خواب ہے جو کبھی تعبیر نہیں پائے گا اور یہ ذکر میری ذات کا مان بکھیر دے گا اور کیا تم اپنی آپی کو بکھرتا ہوا دیکھنا چاہتی ہو؟" وہ جلدی سے نفی میں سر ہلا گئی تھی اور وہ وہاں سے اٹھ گئی تھی اور جتنے آنسو اس نے شازمین کے سامنے روک لئے تھے اس سے کہیں زیادہ واش روم میں آ کر شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر بہا دیئے تھے۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

"بھائی صاحب! پھر آپ نے زرمین بیٹی کی شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں آپ خواتین مل بیٹھ کر کوئی فیصلہ کرلیں تیاریاں بھی تو آپ لوگوں نے ہی کرنی ہوں گی ہاں جو کام ہمارے کرنے کے ہیں وہ ہم لوگ کرلیں گے۔"

"میں تو یہ کہوں گا کہ اللہ کا نام لے کر شادی کی تاریخ مقرر کردینی چاہیے پھر آگے ہماری زرمین بیٹی کا نصیب لڑکا اور فیملی دونوں ہی دیکھے بھالے ہیں سوچ بچار کرنے سے کیا فائدہ؟" یوسف الحسن چائے کے سپ لیتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"بھائی جی! بیٹیوں کی شادی میں سو بکھیڑے ہوتے ہیں 20,25 دنوں میں سب کیسے مینیج ہوگا؟" راشدہ اتنی جلد بازی کے خلاف ہی تھیں۔

"سب مینیج ہو جائے گا بھابی بیگم! اور آپ اکیلی نہیں ہیں ہم سب بھی تو ہیں ہم سب مل کر ذمہ داریاں بانٹ لیں گے۔"

"یوسف بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں بس بھائی صاحب! اللہ کا نام لے کر ہاں کردیں اللہ تعالیٰ ہماری زرمین کے نصیب سے سب اچھا ہی کرے گا۔"

"ٹھیک ہے بھئی... ! جسے آپ سب کی مرضی ہو۔" نوید عالم کو اور کیا چاہیے تھا جب ان کی بیٹی کو اتنے دعائیں دینے والے اور آگے بڑھ کر کام کرنے والے موجود تھے تو وہ کیوں خود کو ہلکان کرتے اور زرمین کی شادی انہیں آج نہیں تو کل کرنی ہی تھی اس لئے انہوں نے اپنی رضامندی دے دی تھی۔

"میں ابھی فون کرکے مہوش سے کہہ دیتی ہوں تاکہ وہ کل ہی تاریخ لینے آجائے۔"

"اتنی جلدی کیا ہے؟ صبح فون کر لینا۔"

"نہیں بھابی بیگم! نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے جاؤ فریدہ! فون کرلو اور تم اٹھو راحم! اور دوڑ کر مٹھائی لے آؤ تاکہ ہم سب منہ میٹھا تو کرلیں۔" یوسف الحسن کے کہنے پر راحم فوراً ہی اٹھ گیا تھا اور فریدہ کے کہنے

Downloaded from https://paksociety.com

پر مائدہ وائرلیس فون لینے چلی گئی تھی۔

"ہاں بھئی ... مہوش ! کیسے ہو؟ "سلام دعا کے بعد فریدہ نے دوست کی خیریت دریافت کی تھی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں مگر فریدہ تو کسی کام کی نہیں ہے یار!" وہ دونوں بچپن کی سہیلیاں تھیں اور بے تکلفی بھی اسی لحاظ سے تھی۔

"کیوں بھئی !ایسا کیا کام کہہ دیا تھا تم نے جو میں نے نہیں کیا؟ بھول گئیں اپنے فضیل کی بات میں نے کسے منتوں میں طے کروادی ورنہ جوتے ہی گھستی رہتیں بھائی صاحب نے اتنی جلدی ہاں نہیں کہنی تھی وہ تو میں ہی تھی جو مہینوں کا کام دنوں میں کروادیا۔ "انہوں نے دوست کو شرمندہ کرنا چاہا تھا۔

"چلو بھئی !اب انتظار کی گھڑیاں شروع ہوتی ہیں یہ محترمہ گھنٹہ 2 گھنٹے سے پہلے فون نہیں رکھنے والیں۔" یوسف الحسن کی بات پر سب ہی مسکرا دیئے تھے۔

"یار! کہہ تو تو ٹھیک ہی رہی ہے مگر یہ مت بھول کہ صرف تو ہی نہیں میں بھی نوید بھائی صاحب کی بہن ہوں میں ڈائریکٹ ان کے آگے دست سوال بلند کرتی تو وہ مجھے خالی ہاتھ نہ لوٹاتے زرمین میری بھی تو بھتیجی ہے حق رکھتی ہوں اس پر۔ "مہوش حق سے بولی تھیں کیونکہ نوید عالم نے "فریدہ اور مہوش میں کبھی فرق نہیں کیا تھا۔

"تو ہمیں کون سا انکار ہے کہ تم حق نہیں رکھتیں تمہارا حق تسلم کرتے ہیں جبھی تو سوچنے کا ٹائم بھی نہیں لیا اور بات طے کردی۔"

"تم نے بھائی صاحب سے بات کی کہ میں اسی ماہ کی کوئی تاریخ رکھنا چاہ رہی ہوں؟"

"بات کی تھی میں نے مگر بھائی صاحب اتنی جلدی پر کچھ معترض ہیں۔"

"تم نے بات منوانے کی کوشش تو کی ہوتی۔"

"تجھے کیا لگتا ہے میں نے کچھ نہیں کیا ہر طرح سے کوشش کی مگر بھابی بیگم بھی راضی نہ ہوئیں۔ "وہ شرارت

Downloaded from https://paksociety.com

سے مسکرا رہی تھیں۔

"تمہاری ماں کبھی بڑی نہیں ہو گی اب دوست کو ستائیں گی اور پھر خوب اس کا مذاق بنا کر ہنسے گی وہ خفا ہو جائے گی تو پھر دوڑیں دوڑیں اسے منانے جائیں گی۔" یوسف الحسن بیوی کو پیار سے دیکھتے ہوئے بولے تھے کیونکہ سہولت سے جائیں یا ایمرجنسی میں وہ ہی تو انہیں 27 سالوں سے لے جا رہے تھے۔ ارحم محض مسکرا دیا تھا کیونکہ وہ بھی اپنی مما کے اس خوبصورت روپ سے بہ خوبی واقف تھا۔ وہ ایک زندہ دل ہنسنے ہنسانے والی خاتون تھیں کسی کو ناراض تو دیکھ ہی نہیں سکتیں۔

"تجھ سے کچھ نہیں ہو گا میں خود کل ہی بھائی صاحب کے گھر جاؤں گی اور دیکھنا تاریخ لے کر ہی لوٹوں گی۔" مہوش کے لہجے میں وہ مان بول رہا تھا جو نوید عالم نے انہیں سونپا تھا اور وہ برملا کہتی تھیں کہ ان کا ایک نہیں دو بھائی ہیں۔

"ٹھیک ہے تو کل بھائی صاحب کے گھر پوری تیاری کے ساتھ آ جا پھر ہم دونوں مل کر انہیں منا لیں گے۔" انہوں نے مہوش کا مان بڑھانے کے لئے اسے سچائی نہیں بتائی تھی۔

"اور یہ بتا بھائی صاحب سے سمیرا کی شادی کی کیا ڈیٹ لی ہے؟"

"اس ماہ کی 24 کی مایوں 25 کی برات اور 26 کا ولیمہ جبکہ فارض کہہ رہے تھے ولیمہ کچھ دن کے گیپ سے رکھ لیتے ہیں مگر بھائی صاحب نے اس کے لئے منع کر دیا۔"

"ٹھیک ہے تو کل بھائی صاحب کے گھر آ جا اور ایسا کرنا بھائی صاحب کو بھی لے کر آنا تاکہ دونوں بچوں کی تاریخ ساتھ ہی طے کر لیں۔"

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا بس اللہ کرے بھائی صاحب (نوید عالم) مان جائیں کیونکہ بھائی صاحب (شاکر) اپنی ہی زندگی میں فضیل کے سر پر سہرا سجا دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ فضیل کو بھائی صاحب نے ہمیشہ بیٹوں کی طرح ہی سمجھا ہے۔" وہ کچھ اداس ہو گئی تھیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

"پریشان نہ ہو مہوش! اللہ سب بہتر کرے گا اور دیکھنا بھائی صاحب کو بھی کچھ نہیں ہوگا وہ بہت جلد صحت یاب ہو جائیں گے۔

"آمین!" ان دونوں نے ایک ساتھ دل سے کہا تھا۔

"اچھا اب میں فون رکھتی ہوں کل بھائی صاحب کے گھر ملاقات ہوگی اور بیٹا پوری تیاری سے آنا ہم لڑکی والے ہیں تاریخ دینے میں کچھ تو نخرے دکھائیں گے۔"

"ترے نخرے سر آنکھوں پر مگر یاد رکھنا تم لڑکی کی پھپھو ہی نہیں تم لڑکے کی بھی اکلوتی خالہ ہو۔" انہوں نے فریدہ کو کچھ یاد دلانا چاہا تھا۔

"یاد ہے مجھے نیگ لینے کا وقت آیا تو بھولوں گی نہیں اور میرے دو دو بھتیجوں کی شادی ہے نیگ بھی اسی حساب سے لوں گی یاد رکھنا۔" فریدہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد فون رکھ دیا تھا۔

"بھائی صاحب! وہ کل آ رہی ہے تاریخ لینے۔"

"آپ کی باتیں ہم سن چکے ہیں بات مختصر نہیں کر سکتی تھیں؟"

"آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں یوسف! مجھ سے ہاں ہاں جی جی کر کے باتیں نہیں ہوتیں بات سے بات خود ہی نکل جاتی ہے۔" وہ کچھ خفا ہوئی تھیں۔

"اچھا بھئی! ہمیں اب اجازت دو کافی وقت گزر گیا ہے بچیاں بھی گھر میں پریشان ہو رہی ہوں گی اور اب تو کل کے انتظامات کرنے کی بھی فکر ہے۔" راشدہ کھڑے ہوتے ہوئے بولی تھیں۔

"کل کی تو آپ فکر ہی نہ کریں بھابی بیگم! سب کام اچھے سے ہو جائیں گے صبح ہی فریدہ وہاں آپ کی مدد کو پہنچ جائے گی" یوسف الحسن کی اپنائیت پر وہ مسکرا دی تھیں اور وہ لوگ اجازت لے کر چلے گئے تھے۔

(باقی آئندہ ماہ انشاءاللہ)

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

افسانہ☆ ویلنٹائن☆

تحریر۔ثناء واجد--

" کل ہم آئس کریم کھانے آئس کریم پارلر چلیں گے.....تم گھر میں کوئی بہانہ کر کے آ جانا "احسن نے موبائل سے میسج کیا۔

"ہم روز کالج میں ملتے تو ہیں......"تانیا نے میسج کا ریپلائی کیا تھا......

" کل کا دن خاص طور پر محبت کرنے والوں کے لئے ہے......ہم عہد تجدید محبت کریں گے کچھ تم اپنی سنانا اور کچھ میرے دل کی سننا کہ تمہارے بغیر میں کتنا نامکمل ہوں......میں چاہتا ہوں کل کا دن میں اپنی محبت کے نام کروں اور یادگار بناؤں اور اس کے لئے تمہارا میرے ساتھ ہونا ضروری ہے اس لئے میں نا کار نہیں سنوں گا تمہیں لازمی آنا ہوگا"احسن نے معنی خیز انداز میں مسکرا کر میسج کیا اور تانیا کے جواب کا انتظار کیے بغیر موبائل بند کر کے اپنے سر کی نیچے موجود سرہانے کے نیچے رکھ دیا.......

وہ جانتا تھا تانیا اسکی محبت پر اندھا یقین رکھتی ہے اور اس کی بات کو انکار نہیں کرے گی اور اگر گھر کوئی بہانہ بھی بنانا پڑا تو وہ ضرور بتا کر آ جائے گی......

دوسری طرف تانیا اپنے بستر پر لیٹی چہرے پر آتی مسکراہٹ کو منہ تک چادر لے کر چھپا لیتی ہے کہ مبادا کہیں پاس لیٹی ماں اس کی اس مسکراہٹ کو دیکھ ہی نہ لیں......

وہ اسی سوچ کے ساتھ ہی نہال ہوتی جا رہی تھی کہ جو اس کو اتنا چاہتا ہے،اس کا اتنا خیال رکھتا ہے جو اس کے بغیر مر جانے کی قسمیں کھاتا ہے وہ اپنا ایک دن اس کے نام کر رہا ہے تو کیوں نہ اسے سے ملنے جائے آخر آگے کی زندگی بھی وہ اسی کے ساتھ ہی گزارنے والی ہے......"......اپنی انہی سوچوں میں غلطاں، حسین خوابوں کی ادھیڑ بن میں مست نا جانے کب نیند کی آغوش میں چلی گئی......

Downloaded from https://paksociety.com

تانیا صبح کالج جاتے وقت ماں کو بتا دیتی ہے کہ فائنل امتحان ہونے والے ہیں اس لئے ایکسٹرا کلاسز لی جارہی ہیں جس کی وجہ سے آنے میں دیر ہو جائے گی......

اماں خوشی خوشی نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ بیٹی کی باتوں پر اعتبار کر کے رخصت کر دیتی ہے اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوجاتی ہے......

کالج سے چھٹی کے بعد احسن نے تانیا کو اپنی بائیک پر بٹھایا اور اپنا "یادگار ویلنٹائن" منانے کے لئے ایک آئسکریم پارلر لے کر چلا گیا......وہاں نا جانے کتنے ہی چھوٹے چھوٹے کیبن بنے ہوئے تھے جہاں موجود جوڑے اپنی "محبت کے اظہار" کے دن کو منانے میں مست تھے انہی ایک کیبن میں جا کر دونوں خوشی خوشی بیٹھ گئے یہ جانے بغیر کہ آج کے اس خاص دن پر چند مخصوص کیفیٹیریاز میں کیا گھناؤنا کھیل کھیلا جاتا ہے اور احسن تانیا کو کس مقصد سے یہاں لایا ہے......اپنے والدین کی آنکھوں میں دھول جھونک کر جو کھیل تانیا کھیلنے جارہی ہے وہ اسے اور اس کے والدین کو کہاں سے کہاں پہنچا دے گا اس کا اندازہ تانیا کو نہیں تھا......

ابھی انہیں بیٹھے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اچانک سے ہلچل مچ گئی شور کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں ابھی دونوں کچھ سمجھ ہی نہ پائے تھے کہ پولیس کی ایک بڑی تعداد کیفے ٹیریا کے مالک سمیت وہاں موجود پریمی جوڑوں کو بھی ساتھ میں لے گئے جن میں احسن اور تانیا"......بھی شامل تھے......

اب وہ دونوں پولیس اسٹیشن میں تھے......دونوں کے ماں باپ کو بلایا گیا......احسن کے والد کی پہنچ چونکہ اوپر تک تھی اس لئے تانیا کو موردالزام ٹھہرا کر اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر چلتے بنے اور وہ تجدید محبت وعدے کرنے والا، ساری زندگی ساتھ نبھانے کی قسمیں کھانے والا، تانیا سے نظریں ملائے بغیر اپنے والد کے ساتھ چپ کر کے چل دیا......

تانیا کے والد ذلیل وخوار ہونے کے بعد آخر کار آدھی رات کو بیٹی کو گھر لانے میں کامیاب تو ہو چکے

Downloaded from https://paksociety.com

تھے پر وہ ان طنز کرتی، چیرتی نظروں کا سامنا نہیں کر سکتے تھے جورات کے اس پہر ان کی اور انکی بیٹی کی منتظر تھی.....طنز کرتی آوازیں اور چیرتی نظروں کے سامنے اس نے خود اپنے باپ کا سر جھکا دیا تھا جن کو ہمیشہ سے اپنی بیٹی پر مان تھا، بھروسہ تھا......وہ خاموشی سے گردن جھکائے چلتے آ رہے تھے اور پیچھے تانیا آنکھوں میں ندامت کے آنسو لئے من من بھاری پیروں کے ساتھ چل رہی تھی کہ باپ کی عزت تو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے لوگوں کے قدموں میں رکھ دی تھی جو ساری زندگی شائد نہ چاہ کر بھی اب رلتی رہنی تھی............

☆......☆......☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

خنک ہواؤں کی سوغات۔۔۔

تحریر: کہکشاں صابر۔۔۔

خنک ہواؤں کے چلتے ہی ہر بڑے چھوٹے کی خواہش ایسی خوراک کی طرف جاتی ہے جوان کو گرم کمرے اور گرم نرم بستر سے نکلنے نہ دے اور اس کے لیے سب سے بہترین خوراک خشک میوہ جات ہے جو ذہنی اور جسمانی توانائی کا سبب بنتے ہیں اور یہ غذائیت سے بھرپور بھی ہوتے ہیں۔ خشک میوہ جات جسم کے درجہ حرارت کو بڑھانے اور موسم سرما کے مضر اثرات سے بچاؤ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہیں کہ سردی کے موسم میں جسم تازہ خون بنانے لگتا ہے اور سردیوں میں کھائے جانے والے خشک میوے اپنے اندر وہ تمام ضروری غذائیت رکھتے ہیں جو جسم میں توانائی اور تازہ خون بنانے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ یہ میوے معدنیات اور حیاتین سے بھرپور ہوتے ہیں ان کے مطابق سردیوں میں جو کچھ کھاؤ، وہ جسم کو لگتا ہے کیوں کہ اس موسم میں نظام ہضم کی کارکردگی تیز ہو جاتی ہے اور گرمیوں کے مقابلے میں زیادہ کام کرنے کو دل چاہتا ہے لیکن دن چھوٹے ہو جائیں اور راتیں لمبی تو پھر ان لمبی راتوں کو گزارنے کے لیے خشک میوے نہایت اچھا ساتھی ثابت ہوتے ہیں۔ خشک میوہ جات سردیوں کا انمول تحفہ ہیں جو خوش ذائقہ ہونے کے ساتھ ساتھ بے شمار فوائد کے حامل بھی ہیں۔ خشک میوہ جات بیماریوں کے خلاف ڈھال کا کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اعتدال کے ساتھ ان کا استعمال انسانی جسم کو مضبوط اور توانا بناتا ہے۔ ان سے ثابت ہوا کہ ان میں موجود غذائی اجزاء انسانی صحت کے لئے کتنے اہم ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان میوہ جات کے استعمال میں اضافہ ہوا ہے۔ ان میوہ جات میں بادام، پستہ، اخروٹ، کاجو، مونگ پھلی، چلغوزے، خوبانی، ناریل، کشمش، انجیر اور دیگر شامل ہیں۔ ان

http://saatrangmagzine.blogspot.com

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
- ایڈ فری لنکس
- ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
- ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
- کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

میوہ جات میں اہم غذائی اجزاء شامل ہیں۔اور طبی لحاظ سے بھی یہ بہت فائدے مند ہیں۔

اخروٹ۔

سب کی پسند اخروٹ سردیوں میں اس کی گری یعنی اس کا مغز نہایت غذائی بخش تسلیم کیا جاتا ہے۔
ماہرین کے مطابق ایک سو گرام اخروٹ کی گری میں فولاد 2,1 ملی گرام اور حرارے 656 ہوتے ہیں۔
اس کی بھنی ہوئی گری کھانسی کو دور کرنے کے لئے نہایت مفید ہے۔ یہ دماغی قوت کے لیے بہت ہی فائدہ مند تسلیم کیا جاتا ہے۔اس کے استعمال سے دماغ طاقت ور ہو جاتا ہے۔ایک تحقیق کے مطابق اخروٹ کا استعمال ذہنی نشو نما کے لیے نہایت مفید ہے،اور اس کے تیل کا استعمال ذہنی دباؤ اور تھکان کو کم کرنے میں مدد دیتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ حضرات جو زیادہ کام کرتے ہیں ان کے ذہنی سکون کے لئے اخروٹ اور اس کے تیل کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ ماہرین کے مطابق اخروٹ کا استعمال بلڈ پریشر پر قابو پانے اور امراض قلب کی روک تھام کے لیے بھی نہایت مفید ہے۔اخروٹ بالوں کو سیاہ کرنے کے لیے بھی معروف ہے۔اخروٹ میں فولاد،کیلشیم،پوٹاشیم،پروٹین،زنک،فائبر،سوڈیم،سلینیم اور میگنیشیم پایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ وٹامنز بھی پائے جاتے ہیں۔روزانہ چار سے پانچ اخروٹ کھانے والے شوگر کی ٹائپ ۲ سے محفوظ رہتے ہیں۔دوران حمل اس کا استعمال ماں کے بلڈ پریشر کو نارمل رکھتا ہے۔سردیوں میں اکثر جوڑوں کے درد زیادہ ہوتے ہیں اس لئے اخروٹ کے تیل کی مالش کریں اخروٹ کھانے سے کولیسٹرول نارمل رہتا ہے۔اخروٹ پیٹ کی چربی کم کرنے میں بھی مددگار ہے۔دنیا میں اخروٹ کی پیداوار میں سرفہرست چین ہے۔

بادام۔

بادام چھوٹے بڑوں سب کا پسندیدہ میوہ ہے۔اس کو ہم مختلف اشیاء کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ایک

Downloaded from https://paksociety.com

بادام تقریباً تیرہ حراروں پر مشتمل ہوتا ہے۔اس میں وٹامن B اور E ،اور کیلشیم بھی پایا جاتا ہے۔یہ دماغ کی کارکردگی بڑھاتا ہے۔اس کے آئل کو اگر چہرہ پر لگایا جائے تو تروتازہ ہوتا ہے۔آنتوں کے امراض میں بھی مفید ہے۔جگر کی کمزوری میں بھی مفید ہے۔گھٹیا میں بھی فائدے مند ہے۔بادام صدیوں سے قوتِ حافظہ،دماغ اور بینائی کے لئے نہایت مفید قرار دیا جاتا ہے۔یہ اعصاب کو طاقت ور بناتا ہے دماغی کام کرنے والوں کے لئے اس کا استعمال ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ماہرین غذائیت کے مطابق ایک سو گرام بادام کی گری میں کیلشیم کی مقدار 254 ملی گرام ،فولاد 2......4 ملی گرام ،فاسفورس 475 ملی گرام اور حرارے 597 ہوتے ہیں۔اس میں حیاتین الف اور ب کے علاوہ روغن اور نشاستہ موجود ہوتا ہے۔ ۔اعصاب کو طاقت فراہم کرتا ہے بادام خون میں کولیسٹرول کی سطح کم کرتا ہے اور یوں اس کا استعمال دل کی تکالیف میں فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے نیز اس کی بدولت عارضہ قلب میں مبتلا ہونے کے امکانات بھی کم ہوجاتے ہیں۔نیز اس میں پروٹین وافر مقدار میں پایا جاتا ہے دیگر معدنیات میں فائبر کیلشیم، میگنشیم ،پوٹاشیم ،وٹامن ای اور دیگر اینٹی آکسیڈنٹس بھی وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔

تل۔

تل بھی موسمِ سرما کی خاص سوغات میں سے ایک ہے۔جن بڑوں یا بچوں کو کثرت پیشاب کا مرض ہو اور سردیوں میں بوڑھے افراد اس کی زیادتی سے تنگ ہوں یا پھر جو بچے سوتے میں بستر گیلا کردیتے ہوں،ان کو تل کے لڈو کھلانے چاہئیں۔اس سے کثرت پیشاب کی شکایت دور ہوجاتی ہے۔اس کے علاوہ یہ جسم میں گرمی پیدا کرتے ہیں۔جن بوڑھوں کو بہت زیادہ سردی لگتی ہو ان کے لئے تو بہت ہی مفید ہیں۔ماہرین غذائیت کے مطابق تل بہت توانائی بخش میوہ ہے۔

چلغوزہ۔

Downloaded from https://paksociety.com

چلغوزے گردے، مثانے اور جگر کو طاقت دیتے ہیں۔ سردیوں میں اس کے کھانے سے جسم میں گرمی بھر جاتی ہے۔ چلغوزے کھانا کھانے کے بعد کھائیں۔ اگر کھانے سے پہلے انہیں کھایا جائے تو بھوک ختم ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ عربیک کھانوں میں اسے بہت پسند کیا جاتا ہے۔

یہ پٹھوں کو مضبوط بناتا ہے یہ ہمارے دل کو قوت مہیا کرتا ہے۔ جسم میں حرارت لاتا ہے۔ بدن کو طاقت مہیا کرتا ہے۔ گردوں کے لئے مفید ہے۔

کشمش۔

کشمش دراصل خشک کیئے ہوئے انگور ہوتے ہیں۔ چھوٹے انگوروں سے کشمش اور بڑے انگوروں سے منقی بنتا ہے۔ کشمش اور منقی قبض کا بہترین توڑ ہیں۔ یہ نزلہ کھانسی میں مفید اور توانائی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ماہرِینِ غذائیت کے مطابق ایک سوگرام کشمش میں پوٹاشیئم 275 ملی گرام جب کہ فولاد 1……3 ملی گرام ہوتا ہے۔ یہ ہڈیوں کے بھربھرے پن کی مرض میں مفید ہے۔ یہ بہت قوت بخش میوہ ہے۔ کھانسی میں کھانا مفید ہے۔ سردیوں میں نزلہ اکثر ہوجاتا ہے اس میں کھانا فائدے مند ہے۔ بخار میں کھانے سے کمزوری دور ہوتی ہے۔ قبض کو دور کرتا ہے۔ یہ جسم کو توانائی مہیا کرتا ہے۔

مونگ پھلی۔

مونگ پھلی تو سردیوں میں سب کا من بھاتا سستا میوہ ہے۔ اس میوے کی ایک خاصیت اس میں بہت زیادہ تیل کا ہونا ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ مونگ پھلی میں موجود تیل یا چکناہٹ جسم کے کولیسٹرول کو نہیں بڑھاتی ہے۔ ماہرین غذائیت کے مطابق ایک سوگرام مونگ پھلی میں 37……8 فی صد نشاستہ اور 31……9 فی صد پروٹین موجود ہوتا ہے۔ اس میں وٹامن بی 1 کے علاوہ کیلشیم اور فاسفورس بھی پایا جاتا ہے۔ غذائیت میں مونگ پھلی اخروٹ کی ہم پلہ ہے۔ مونگ پھلی ہر دل عزیز میوہ ہے جب کہ اس

Downloaded from https://paksociety.com

میں موجود قدرتی فولاد خون کے نئے خلیات بنانے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کینیڈا میں کی جانے والے ایک تحقیق کے ذریعے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ذیابطیس کے مریضوں کے لئے مونگ پھلی کا استعمال نہایت مفید ہے۔ ماہرین کے مطابق دوسرے درجے کی ذیابطیس میں گرفتار افراد کے لئے روزانہ ایک چمچہ مونگ پھلی کا تیل بہت مثبت نتائج مرتب کر سکتا ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ مونگ پھلی کا استعمال انسولین استعمال کرنے والے افراد کے خون میں انسولین کی سطح برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

پستہ۔

پستے کا شمار بھی مغزیات میں کیا جاتا ہے۔ یہ جسم میں حرارت بھی پیدا کرتا ہے جب کہ قوتِ حافظہ، دل، معدے اور دماغ کے لیے بھی مفید ہے۔ اس کے متواتر استعمال سے جسم ٹھوس اور بھاری ہو جاتا ہے۔ پستے میں کیلشیم، پوٹاشیئم اور حیاتین بھی اچھی خاصی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ ایک سو گرام پستے کی گری میں 594 حرارے ہوتے ہیں۔ پستہ کا استعمال مختلف سویٹس کے ہمراہ صدیوں سے مستعمل ہے۔ پستہ خون میں شامل ہو کر خون کے اندر کولیسٹرول کی مقدار کو کم کر دیتا ہے۔ پستہ کا روزانہ استعمال کینسر کے امراض سے بچاؤ میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

کاجو۔

اس پھل کو بھی بہت سارے لوگ پسند کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک لذیز مزے دار میوہ ہے۔ دل کو تقویت پہنچاتا ہے۔ جسم کو فربہ کرنے میں مدد کرتا ہے۔ دماغ کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے۔ جذام یعنی کوڑھ میں فائدہ مند ہے۔

Downloaded from https://paksociety.com

انجیر۔

انجیر بھی ایک مزے دار پھل ہے اور اس کا ذکر قران پاک میں بھی آتا ہے۔انجیر بھی کئی بیماریوں میں شفا دیتا ہے۔مثلاً۔۔۔۔۔۔انجیر قبض کو دور کرنے میں مددگار ہے۔انجیر بواسیر میں مفید اور اس کا ذکر قران پاک میں بھی آتا ہے ۔تیزابیت کو دور کرتا ہے۔ہاضمہ درست بناتا ہے۔چہرے کی رنگت کو صاف کرتا ہے۔گردہ اور مثانہ کے امراض میں بھی مفید ہے......

☆☆☆

ـــ

http://saatrangmagzine.blogspot.com

www.paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

☆لیونارڈو دی پیروڈاونچی ایک عظیم آرٹسٹ☆

تحریر۔علینہ ملک۔

لیونارڈو دی پیروڈاونچی (15 اپریل 1452-2 مئی 1519)

سائنسدان، پینٹر، مجسمہ ساز، معمار، موسیقار، ریاضی دان، انجینئر، موجد، anatomist، ماہر ارضیات، نولیس، نباتات اور مصنف بھی تھا۔ وہ وسیع پیمانے پر تاریخ کا عظیم ترین پینٹر کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ جب کہ عام طور پر اس کو دنیا کا سب سے باصلاحیت شخص مانا جاتا ہے۔

'لیونارڈو ڈاونچی جیسے لوگ صدیوں میں کہیں خال خال پیدا ہوتے ہیں۔ ڈاونچی یقیناً عظیم Genious تھا۔ اس شخص کے اندر بلا کی توانائی تھی۔ اس کے کارنامے ہمہ جہت ہیں۔ عام طور پر مانا جاتا ہے کہ فن کار اور سائنس دان ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں جب کہ ڈاونچی میں یہ یوں مدغم ہیں کہ طے نہیں ہو پاتا کہ وہ سائنس دان تھا یا فن کار۔ فن کار کے طور پر اس کی مصوری کے پندرہ شہ کار محفوظ ہیں اور ان میں مونالیزا اور لاسٹ سپر لافانی مانے جاتے ہیں جب کہ نباتات، علم الابدان، فن تعمیر، انجینئرنگ، نقشہ گری، ارضیات، فلکیات، موسیقی، فلسفہ، ریاضی، اسلحہ سازی، ہوابازی اور نہ جانے کن کن شعبوں میں اس کا کام یادگار رہے۔

ڈاونچی کا پورا نام لیونارڈو دی سرپیروڈاونچی (LeonardoPiero Serdi Da vinci) ہے، فرانسیسی تلفظ لیئن آردو۔ ہے، اس میں پیرو اس کے باپ کا اور ونچی اس مقام کا نام ہے جہاں وہ پیدا ہوا جب کہ SER احتراماً کہا جاتا ہے۔ لیونارڈو ٹسکینی یا ٹسکانا میں واقع ہے۔ یہ لیونارڈو کے عہد (پندرہویں صدی) میں آزاد ریاست فلورنس کا حصہ تھا۔ ونچی، دریائے آرنو کی ایک نشیبی وادی ہے۔

لیونارڈو کا والد ایک قانون دان تھا اس کے نام کے ساتھ "سر" (Ser) کا لاحقہ تھا جو اس کے اشرافیہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Downloaded from https://paksociety.com

سے تعلق کی علامت ہے، ماں قطرینہ ایک دھقان زادی تھی۔ان کے درمیان با قاعدہ شادی نہیں ہوئی تھی۔سو لیونارڈو ان کی محبت کا نتیجہ love child تھا۔

اس کے بچپن کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات نہیں ملتیں سوائے اس کہ کے اولیں پانچ سال تک وہ اپنی ماں کے گھر میں رہا، 1457 کے بعد اس کا باپ اسے اپنے پاس لے آیا، یہ گھر ایک چھوٹے سے گاؤں فرانسسکو میں تھا، اس کے دادا، دادی اور چچا بھی یہیں تھے۔اس کے باپ نے ایک 16 سالہ لڑکی سے شادی کی تھی، جو لیونارڈو کے ساتھ بہت شفقت کرتی تھی تاہم وہ زیادہ عمر نہ پاسکی اور جلد ہی چل بسی اس کا باپ اپنا جائز وارث پیدا کرنا چاہتا تھا جس کے لیے اس نے تیسری اور پھر چوتھی شادی بھی۔اس دوران لیونارڈو گھر پر ہی جیومیٹری اور ریاضی کی غیر رسمی تعلیم حاصل کر پایا۔مصوری کا رجحان اس میں بہت آغاز ہی سے تھا۔ایک بار ایک کسان ایک سادہ شیلڈ اس کے باپ کے پاس لایا اور اس سے درخواست کی وہ اس پر کوئی کچھ بنادے، اس پر لیونارڈو نے مصوری کی اور ایک بہت بدہیئت عفریت کی تصویر بنادی جو آگ اگل رہا تھا۔یہ تصویر اس کے باپ کو بڑی پسند آئی، ڈیوک آف میلان نے دیکھی تو خرید لی اس پر اس کے باپ نے بازار سے ایک اور شیلڈ خرید کر کسان کو دے دی۔

1466 میں لیونارڈو 14 برس کا ہوا تو اسے ویروشیو کی ورکشاپ میں داخل کرادیا۔ویروشیو (Verrochio) اپنے وقت میں مصوری کا بہت بڑا استاد تھا، اس کی ورکشاپ فلورنس کا سب سے اعلیٰ نگار خانہ سمجھا جاتا تھا۔یہاں اپنے اعلیٰ نگار خانہ سمجھا جاتا تھا۔یہاں اپنے وقت کے بڑے بڑے مصوروں نے تربیت پائی۔لیونارڈو نے یہاں پوری ایک دہائی تربیت حاصل کی۔اس ورکشاپ میں صرف مصوری ہی کی تربیت نہیں دی جاتی تھی بل کہ ڈرافٹنگ، علم کیمیا، دھاتوں کے علوم، آہن گری، پلاسٹر کا استعمال، چمڑے کا کام، لکڑی کا کام، مشین سازی، ڈرائنگ، مجسمہ سازی اور ماڈلنگ بھی سکھائی جاتی تھی۔ویروشیو کی ورکشاپ سے مصوری کے نمونے اس کے ملازمین تیار کیا کرتے تھے۔

Downloaded from https://paksociety.com

مورخین کے مطابق ویروشیو کے یادگار شہ پارے The Baptism of Christ پر لیونارڈو نے اپنا حصہ ڈالتے ہوئے اس میں ایک نوجوان فرشتے کو یوں مصور کیا کہ استاد دنگ رہ گیا اور اس کے بعد اس نے زندگی بھر برش نہیں اٹھایا۔اس شہ پارے میں Tempera پر Oil Painting کیا گیا ہے۔واضح رہے کہ روغنی رنگوں کے استعمال کی روایت افغانستان میں بہت پہلے سے موجود تھی یورپ میں اس کا آغاز پندرہویں صدی میں مصوروراسی نے کیا۔مذکورہ تصویر میں فرشتے کے علاوہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ، پانی اور پس منظر میں پہاڑی کی مصوری پر بھی ڈاونچی کی چھاپ نظر آتی ہے۔اس ورکشاپ میں لیونارڈو نے ماڈلنگ بھی کی جس کے آثار اس ورکشاپ کے مختلف شہ پاروں جیسے ڈیوڈ، بارگیلو، آرنچل، رفائیل اور ٹوبیاس اینڈ دی اینجل رفائیل وغیرہ میں دکھائی دیتے ہیں۔1472 میں بیس سالہ لیونارڈو فارغ التحصیل ہو چکا تھا اور اسے گلڈ آف سینٹ لیوک نے ماسٹر تسلیم کرلیا۔یہ گلڈ فن کاروں اور ادویات کے ڈاکٹروں کی مجلس تھی۔

اس کے والد نے اسے اپنی ورکشاپ سے منسلک کرلیا تاہم اس کے باوجود وہ اپنے استاد ویروشیو کے ساتھ برابر کام کرتا رہا۔

1476 میں لیونارڈو اپنے تین دوسرے ساتھیوں کے ہم راہ ہم جنسیت کے الزام میں گرفتار ہوا تاہم جلد ہی رہائی مل گئی۔اس کے بعد 1478 تک کے برسوں کا کوئی سراغ نہیں ملتا کہ لیونارڈو اس عرصے میں کہاں رہا اور کیا کرتا رہا البتہ ریکارڈ کے مطابق 1478 میں اس نے اپنے استاد کی ورکشاپ چھوڑ دی اور اپنا گھر بھی ترک کردیا۔ایک مورخ کے مطابق 1480 میں لیونارڈو فلورنس کے علاقے سان مارکو کے ”گارڈن آف دی پی ازا“ سے منسلک تھا جو نو افلاطونی مصوروں، شاعروں اور فلسفیوں کی اکادمی تھی۔

لیونارڈو بہ طور موسیقار:

Downloaded from https://paksociety.com

لیونارڈو فنون و علوم کے باب میں سماجی مزاج کی شخصیت تھا۔ وہ ایک ایسا مصور تھا کہ جس نے صدیوں تک مصوروں کو متاثر کیے رکھا اور آج بھی اس کے شہ پاروں کو کلاسیکیت میں اعلیٰ مقام حاصل ہے لیکن وہ محض مصور ہی نہیں تھا بل کہ اعلیٰ درجے کا موسیقار تھا۔ 1482 میں اس نے گھوڑے کے سر کی شکل کا بربط ایجاد کیا۔ یہ ساز روم اور یونان میں پہلے سے موجود تھا تاہم لیونارڈو نے اس میں ایک حسن پیدا کر دیا۔ یہ بربط اکادمی کے سربراہ لورینزو نے اسی کے ہاتھ میلان کے ڈیوک کو تحفے کے طور پر بھیجا تا کہ ڈیوک کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم ہوں۔ میلان میں اس کا قیام 1482 سے 1499 تک رہا۔ اس دوران اس نے اپنے شہ کار Virgin of the Rock اور Last Supper تخلیق کیے۔

ڈیوک آف میلان لیوڈوویکو کے ایما پر وہ ہنگری کے بادشاہ میتھیاس کاروینس کے پاس بھی گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ وہاں اس نے Holly Family نامی شہ پارہ تخلیق کیا تھا۔ 1495 کا سال اس کے لیے دکھ کا سال رہا کیوں کہ اس سال اس کی ماں قطرینہ کا انتقال ہوا۔ لیونارڈو نے ڈیوک آف میلان کی فرمائش پر کافی کام کیے، ان میں میلان کیتھیڈرل کے گنبد کا ڈیزائن بھی شامل ہے۔

ڈیوک آف میلان کے جانشین فرانسسکو کی فرمائش پر ایک یادگار " گھوڑے پر سوار نائیٹ " کا ڈیزائن تیار کیا۔ یہ بہت بھاری بھر کم یادگار تھی ، جس کے لیے 70 ٹن دھات فراہم کی گئی لیکن یہ کام بھی سیماب صفت لیونارڈو نے کئی سال تک ادھورا ہی چھوڑے رکھا۔ اسی طرح " گران کیویلو "پر کام شروع کیا، یہ بھی ایک گھوڑے کا مجسمہ تھا، کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا میں گھوڑے کا سب سے بڑا مجسمہ تھا بہ شرطِ کہ پورا ہو جاتا۔ لیونارڈو ایک عرصے میں اس کا صرف مٹی کا مجسمہ ہی بنا پایا جو بعد میں فرانسیسی فوج نے علاقے پر ایک حملے کے دوران تباہ کر دیا تھا۔ اس کے باوجود یہ مجسمہ فن کی تاریخ میں "لیونارڈو ڈاونچی کا گھوڑا" کے نام سے معروف ہے۔

ڈرائنگ:

Downloaded from https://paksociety.com

لیونارڈو محض مصور ہی نہیں ایک بہت بڑا ڈرائنگ ماسٹر بھی تھا۔اس کی ڈرائنگ کے متعدد نمونے بھی محفوظ ہیں۔اسے جو چیز،واقعہ یا منظر متاثر کرتا وہ اس کی چھوٹی چھوٹی ڈرائنگز بناتا رہتا۔اس کے بہت سے شہ کار رنگوں میں ڈھلنے سے پہلے ڈرائنگز کی صورت میں ہیں۔اس کی سب سے مشہور ڈرائنگ The Vitruvian Man ہے،جس میں جسم انسانی کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے،فرشتے کا سر اور چٹانوں کی دوشیزہ بھی اس کی اعلیٰ ترین ڈرائنگز میں شمار کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ اس کی "دی وِرجن اینڈ چائلڈ وِد سینٹ این اینڈ سینٹ جون دی بپٹسٹ" اور ایک پھول دار بوٹی نجم بیت اللحم Star of Bethlehem کی مطالعاتی ڈرائنگ اور درجنوں دیگر محفوظ ہیں۔۔

مونا لیزا(1500)۔

مونا لیزا لیونارڈو کا ایک ایسا مقبولِ خواص وعوام شہ کار ہے کہ جس کی مصوری کی تاریخ میں دوسری کوئی مثال موجود نہیں۔اب تک اس کی کروڑوں نقول اور پوسٹرز بن چکے ہیں۔اس کی سب سے پہلی خصوصیت تو یہی ہے کہ یہ بہ ظاہر انتہائی سادہ ہے۔یہ چھوٹا سا پورٹریٹ پاپلر پینل پر روغنی رنگوں سے بنایا گیا ہے۔لیونارڈو نے اسے تین سال (1503-1506) میں مکمل کیا۔اسے وہ اپنی سب سے اعلیٰ تخلیق قرار دیتا ہے۔اس تصویر کا ایک نام لاجیوکونڈا (LaGioconda) بھی ہے۔خاتون کا اصل نام گیراردینی یا جیراردینی تھا جو فرانسیسکو جیوکونڈا کی اہلیہ تھی۔تصویر میں خاتون،اہرامی انداز میں ایک آرام دہ کرسی پر براجمان ہے۔اس عہد میں پورٹریٹ بنانے کا یہی انداز تھا۔لیونارڈو نے اس کے ہاتھ آرام کرسی کے دستے پر رکھے بنائے جس سے یہ تاثر بنا کہ وہ ایک فاصلے پر دکھائی دیتی ہے اور اس کے آسن سے یہ بھی محسوس کرایا کہ خاتون کچھ ریز رو موڈ میں ہے۔

تاہم وہ براہِ راست آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہی ہے جس سے لگتا ہے کہ ابھی وہ کچھ کہے گی۔ اس میں شیڈز اور بالوں وغیرہ جیسی تفصیلات کی باریکیاں بے مثال ہیں۔لیونارڈو نے اس میں نئے

Downloaded from https://paksociety.com

میتھڈ یہ استعمال کیے کہ آؤٹ لائن نہیں کھینچی بل کہ شیڈز کا استعمال گوشہ ہائے لب وچشم پر کیا۔ اس کے علاوہ مونا لیزا اپنے عہد کی اولیں تصویروں میں سے ہے جس میں پس منظر میں لینڈ سکیپ بنایا گیا ہے۔

ایک خیال یہ ہے کہ مونا لیزا تصویر ہونے کے موقع پر یرقان میں بتلا تھی، ایک قیاس یہ ہے کہ حاملہ تھی۔

اس کی مسکراہٹ کی پراسراریت بھی خاصے کی چیز ہے۔ یہ کچھ خندہ زیرلب کا شائبہ دیتی ہے۔ یہ مسکراہٹ ناظر کے موڈ کے مطابق کبھی نشاطیہ ہوتی ہے تو کبھی اداس۔ تصویر میں مونا لیزا کی بھنویں نہیں ہیں۔ 2007 میں ایک فرانسیسی انجینئر نے دعویٰ کیا ہے کہ مونا لیزا کی بھنویں امتداد زمانہ کے باعث مٹ گئی ہیں جب کہ بعض محققین کا دعویٰ ہے کہ لیونارڈو کے عہد میں بھی بھنویں نوچنے (Plucking) کا رواج تھا۔ بعضے اسے لیونارڈو کا اپنا پورٹریٹ قرار دیتے ہیں۔

اپنی طویل تاریخ کے دوران یہ شہ کار بار ہا چرایا گیا۔ یہ عظیم شہ کار پیرس کے میوزیم میں 1797 سے محفوظ ہے۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

افسانہ۔ زندگی کی راہوں میں تم کو پا کر شاد ہوئے

ازقلم: انمول عائشہ صدیقی (کراچی)

مہرو، اری او مہرو کہاں مر گئی جلدی آ اور برتن دھو آ کر میں بازار جا رہی ہوں گھر آ ؤں تو تمام کام ختم ملے مجھے نوشابہ کہتی ہوئی چادر سر سے لپیٹ کر باہر نکل گئی تھی۔

مہرو سے ضبط نا ہو سکا وہ خوب روئی، وہ کوس رہی تھی اس دن کو جس دن اسکی سگی ماں اسے چھوڑ کر گئی اس عذاب گھر میں وہ اس دن کو کوستی کوستی جوانی کی دہلیز پر آ گئی تھی کیا بیٹی ہونا ہی کوئی جرم ہے یا وہ بدنصیب ہی تھی مجرم وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

اے اللہ اے میرے پاک پروردگار مجھے صلہ دے میری برداشت کا میرے صبر کا مجھے پتہ ہے تُو بہترین کارساز ہے۔ تجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا میری اذیتوں کو اے میری ذات میری حیات کے مالک مجھے میرے صبر کا اجر دے اب تو دے میرے رب۔۔ وہ روتی جاتی اور کام کرتی جاتی تھی اسے اذیت برداشت تھی مگر اپنی ذات کی اپنی عزتِ نفس کی توہین اب گوارہ نا تھی۔۔

امی اس سے پہلے تو مجھے مار دیا ہوتا تو کم از کم میں اس برزخ میں تو نا جلتی آپ نے تو مجھے اپنے میکے ایسا چھوڑا کہ پلٹ کر تک نا دیکھا کہ آپ کی مہرو جی رہی ہے یا مر رہی ہے وہ نیر بہاتی کام کرتی جا رہی تھی اسے خبر تھی کہ مامی کے آنے تک اگر ایک بھی کام مکمل نا ہوا تو تہمت کو اس کی ذات سے اس کے کردار تک پہنچنے میں وقت نہیں لگے گا۔۔

نوشابہ اسکی ماں کے میکے کی پہلی کی پہلی اور آخری نشانی تھی نوشابہ کی ایک ہی نند تھی ریحانہ جسکی بدقسمت بیٹی مہرو تھی ریحانہ کی پہلی بیٹی ہوئی تو میاں نے ایک ہی شرط رکھی کہ یا تو مجھے ساتھ رکھ یا اس منحوس کو یہ

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

مہرو کا پہلا لقب تھا جو اسکے ہی باپ نے اسے دیا تھا اور یہی نام اب اسکی پہچان بنتا جا رہا تھا۔۔خیر ریحانہ نے ننھی گڑیا کو اپنی بے اولاد بھاوج کی گود میں ڈالا تو یہ سوچ کر تھا کہ اسکی بیٹی کا خیال اسکی بے اولاد بھابھی اور بھائی اس سے زیادہ رکھیں گے مگر بھائی کی آنکھ بند ہوتے ہی بھاوج نے اپنی اجڑی گود کی تمام خار اس مجبور سے نکالنا فرض اولین سمجھ لیا تھا مہرو کے بعد ریحانہ کے گھر ایک اور ننھا مہمان آیا تھا جو اسکے باپ کی خواہش اور خوابوں کا غرور بنا محمود کی پیدائش پر تو ریحانہ اپنے میاں کی لاڈلی بیگم بن گئی مگر ماں تھی اپنی بیٹی کو کیسے خود سے دور رکھے ہوئے تھی یہ اسی کا دل جانتا تھا کئی بار میاں کو سمجھایا منایا کہ مہرو کو اب تو لے آؤ مگر امجد کی ناں ہاں میں اب تک نا بدلی ریحانہ کے بہت اسرار پر بس اتنا حق دیا گیا کہ سال چھ مہینے میں اپنی بیٹی سے مل کر آ سکتی ہو۔۔اور اس ماں نے اسی کو مہربانی سمجھا تھا۔۔

وقت جیسے جیسے ہاتھ سے سرک رہا تھا مہرو کا دل اس جہان سے اور اس دنیا کے تمام رشتوں سے گھبرانے لگا تھا مگر کسی کے کچھ بھی سمجھنے سے کبھی کائنات تو رکی ہی نہیں اور نا ہی زندگی کے نظام۔۔

مہرو سب کام سے فارغ ہو کر پانی پینے ہی بیٹھی تھی کہ اسکی مامی یعنی نوشابہ کا بھتیجا چھت پر آ گیا تھا نوشابہ اور اسکے بھائی کا گھر برابر میں تھا بس ایک دیوار کا فاصلہ تھا ان دونوں گھروں کے درمیان۔۔

مہرو تم بجلی ہو کیا جو فٹافٹ سے پورا گھر چمکا دیتی ہو؟؟ ارباز نے چھیڑتے ہوئے اس سے کہا تھا۔۔

ارباز اس کو کب چاہنے لگا تھا یہ تو اسے بھی معلوم نا تھا مگر سیدھی سادھی سی ڈری سہمی سی مہرو نے خاموش رہ کر بہت خاموشی سے اسکے ویران دل میں اپنی محبت کا محل تعمیر کر لیا تھا اور وہ اس بات سے بے خبر صدا ارباز سے بھاگ رہی تھی۔۔

جی ــــ وہ اماں نے سکھایا ہے جلدی جلدی کام کرنا۔۔مہرو نوشابہ کو اماں کہتی تھی کیونکہ جیسی بھی تھی پالنے والی تو وہی تھی نا اسے۔۔

ہاہاہاہا یار اس میں اتنے گھبرانے والی کیا بات ہے تم بھی نا حد کرتی ہو ارباز کو اسکی ہکلاہٹ پر دل سے پیار

Downloaded from https://paksociety.com

آیا تھا۔۔

کھٹ کھٹ کھٹ دروازہ بجنے کی دیر تھی اور مہرو کا دل حلق میں آ گیا وہ یہ سوچ سوچ کر ڈر رہی تھی کہ اماں پھر سے ارباز کو دیکھ کر اسے ہی سنائینگی باتیں اس نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا اور نوشابہ کے ہاتھ سے سب سامان لے کر دوڑتی باورچی خانے میں گھس گئی۔۔اسلام وعلیکم پھوپھو۔۔

ارباز سیب کھاتا چھت سے ہی سلام کر رہا تھا۔۔

نوشابہ کا تو دماغ ہی گھوم گیا وہ ضبط کرتی وعلیکم سلام کہتی اندر آ گئی۔۔۔۔

ارباز کو حیرت ہوتی تھی کہ ویسے اتنی محبت دکھانے والی اسکی پھوپھو کا رویہ مہرو سے بات کرتے ہوئے دیکھ کر ایسا روکھا کیوں ہو جاتا ہے۔۔

اری نگوڑی تجھے کتنی بار کہا ہے میرے بھتیجے کو اپنے جال میں مت پھنسا۔۔تُو تو بہت ہی آوارہ ہے، ری تجھے ذرا برابر بھی شرو حیا نہیں آتی اس معصوم کو اپنی ادائیں دکھاتے ہوئے۔۔

مہرو کے لمبے گھنے سیاہ بال نوشابہ کے ہاتھوں میں تھے وہ رو رہی تھی قسمیں کھا رہی تھی کہ نہیں اماں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا مگر مجال تھی جو نوشابہ اس پر یا اسکی کہی پر اعتبار کرتی۔۔

چپ زبان دراز مجھے بتا رہی ہے کہ تُو کتنی شریف ہے میرے پیٹھ پیچھے تو یہ سب کب سے کر رہی ہے بتا مجھے۔۔۔کب سے اس بیچارے کو جال میں پھنسا رہی ہے ایک ذوردار تھپڑ رسید کرتی وہ اس کو پاگلوں کی طرح جھنجھوڑ رہی تھی۔۔

بس پھوپھو بس۔۔

ارباز یہ سب کافی دنوں سے نوٹ کر رہا تھا مگر آج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کا ضبط ٹوٹا تھا ٹوٹا تو اسکا مان بھی تھا جو وہ اپنی بے اولاد پھوپھو پر رکھتا تھا۔۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی اس معصوم کو مارنے کی؟ آپ کو وہ اپنی اماں کہتی ہے اس ایک لفظ کی ہی لاج رکھ

Downloaded from https://paksociety.com

لیتیں آپ۔۔ارباز کی کنپٹی کی نسیں واضح نظر آ رہیں تھیں۔۔

جولڑکی بنا کچھ کہے بنا کچھ مانگے آپ کو آپ کے گھر کو آپ کی تمام ذمہ داریوں کونہایت خوش اسلوبی سے نبھار ہی ہے۔جوایک جہاں سے کٹ کر بس آپ ہی کے گرد رہتی ہے اسکو یہ صلہ دے رہی ہو آپ؟ ایسے مار کراس طرح اذیت دے کر؟ ارے ایسے تو کوئی کسی جانور کے ساتھ بھی نا کرے جیسا آپ اس انسان کے ساتھ کر رہی ہو۔۔

نوشابہ کا تو جیسے دماغ ہی خراب ہوگیا۔۔اے ہے بڑا آیا اس منحوس کا ہمدرد بننے۔۔اری اس کو دو وقت کی روٹی دیتی ہوں سر چھپانے کو اپنا گھر دے رکھا ہے تن ڈھانپنے کو چھت دی ہوئی ہے کیا یہ احسان کم ہے ؟اور تو اسکا اتنا ہمدرد نا بن سمجھا ناور ویسے بھی اس کا اور تیرا رشتہ ہی کیا ہے؟ تُو میرا بھتیجا ہے اس نا نجھار کا کچھ نہیں لگتا تو سمجھا نا۔زیادہ خدائی فوج دار نا بن میرے سامنے۔۔۔چل جا کام کر اپنا جا کر یہ میرا مسئلہ ہے میرے گھر کا ذاتی معاملہ ہے میں خود حل کرلوں گی۔۔نوشابہ ہاتھ نچاتی ارباز کو اسکی راہ دکھارہی تھی۔

ارباز کو تو جیسے کچھ ہوا تھا جیسے کسی نے اسکی عزیز دل سے جان سے پیاری شے کو بیگانہ کہا ہو۔۔

پھوپھو ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔مہرو کوئی انجان اجنبی نہیں ہے۔۔مہرو میری زندگی ہے۔۔اور میری ہونے والی شریکِ حیات بھی۔۔

جہاں تک بات تمہارے اس گھر روٹی کپڑے اور مکان کی ہے ناں۔۔۔تو میں کل ہی تمہیں یہ سب چیزیں لوٹا رہا ہوں۔۔

تم سمجھتی ہو کہ ایک بے بس کو تم دبا کر۔ظلم کر کے اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو گی تو میں اب ایسا ہرگز نہیں ہونے دونگا اور ہاں سچ کہا تھا تم نے مہرو نے جادو کیا ہے مجھ پر میرے دل پر اپنی معصومیت کا جادو اپنے بھولے پن کا جادو اپنی پاکیزگی کا جادو اور یہ جادو تا عمر رہے گا مجھ پر۔۔تم سے جو ہوسکتا ہے کر لینا اور دوسری بات یہ بھی سن لو کل میرا نکاح ہے مہرو سے۔۔میں ایسے چاہتا نہیں تھا اسے اپنانا مگر تمہاری

Downloaded from https://paksociety.com

آج کی اس حرکت نے مجھے مجبور کیا ہے ایسا قدم اٹھانے پر۔۔خیر مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیئے۔۔

بس بتا رہا ہوں کہ کل تم جسے "منحوس" کہتی آ رہی ہو میں اسے تم سے دور کر کے اپنی حیات میں شریک کر رہا ہوں ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے۔۔نوشابہ تو یہ سن کر گویا پاگل ہی ہو گئیں۔۔

تو اور مجھے کہہ رہا ہے کہ میں تیری شادی اس سے کروں گی تو نے سوچا بھی کیسے یہ۔؟ یہ خیال تیرا خیال ہی رہے گا کیونکہ میں ایسا ہونے ہی نہیں دوں گی۔۔

نا۔نا پھوپھو میں تم سے پوچھ ہی کب رہا ہوں میں تو بتا رہا ہوں کہ کل اس کا اور میرا نکاح ہے۔۔

اگر دل کرے تو تم شریک ہونا ورنہ کوئی زبردستی نہیں ہے۔۔اور جہاں تک بات اس کو حاصل کرنے کی ہے تو میں اسے پانا چاہتا ہوں حاصل کرنا بھی نہیں ہے مجھے اس کو۔۔اگر دل کرے تو تم شریک ہونا ورنہ کوئی زبردستی نہیں ہے۔۔اور جہاں تک بات اس کو حاصل کرنے کی ہے تو میں اسے پانا چاہتا ہوں حاصل کرنا بھی نہیں ہے مجھے اس کو۔۔اور تم اس کی ماں نہیں ہو تم اسکی مامی ہو۔۔

اس کی ماں سے میں خود بات کرلوں گا۔۔تم پھر روک سکو تو روک لینا۔۔اور مہرو تم۔۔۔میں تم سے محبت کرتا ہوں میری محبت کو جھوٹ مت سمجھنا۔میں تم کو اس طرح بتانا چاہتا بھی نہیں تھا۔۔مگر میں اب مجبور ہو گیا ہوں۔۔میں تم کو مزید اس جہنم میں نہیں دیکھ سکتا۔۔اگر تم مجھ پر بھروسہ کرتی ہو تو پلیز ایک بار ضرور سوچنا اس بارے میں۔۔تمہارے پاس کل تک کا وقت ہے۔۔

پھر جو تم کہو گی وہ ہی میرا فیصلہ ہو گا لیکن ہاں کسی کے خوف سے کچھ کہو گی تو میں اپنے بات سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔پھر چاہے مجھے تم سے زبردستی ہی نکاح کیوں نا کرنا پڑے۔۔۔

ارباز نوشابہ کو گھورتا ہوا کہہ رہا تھا۔۔اور مہرو اس تمام گفتگو میں گونگی بنی دونوں کو سن رہی تھی۔۔اسکی سمجھ سے باہر تھا سب کچھ۔۔عجب سکتے کی سی کیفیت میں وہ ارباز کو جاتا اور مامی کو اسے پاگلوں کی طرح پٹتا دیکھ رہی تھی۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

اگر تو نے ہاں کی تو میں تیری جان لے لوں گی۔۔ مہرو سن لے۔۔ جب مار مار کر نوشابہ تھک گئی تو بس اتنا کہتی اسے کمرے میں بند کرتی باہر نکل گئی۔۔۔ اور مہرو بے سدھ سی زمین پر گری پڑی تھی۔۔ اسکی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔۔ اسکے بال اسکی ذات کی طرح اجڑے ہوئے تھے۔۔ اور وہ بے دم سی بس ارباز کے متعلق سوچ رہی تھی۔ کیا تھی یہ زندگی۔۔

ایک کہانی؟ یا ایک اذیت۔ ۔۔ اے پاک رب میں نے تو تجھ سے صبر کا صلہ مانگا تھا۔۔ مگر تو نے تو مجھے ڈھال عطا کرنے کا سوچ رکھا تھا ڈھال بھی وہ جو ہر دکھ ہر درد کو خود پر لے رہی ہے۔۔ حصار بھی ایسا جسکے ہوتے ہوئے مجھے کوئی ہاتھ کیا زبان سے بھی کچھ کہنے کا نہیں سوچ سکتا۔۔ اے میرے رب یہ میرا انعام میرے صبر سے کہیں گناہ زیادہ عطا کر۔ دیا۔ تو نے۔۔

میں تو ارباز جیسے مخلص شخص کے قابل نا تھی۔۔ پھر۔۔ مہرو میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔ مہرو کے کانوں میں یہی الفاظ گونج رہے تھے۔۔ آج اسے مامی کا جانوروں کی طرح اسکے جسم کو ادھیڑنا بھی تکلیف کا احساس نہیں دلا رہا تھا۔۔ آج تو اسکی ذات پر کسی نے بہت محبت سے چاہت کا مرحم رکھا تھا۔۔۔ مہرو کو فیصلہ کرنا بہت آسان لگا تھا۔۔ اسے زندگی میں پہلی بار محبت ملی تھی اس محبت کا اظہار ملا تھا وہ کیسے نا قبول کرتی۔۔ اس مہربان کے ساتھ کو۔۔ اب بس اسے انتظار تھا ایک نئی صبح کا ۔۔۔ خوشبوں سے بھری۔۔ خوشبوؤں سے مہکتی اک نئی زندگی کا انتظار۔

☆......☆......☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

افسانہ☆اعتبار کا محل☆

تحریر۔راحیلہ

میں نے اسے بے تحاشہ چاہا تھا ،وہ مجھے اپنی زندگی سے زیادہ عزیز تھا میری زندگی کے تمام رنگ اس کے دم سے تھے وہ بھی مجھ سے انتہا ہی پیار کرتا تھا مجھ پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ کرتا تھا وہ میرا منگیتر تھا اور ایک ماہ بعد ہماری شادی ہونی تھی ۔۔۔اس دن حسب معمول میں اپنی پھوپھی کے گھر گئی تھی اس کے پانچ بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی میں بچپن سے ہی زیادہ تر وہاں رہتی تھی پھوپھی پھوپھا مجھے اپنی بیٹی اور اس کے تمام بیٹے مجھے اپنی بہن سمجھتے تھے پورے گھر میں میرا نام گونجتا تھا ۔۔۔۔کسی کو جوتے چاہیے تو کسی کو شرٹ اور میں بھاگ بھاگ کے پورے کام نبٹاتی مجھے انکے کام کر کے بہت خوشی محسوس ہوتی تھی اور جب وہ سب بھائی ملکر نعرہ لگاتے کہ ہماری سسٹر ،ورلڈ کی بیسٹ سسٹر ہے تو میری تھکن لمحوں میں اڑن چھو ہو جاتی میرا کوئی بھائی نہیں تھا لیکن میں ان سب کو سگھے بھائیوں جیسا پیار کرتی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

اس دن بھی شام ہو گی اور معمول کی طرح علی میرے بڑے کزن نے مجھے ڈراپ کر دیا اور جب میں گاڑی سے اتر کر آ رہی تھی تو اس نے پیچھے سے آواز دی شہلا میری گڑیا کل ضرور آنا ہے کل میں نے دوستوں کو ڈنر پر انوایٹ کیا ہے ۔۔کیوں نہیں ضرور آؤنگی میرا بڑا بھائی مجھے بلائے اور میں نہیں آؤنگی ۔۔۔میں نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس نے مسکراتے ہوئے اللہ حافظ کہا اور زن سے گاڑی بھگا دی میں مسکراتے ہوئے گھر آنے لگی کہ اچانک میری نظر اس پر پڑی اور مجھے لگا میں مزید اپنے پاؤں پر کھڑی نہ رہ پاؤنگی کبھی کبھی نظریں وہ سمجھا دیتی ہے کہ زبان بھی نہیں سمجھا پاتی اور اس وقت اس کی نگاہوں نے مجھے وہ سب سمجھا دیا جس کے بعد مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی مجھے لگا جیسے میں نے کوئی بڑا جرم کیا ہو اس کی سپاٹ سرد نگاہوں نے میری رگوں میں خون جما دیا اس کی نظروں میں اتنی بے اعتباری تھی کہ میں متحیر رہ

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

گئی کیا یہ وہ آدمی تھا جو کہتا تھا کہ شہلا میں آپ پر اپنے آپ سے بھی زیادہ بھروسہ کرتا ہوں پھر پھر آج بغیر کچھ پوچھے کیسے؟ مشکوک اور بے اعتباری سے دیکھ رہا تھے پل بھر میں یہ کیا ہو گیا کیسے اعتبار کا وہ محل جو میں نے تعمیر کیا تھا کیسے لمحوں میں ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا میں اسوقت اس کی صرف ایک بات سن سکی اس نے کہا کس کے ساتھ آ رہی تھی اتنی رات کو وہ بھی اکیلے؟؟؟۔۔۔منجمد کر دینے والہ لہجہ میں سر تا پا لرز گئی میں نے دھندلائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا مجھے لگا جیسے کسی نے آنکھوں میں سوئی چھبو دی ہو اور بغیر کوئی جواب دیے اندر بھاگ گئی اور بعد میں جب اسے حقیقت پتہ چلی تو اس نے معافی مانگ لی لیکن میں اب کیا کروں میں تو اب اس ٹوٹے محل کے اندر پھنس کر رہ گئی ہوں میں اب چاہ کر بھی اس بے اعتباری کے ٹوٹے محل سے نہیں نکل سکتی نہ ہی اسے دوبارہ تعمیر کر سکتی ہوں کیونکہ اعتبار کا محل تعمیر کرتے کرتے آدھی عمر بیت جاتی ہے لیکن توڑنے والے کو ذرا سی لغزش چاہیئے اسے توڑنے کے لئے۔۔۔کیا سارے مرد ایسے ہوتے ہیں بے اعتبار سے؟؟؟؟؟

☆☆☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

تیرے لئے فنا ہوگئی

ازقلم۔ ریما نور رضوان

"مسٹر ریان خان صاحب، میں تمہارے بن اک پل اک لمحہ اک ساعت نہیں گزار سکتی کجا کہ ساری عمر۔۔۔تمہارے اس سنگ دل رویے کی وجہ جان سکتی ہوں۔۔۔؟"

مدیحہ غصے وحقارت سے استفسار کررہی تھی۔

ریان مدیحہ کے طنز سے مضطرب ہوا تھا۔

"مدیحہ، پلیز سمجھنے کی کوشش تو کرو۔میں تم سے بے حدو حساب محبت کرتا ہوں۔اسی لئے تمہیں کوئی دکھ نہیں پہنچانا چاہتا۔میری ذات سے وابستہ ہوکر تمہیں دکھ، درد، تکلیف، اذیت، ذلت اٹھانی پڑے گی، میں تم سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ تمہیں تکلیف پہنچانے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔۔۔۔۔"

ریان دل گرفتہ سا بولا تھا۔

"ریان، تم مجھے یوں تنہا چھوڑ رہے ہو۔کیا یہ میرے لئے اذیت، دکھ، درد، تکلیف نہیں۔۔۔۔۔؟"

مدیحہ نے دکھی لہجے میں اس کے ہی الفاظ لوٹائے تھے۔

"مدیحہ، میری جان انسان کی زندگی میں کچھ مجبوریاں، کچھ راز، کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں، جنہیں چاہ کر بھی انسان اپنے سوا کسی کو نہیں بتا سکتا۔"

ریان پختہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"تم مجھے مجبور بھی نہیں کرسکتیں۔۔۔۔۔۔"

"نہ کوئی قسم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"نہ کوئی واسطہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ریان کو پتہ تھا مدیحہ اسے قسم دے کر مجبور کرے گی۔

"مدیحہ، تمہیں میری قسم، مجھ سے کچھ نہیں پوچھو گی تم۔۔۔۔۔"

ریان نے فورا" ہی مدیحہ کو اپنی قسم دے کر پابند کردیا تھا۔

"ریان، ہو کیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟"

"کیا کررہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟"

Downloaded from https://paksociety.com

" کیوں الجھا رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟"

مدیحہ بری طرح جھنجھلا اٹھی تھی۔

یکلخت مدیحہ چلائی تھی۔

ریان کے ہاتھ سے موبائل پھسلا تھا۔جسے بروقت دوبارہ سنبھال لیا تھا۔

"ریان،سیدھی سی بات ہے، ہماری شادی کو آٹھ ماہ ہو چکے ہیں۔اللہ نے اپنی خاص نگاہ کرم کی ہے مجھ پر۔میں ماں کے مرتبہ پر فائز ہونے جارہی ہوں۔تم سے دوری سوہان روح ہے۔تم نوابشاہ سے نوکری چھوڑ کر خانیوال آجاؤ۔واپس اپنے گھر اپنے شہر میں ہی روزی روزگار تلاش کرو۔"

مدیحہ آج ضد پر اتر آئی تھی۔اپنی منوانے کے درپے تھی۔

"مدیحہ،میری جان،میں اپنی زندگی کی آخری سانس تک تمہارے ساتھ تمہارے پاس ہوں۔تم کو چاہا ہے مرتے دم تک تم کو ہی چاہوں گا۔ میری جان،سمجھنے کی کوشش کرو۔15 سالہ ایگریمنٹ ہوا ہے میرا۔میں یوں نوکری چھوڑ کر نہیں آسکتا۔"

ریان بیچارگی سے بولا تھا۔سمجھ نہیں آرہا کس طرح مدیحہ کو سمجھائے۔

"ریان،اللہ مسبب الاسباب ہے۔تم آجاؤ۔اللہ پاک راستے نکال دے گا۔۔"

مدیحہ کی ایک ہی رٹ تھی۔

"مدیحہ، میں نے وعدہ خلافی کی تو جانتی ہو کیا ہوگا۔جان لے لیں گے وہ میری۔۔۔۔"

ریان غصے سے بولا تھا۔

"ریان،تم اتنے ظالم لوگوں کے لئے کام کیوں کرتے ہو۔۔اللہ نہ کرے، یہاں گھر میں کوئی مسئلہ ہو جائے تو کیا تب بھی تم نہیں آؤ گے۔۔؟"

مدیحہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"مدیحہ،میری جان،میری زندگی، میں کبھی بھی نہیں آؤں گا۔بوس نے کال کرنے کی اجازت دی ہے ناں یہی غنیمت ہے۔۔۔"

ریان ملائمت بھرے انداز میں بولا تھا۔

"ریان،بس تم مجھے اپنے پاس بلا لو۔میں کچھ نہیں جانتی۔میں تم بن نہیں رہ سکتی۔۔۔۔"

مدیحہ نے ضد پکڑ لی تھی۔

دوسری طرف ریان نے اپنا سر تھام لیا تھا۔

مدیحہ مسلسل بولے جارہی تھی۔۔

---*---*---*---*

Downloaded from https://paksociety.com

"باس،میری بیوی میرے پاس آنا چاہتی ہے۔وہ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔میں نے اسے بہت منع کیا وہ مان نہیں رہی۔۔۔"

ریان پریشان سا واثق احمد علی کو اپنی الجھن بتا رہا تھا۔دوسرے لفظوں میں اجازت طلب کر رہا تھا۔

"بلوا لو اپنے پاس۔۔۔لیکن اسے ہمارے [دھندے] کام کی خبر نہیں ہونی چاہیے۔خیال رکھنا تمہاری بیوی کی موجودگی سے ہمیں کوئی پریشانی نہ ہو۔۔۔۔"

واثق احمد علی تحکم آمیز لہجے میں بولا تھا

"باس،آپ بے فکر رہیں۔۔۔۔"

ریان نے انہیں پر اعتماد لہجے میں کہا تھا۔۔۔

---*---*---*

"مدیحہ،میری جان،آجاؤ میرے پاس ابو کو کہو صبح تم کو ٹرین میں بٹھا دیں۔۔۔۔۔"

ریان خوشی سے چہک رہا تھا۔۔

دوسری جانب مدیحہ کی بھی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔

"سچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟"

مدیحہ بے یقینی سے بولی تھی۔۔۔

"مچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ریان مسکرا کر بولا تھا

"ریان،میں اکیلی کیوں۔۔۔۔۔۔۔؟ابو مجھے چھوڑ آتے ہیں ناں۔۔۔۔۔۔۔؟"

مدیحہ کو اکیلے جانے کی الجھن نے گھیرا تھا۔

"یار،بڑی مشکل سے باس نے اجازت دی ہے۔تم آجاؤ اکیلی۔۔۔میں تمہیں اسٹیشن پر مل جاؤں گا۔۔۔۔"

ریان نے کسی کو ساتھ لانے سے انکار کر دیا تھا۔مدیحہ خوشی خوشی اپنے محبوب شوہر کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگی تھی۔۔

---*---*---*

مدیحہ کو ریان کے پاس آئے چھ ماہ ہو چکے تھے۔ریان کی روٹین نے مدیحہ کو شک وشبہات میں مبتلا کر دیا تھا۔فون آتا تو بالکل تنہا بات کرتا۔کونے کھدرے میں گھس کر۔۔بعض اوقات اپنی محبوب بیوی کو جھڑک دیتا فون کے آگے۔۔ذومعنی گفتگو کرتا جس سے مدیحہ لاکھ چاہ کر بھی سمجھ نہ پاتی تھی۔کچھ ہی دنوں کی تگ ودو اور جدوجہد سے مدیحہ کو اپنے شوہر کے کام کا علم ہو گیا تھا۔۔۔ساتوں آسمان مدیحہ کے سر پر گرے تھے۔۔پیروں تلے زمین کھسک چکی تھی۔۔گھر کے اسٹور روم می بھاری وسیع مقدار میں بارود موجود تھا۔۔اس کا محبوب شوہر خودکش دھماکے کرنے والے گروہ کے لئے کام کرتا تھا۔بارہ لڑکوں کا ٹولہ اور ان کا ہیڈ واثق احمد ہر شب ہفتہ ریان کے گھر ڈسکس کرتے اگلے پلان کی۔

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

مدیحہ بے خبری میں تھی ۔مگراب وہ مکمل طور پر بیدار ہوگئی تھی ۔ پانچ دن بعد ہفتہ تھا۔مدیحہ نےبھی پلان بنایا تھا۔بارود کو ناکارہ نہیں بنا سکتی تھی۔ اپنے ہم وطنوں کو اس دھماکے سے محفوظ کرنے کے لئے خود کو فنا کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔پورا گروپ ریان کے گھر آیا ہوا تھا۔اور مدیحہ نے خودکش جیکٹ پہن لی تھی۔آنکھوں سے سیلِ رواں جاری تھا۔لب پر درودِ پاک کاورد جاری تھا۔اک ہولناک دھماکہ ہوا تھا۔اور تمام بارودی مواد اور خوش کش دھمانے کا پورا نیٹ ورک نیست و نابود ہو چکا تھا۔مدیحہ کی روح سرخرو تھی کہ وہ اپنے وطن کی خاطر فنا ہوگئی تھی۔

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

افسانہ۔۔۔۔۔۔۔۔لازوال عشق

تحریر: ثناء شہزاد۔

کشمالہ اور زاران کے لازوال عشق کی داستان گاؤں کے ہر بچے بڑے بوڑھے کی زبان زد عام تھی کوئی بھی اس محبت کی داستان سے انجان نہیں تھا دونوں نے محبت کی ایک انوکھی داستان زمانے بھر کے لئے رقم کر دی تھی جو کوئی کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا تھا بھولنا بھی چاہتا تو نہیں بھول سکتا تھا دونوں کی محبت کب پروان چڑھی دونوں ہی نہیں جان پائے کشمالہ ایک غریب باپ کی بیٹی تھی جب کہ زاران ملکوں کا اکلوتا چشم و چراغ تھا لاکھوں کی زمین جائیداد کا مالک اس کے لئے ایک سے ایک امیر لڑکی کا رشتہ موجود تھا مگر وہ اس دل کا کیا کرتا جو کشمالہ کو ایک نظر دیکھنے کے بعد اسکے عشق میں ڈوب چکا تھا نہر کنارے دونوں کی اتفاقیہ ملاقات ہوئی اور یہ ملاقات محبت کی ابتدا ٹھہری پھر تو دونوں ہی ایک دوسرے کے عشق میں گرفتار ہو گئے دونوں کا ہی ایک دوسرے کو دیکھے بغیر بات کئے بغیر گزارہ نہ تھا اگر ایک دن بھی نہ ملتے تو دونوں کو بے چینی لاحق رہتی دونوں بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتے رہتے محبت نے ان دونوں نے بیچ کے فرق کو مٹا دیا تھا دونوں ہی انجام سے بے فکر تھے دونوں کا ملاپ ناممکن بات تھی ایک زمین تھی تو دوسرا آسمان وقت گزرتا جا رہا تھا محبت بڑھتی جا رہی تھی۔آج بھی وہ روز کی طرح نہر کے پچھلے حصے کی طرف درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے زاران مجھے بہت ڈر لگتا ہے میں نادانی میں تم سے پیار کر بیٹھی ہوں مگر مجھے یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہئے کہ تمہارا اور میرا کوئی جوڑ نہیں ہے کشمالہ کے لہجے میں اداسی رچی ہوئی تھی زاران نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور پیار بھرے لہجے میں کہنے لگا اے پگلی یہ دل اب صرف تمہارے لئے دھڑکتا ہے جس دن تمہیں چھوڑ دیا اس دن یہ دل بھی دھڑکنا چھوڑ دے گا وہ دن میرا اس

Downloaded from https://paksociety.com

دنیا میں آخری دن ہوگا زاران اس دنیا میں نہیں رہے گا اللہ نہ کرے کیسے اول فول منہ سے نکالتے ہو تم بس مجھے کبھی کبھی یہ خوف پریشان کر دیتا ہے کہ حویلی والوں تک اگر یہ بات پہنچ گئی یا انھیں اگر بھنک بھی پڑ گئی تو بہت برا ہوگا فکرمندی کشمالہ کے لہجے سے ہویدہ تھی یار جو ہوگا دیکھا جائے گا تم کل کی فکر میں اپنا آج کیوں خراب کر رہی ہو میں یہاں صرف تم سے ملنے تم سے پیار بھری باتیں کرنے تمھیں ایک نظر دیکھنے کے خاطر اپنے ہزار کام چھوڑ کے آتا ہوں کیونکہ میرے لئے ہر چیز سے بڑھ کر تم ہو سمجھیں اب پریشان ہونا چھوڑو میں ہمیشہ ہر پل تمہارے ساتھ ہوں زاران کی بات پر کشمالہ نے سکون سے پلکیں موند لیں اور اس کے کاندھے پر سر ٹکا کر دونوں اپنی زندگی کے آنے والے حسین لمحوں میں کھو گئے تھے۔

زاران گھر آیا تو ملکانی کو اپنا منتظر پایا آؤ بیٹا میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی یہاں میرے پاس آ کر بیٹھو ماں نے لاڈ سے بیٹے کو اپنے پاس بلایا جی اماں بی کہیۓ کوئی کام تھا کیا آپ کو مجھ سے زاران ماں کے قریب بیٹھ گیا اے لو اگر کوئی کام ہوگا تب ہی کیا میں تمھیں یاد فرماؤں گی ایک ماں اپنے بیٹے کو بغیر کام کے یاد نہیں کر سکتی کیا؟ ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اماں بی زاران نے فوراً صفائی پیش کی بیٹا یہ کچھ تصویریں ہیں ان میں سے کوئی ایک لڑکی پسند کر لو اب میں اور ملک جی تمہاری شادی کرنا چاہتے ہیں ہمارے دل میں کب سے یہ ارمان ہیں تمہارے سر پر سہرہ سجے دیکھیں ہم دادا، دادی بنیں تمہارے بچوں کو اپنی گودوں میں کھلائیں ملکانی کے لہجے میں دنیا جہاں کا پیار موجود تھا۔۔اماں بی یہ کیا آپ ہر دوسرے دن تصویریں لیکر بیٹھ جاتی ہیں مجھے ابھی شادی نہیں کرنی اور جب بھی کروں گا میں اپنی مرضی اور پسند سے کروں گا زاران نے ٹھوس لہجے میں کہا ملکانی زاران کی بات سن کر ٹھٹھک گئیں اور دل میں سوچنے لگیں کچھ تو معاملہ گڑبڑ ہے ملک صاحب سے کہوں گی معاملے کی کھوج لگائیں۔

رات کو ہی ملکانی نے تمام باتیں ملک جی کے آگے گوش گزار کر دیں انہوں نے دوسرے ہی دن اپنے اثرو رسوخ استعمال کر کے پتا کروالیا کہ معاملہ کیا ہے پھر کیا تھا وہ اسی وقت طیش میں آ گئے اور ان کے غصے

Downloaded from https://paksociety.com

سے حویلی کے درودیوار لرز اٹھے وہ غصے میں کشمالہ کے گھر پہنچ گئے، اسے خوب باتیں سنائیں اسے اپنی اوقات میں رہنے کو کہا کشمالہ کی منہ زور محبت باز نہ آئی پھر وہ ہو گیا جو کسی نے سوچا بھی نہیں تھا ملک نے اپنے بندوں کے ذریعے کشمالہ کو مروا دیا جب یہ خبر زاران تک پہنچی تو اس نے اسی وقت زہر پی کر موت کو اپنے گلے لگا لیا دونوں اس دنیا میں تو نہ مل سکے مگر مرنے کے بعد دونوں کا ملن امر ہو گیا......

☆☆☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

انٹرویو

شخصیت: صدف آصف۔
تشکیل۔ کہکشاں صابر۔

صدف آصف کا شمار ادب کی دنیا میں نہایت معتبر جانا جاتا ہے بلاشبہ وہ آسمان ادب پر چمکنے والے درخشاں ستاروں میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے اپنی قلم کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور معاشرتی کرداروں کی اچھائیوں اور برائیوں کو بڑے مئوثر انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان کی ہر تحریر مقصدیت کو لئے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ لکھاریوں کے اس گھنے جنگل میں اپنا ایک نمایاں اور منفرد مقام رکھتی ہیں۔ چنانچہ آج ہم اپنے قارئین کے لئے ان کا خصوصی انٹرویو پیش کر رہے ہے، اور امید کرتے ہیں کے انتہائی پرخلوص اور ہر دلعزیز رائٹر کے بارے میں جان کر آپ سب کو بہت اچھا لگے گا۔

اسلام وعلیکم صدف کیسی ہیں آپ؟

وعلیکم سلام۔ جی اللہ کا شکر ہے۔

1 = کچھ ابتدائی تعلیم و تربیت کے بارے میں بتائیے۔۔۔ بچپن کیسے گزرا۔۔۔۔ کیسی طالبہ علم تھیں؟

= ہم تین بہنیں اور تین بھائی ہیں۔۔ کراچی میں رہائش پزیر تھے اب آسٹریلیا کے شہر میلبورن شفٹ ہو گئے ہیں، کراچی یونیورسٹی سے انٹرنیشنل ریلیشنز میں ماسٹرز کیا ہے۔ بہت سارے مختلف کورسز کر رکھے ہیں، بیوٹی کے، علاوہ کمپیوٹر وغیرہ۔۔ جیو، سماء ٹی وی میں جاب کر چکے ہیں، پی ٹی وی کے لیے کچھ ڈاکومینٹریز کی اسکرپٹ رائٹنگ اور ریسرچ کا کام کیا ہے جو آن ایئر بھی گیا۔ ریڈیو کے لیے کچھ ایڈز کے پروموز بھی کیے ہیں، جن میں قابل ذکر موبل لنک کا ایڈ ہے۔

2 = لکھنے لکھانے کی سوچ کیسے پیدا ہوئی۔۔ پہلی تحریر کیوں۔ کیسے اور کیا سوچ کر لکھی تھی؟

Downloaded from https://paksociety.com

=بچپن سے کہانیاں لکھنے کا شوق تھا لکھ کر اپنی بہن یا اپنی دوستوں کو سنا دیتی تھی کبھی کسی رسالے میں نہیں بھیجی پہلی بار دسویں کلاس میں ایک بچوں کے میگزین میں ایک تحریر بھیجی جو اس ماہ کی بہترین تحریر قرار پائی اس کے بعد باقاعدگی سے لکھتی رہی، کبھی کبھی بچوں کے رسالوں میں بھیجتی تھی، پھر ٹف پڑھائی کی وجہ سے چھوڑ دیا۔۔کالج لائف سے مضمون نگاری شروع کی، کچھ افسانے بھی لکھے ویسے ہمیں بچپن سے کہانیاں پڑھنے کا بھی بہت شوق تھا۔

3=جب پہلی تحریر شائع ہوئی, کیا تاثرات تھے۔۔۔کب آپ کو محسوس ہوا کہ آپ ناول بھی لکھ سکتی ہے

=بہت خوشی ہوئی بار بار اپنا نام چیک کیا، سب کو بتایا۔ناول تو قارئین کی فرمائش پر لکھا۔

4=آپکا کامیاب لکھاری کے طور پر یہ سفر کیسا رہا؟

کامیابی کا تو پتا نہیں مگر پڑھنے کا بہت شوق تھا، کچھ بھی مل جائے ہم شوق سے پڑھتے پھر ذہن میں کہانیاں بننے لگے، اگر یہ ہیرو ایسا کرتا تو کیسا ہوتا، یا اس سچویشن میں یوں ہوتا تو بس پھر لکھنا شروع کیا ،خوش قسمتی سے اچھے رہنماؤں کا ساتھ مل گیا، مشکلات بھی پیش آئیں مگر تھوڑا بہت قلم چل ہی پڑا' ویسے قاری سے لکھاری بننا بہت مشکل کام ہے۔

5=آپ کے افسانے اور ناول۔۔۔جگ بیتیاں ہے یا آپ بیتیاں؟

= جگ بیتیاں، آس پاس کے لوگوں کی کہانیاں، پاکستانی معاشرے کے سیدھے سادے رشتوں کے گنجلک افسانے۔

=ایک ہاؤس وائف ہوتے ہوئے, لکھاری۔۔۔کیسے سب معاملات ایک درست اور صحیح سمت رکھتی ہے؟

=ٹائم مینیجمینٹ۔۔۔۔بس ایک یہ ہی فارمولا ہے۔۔ ہر کام کا ایک وقت متعین ہو اور پھر اسی عمل کیا جائے تو لکھنے کا وقت مل جاتا ہے۔

Downloaded from https://paksociety.com

7=کبھی لکھنے لکھانے کی وجہ سے گھر والوں طرف سے کوئی شکایت ہوئی۔۔۔کہ وقت نہیں دے پاتی؟

= کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے تو ہم لیپ ٹاپ بند کر کے فیملی کو ٹائم دینے لگ جاتے ہیں، کسی بات کا انا کا مسئلہ نہیں بناتے۔

8=آپ کو کیا لگتا ہے اصل زندگی میں محبت کا کتنا عمل دخل ہے؟

=محبت زندگی ہے۔۔۔محبت باغ میں اک حسین پھول ہے

محبت نرم شبنم کا قطرہ بھی ہے

محبت درد کے سمندر میں خوشی کا ساحل ہے

محبت آسماں کا چمکتا ستارہ بھی ہے

محبت روح کا سکون ہے

محبت بےلوث ہو تو عبادت بھی ہے

محبت خوبصورت زندگی ہے

محبت تاریکی میں امید کا چراغ بھی ہے

محبت زینت ہے دنیائے عشق کی

محبت چاہتوں کا میلہ بھی ہے

محبت راگنی ہے سُروں کی

محبت دلوں کا ساز بھی ہے

محبت اک پاکیزہ سی چیز ہے

محبت خواہشِ زندگی بھی ہے

محبت نہ ہو تو زندگی خاموش سی ہے

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

یعنی محبت ہر طلب سے ماورا ہے۔

9= کیا محبت سے تمام راستے آسان ہو جاتے ہیں؟

= محبت ہر طلب سے ماورا ہے۔۔ محبت سے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں' کیوں کہ ہم جس سے محبت کرتے ہیں تو اس کے لیے ہر معاملے میں گنجائش پیدا کرتے ہیں

10= آپ کی تحریروں کے باعث آپ کو کیسا ریسپانس ملا۔۔ کبھی کچھ برا مطلب تلخ سننے کو ملا۔۔ جس کی آپ کو امید نہیں تھی؟

= ریسپانس وہاں سے اچھا ملا جہاں سے امید نہ تھی اور ان لوگوں نے دل دکھایا جنہیں دل کے بہت قریب جانا.

11= آئندہ کا کیا پلان ہے کچھ الگ, کچھ ایسا ذہین میں ہے کوئی ناول کا پلاٹ وغیرہ۔۔۔ اپنے قارئین کو اس کی خوشخبری دے گی جو آپ کی تحریروں کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں؟

= آج کل تو لکھنے کا ٹائم نہیں مل رہا، مگر بہت جلد ایک اچھا سا ناول قارئین کو پڑھنے کو ملے گا، جس کے پلاٹ پر کام جاری ہے.

12= سخت پریشانی میں سب سے پہلے کس کا کندھا دل و ماغ میں آتا ہے؟

= میرے اللہ کا ہی خیال آتا ہے۔ بس اسی سے رجوع کرتی ہوں کیونکہ انسان سے بڑھ کر بے وفا کوئی نہیں۔

13= کامیاب زندگی گزارنے کا اصول کیا ہے؟ جس سے زندگی کی منزل پا لینے میں آسانی ہو؟

= آج کل انتہا پسندی اور عدم برداشت کا رویہ بہت تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے اس پر قابو پانا بہت ضروری ہے۔ زندگی میں کامیابی کا سب سے اہم اصول مزاج میں برداشت کا عنصر بڑھایا جائے۔

14= حد درجہ مصروفیت میں کبھی ذاتی زندگی متاثر ہوئی ہے؟

Downloaded from https://paksociety.com

= نہیں ۔۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا

15 = زندگی میں جو چاہا پا لیا ۔۔۔ یا ابھی کوئی خواہش باقی ہے؟

= ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے

16 = کون سی ڈیشز آچھی لگتی ہے ۔۔ اور کس کے ہاتھ کی؟

= بریانی، گرین پلاؤ، کڑھائی ۔۔۔ وہ بھی امی کے ہاتھ کی

17 = کبھی کچھ الگ کرنے کا سوچا ۔۔ ملک وقوم کے لیے کیا خیالات ہے آپ کے ۔۔ سیاست کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کے؟

= ایک خواہش ہے کہ مزید تعلیم حاصل کی جائے، ملک وقوم پر تو اللہ رحم ہی فرمائے، پاکستانی سیاست پر بات کرنے سے بہتر خاموش رہ کر بس اللہ سے دعا کی جائے

18 = شہرت نے آپ کی زندگی پر کیسا اثر کیا؟

= شہرت ملے گی تو ضرور بتائیں گے ۔۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا

19 = محبت ۔ شہرت اور دولت میں سے آپ کیا انتخاب ہوگا؟

= عزت کا اضافہ کرلیں ۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ محبت

20 = کبھی کوئی ایسا دوست ملا جس کی دوستی پر فخر ہو ۔ کہ یہ اگر زندگی میں ناں ہوتا تو شائد میں اتنی کامیاب نا ہوتی؟

= جی ہاں ۔۔۔ ہماری ایک کزن اور ہم نام دوست صدف سہیل ۔ کامیابی کا تو پتا نہیں مگر اس کی وجہ سے زندگی کا لطف اٹھایا، سچی دوستی کا سرور حاصل کیا۔

21 = والدین کی محبت کو کیسے بیان کریں گی ۔۔۔ خاص طور پر والدہ کے بارے میں ۔۔۔؟

= بلاشبہ والدین اپنی بے پایاں محبت سے مجبور ہو کر اپنے بچوں کی مادی ضروریات و آسائش کی فراہمی

Downloaded from https://paksociety.com

مذہبی فریضہ سے بڑھ کر پوری کرتے ہیں۔اس محبت میں توازن کی بنا پر ہی انسان مکمل ہوتا ہے۔دنیا میں ہر طرف محبتوں کے رنگ قوس و قزح کی مانند بکھرے نظر آتے ہیں۔ان چاہتوں میں سب سے پیارا رنگ اماں کا پیار ہے۔

22=بچپن کا کوئی خاص واقعہ جو آج بھی لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دے۔۔۔؟

=جی ایک بار امی نے بڑی محنت سے سوجی کا حلوہ پکایا،ہم اسکول سے واپس آئے تو چمچے سے حلوہ چکھا تو میٹھا کم لگا،فوراً ہی چینی کا جار نکال کر دو چمچہ بھر کر اس میں چینی ڈال دی اور ٹھیک سے مکس کر دیا۔امی نے جب ہم سب کو حلوہ پیش کیا تو وہ زہر ہو رہا تھا۔پتا چلا کہ امی نے صفائی کے دوران جار دھوئے اور چینی والے جار میں نمک بھر دیا تھا اور ہم نے جلدی میں حلوے میں دو چمچ انڈیل دیا،ہمارے یہاں جو نمک استعمال ہوتا تھا وہ باریک ریفائن نمک نہیں ہوتا تھا شکر اور نمک کی شکل ملتی جلتی ہوتی تھی۔۔اس دن خوب ریکارڈ لگایا گیا۔

23=پریشانی سے نکلنے کے لیے کیسے سدباب اپناتی ہے۔۔۔؟

اللہ کی مُحبت حاصل کرنے کے لیے اللہ کے بندوں سے مُحبت کرنے کے اسباب،پریشانیوں کا ایک یہ ہی سدباب۔

24=کوئی خاص مشغلہ جو دل و روح کو تسکین دے۔۔۔؟

=پڑھنا،شاعری،غزل سننا،کوکنگ اور لکھنا لکھنا اور بس لکھنا

25=تنقید کی کس حد تک قائل ہے کبھی کوئی تنقید کا سامنا آپ کو بھی ہوا۔۔۔۔؟

=تنقید اور تخلیق کے درمیان ایک رابطہ ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں۔اس بحث میں پڑے بغیر کہ ان دونوں میں کسے اولیت حاصل ہے،اگر ہم ادب کی تاریخ کا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ یہ دونوں صلاحیتیں ایک دوسرے کے فروغ کے لئے ممدو معاون ہوتی ہیں۔مگر

Downloaded from https://paksociety.com

یہ ہے کہ تنقید ایسی ہو جس سے سامنے والے کی توہین نہ ہو۔ جی ہاں ایسا ہر ایک کے ساتھ ہوتا ہے، ہمیں بھی تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔

26= آخر میں آپ ہمارے میگزین ست رنگ کے لیے کچھ کہنا چاہیے گی۔۔۔۔

اللہ ہم سب کو ایمان اور مثبت سوچ دے تاکہ ہم معاشرے کو اچھائی دیں اور بدلے میں خیر حاصل کریں۔۔۔

ہم آپ کے اور ست رنگ میگزین کے بہت شکر گزار ہیں کہ ہمیں اس قابل سمجھا اور اتنی طویل نشست رکھی گئی، خوش رہیے اور لوگوں کو خوش رکھیے

اور اور۔۔۔(موقع غنیمت جانتے ہوئے) پلیز آپ ہمارے لیے۔ ست رنگ میگزین کے لیے اپنے قارئین کے لیے جو آپ کو یہاں دیکھنا چاہتے ہیں کچھ ان کے لیے کوئی خوبصورت افسانہ لکھے گی۔۔۔

=جی ضرور پوری کوشش کروں گی۔۔۔ انشاء اللہ۔

☆☆☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

☆عشق سنگ مرمرسا☆

(قسط نمبر۳)

مصنفہ: اقراء عابد

کرب کی حدوں کوتوڑکر
روح کی چیخوں کوچھوڑکر
زندگی کارخ موڑکر
ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو
ریزہ ریزہ جوڑکر
لہو ٹپکاتی سسکیوں کو
ڈستی وفاؤں سے نچوڑکر
گھول کرچاشنی آہوں کی
آنکھوں کے نمکین پانی کی
اک نئی آرزوتعمیر کرڈالی
ہربار اک آس کی خاطر
میں نے زندگی جی ڈالی
ہاں ۔۔۔۔!
میں نے زندگی جی ڈالی

پورا فتح پور خاموشی اوراندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔نفاست اورجدید آرائش سے سجے حویلی کے اس

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

کمرے میں ایک عجیب سی کسک تھی ۔ڈائری پر یہ نظم لکھتے ہوئے نواب یشرح کی نم آنکھیں اُن کے دل کی حالت کی گواہی دے رہی تھی ۔ جتنا کرب اس نظم کے الفاظ میں تھا اُس سے کہیں زیادہ کرب ان کے چہرے سے عیاں ہورہا تھا۔وہ چند ثانیے اُس خوبصورت پن کو بار بار نمناک آنکھوں سے دیکھتے رہے پھر اُس پن کو بڑی حفاظت سے ڈائری میں رکھتے ہوئے ڈائری بند کردی اور سٹڈی ٹیبل سے اٹھ کر آرام دہ کرسی پر نیم دراز ہو گئے۔آنکھوں سے چشمہ اتار کر بے رنگ سیال کو انگلیوں کی پوروں سے صاف کیا اور پھر آنکھیں موندھ لی۔ان کے چہرے پر تھکن کے آثار صاف نظر آرہے تھے۔

جب تک زندگی انسان کو بھگاتی ہے وہ بھاگتا رہتا ہے مگر ایک وقت ایسا آتا ہے وہ تھکنے لگتا ہے اور جب تھک جاتا ہے تو زندگی بے وفائی کرتی ہے وہ رُک تو جاتی ہے مگر اُس انسان کی پہنچ سے دور بہت دور چلی جاتی ہے، جو سالہ سال اُس کے لیئے بھاگتا رہا۔تب وہ سانس تو لیتا ہے مگر جیتا ایک زندہ لاش کی طرح ہی ہے۔اس وقت وہ بھی ایک زندہ لاش کی طرح جی رہے تھے۔

☆☆☆

رازن اور عماد پورا دن اکرم چچا کے ساتھ اُس ویران اور اجڑے مکان کو رہنے کے قابل بناتے رہے اور اب تینوں تھک کر بیٹھ گئے تھے کھانا اُن کو حویلی سے آگیا تھا پورے گھر کا نقشہ بہت سادہ سا تھا دیواریں اور فرش اگرچہ سمینٹ شدہ تھے مگر پھر بھی اُن کی حالت بُری تھی ۔دو کمرے چھوٹا سا صحن ایک کچن اور واش روم پر مشتمل یہ ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ایک کمرہ تھوڑا بڑا تھا مگر ایک چھوٹا سا تھا وہاں بس ایک چارپائی بچھی تھی اور ایک لکڑی کی بوسیدہ سی الماری پڑی تھی جس کی سائیڈ پر ایک شیلف بنی ہوئی تھی جس پر کچھ کتابیں رکھی ہوئی تھیں ۔عماد اور چچا تھک کر سو گئے تھے جبکہ رازن اس گھر کا ایک ایک کونہ چھان رہا تھا جیسے کسی بھٹکی روح کی تلاش میں ہو۔بڑے کمرے میں بھی چارپائیاں بچھی ہوئی تھی جن کی بوسیدہ چادریں انہوں نے صفائی کے دوران تبدیل کردی تھی اور اب اُن پر بے سُدھ سو رہے تھے۔

Downloaded from https://paksociety.com

کمرے کی دیوار پر ایک تصویر لگی ہوئی تھی جس میں ایک درمیانی عمر کا شخص جس کی وضع قطع بتاتی تھی کہ وہ نہایت شریف اور دیندار انسان ہے۔ اُس شخص کہ کندھے پر ٹھوڑی ٹِکائے ایک دس، بارہ سالہ لڑکی مسکرا رہی تھی جس میں رازن کو اپنی ماں کی شبیہہ نظر آئی۔

ہر چیز کا جائزہ لیتے ہوئے وہ اُس چھوٹے سے کمرے میں پڑی پُرانی سی الماری کو کھول بیٹھا جس کی خستہ حالی اُس کی عمر کا ثبوت دینے کے لئے کافی تھی۔

الماری کے ایک خانے میں کچھ جوڑے کپڑوں کے پڑے تھے باقی دو خانوں میں صرف کتابیں پڑی ہوئیں تھیں۔ کپڑوں کے نیچے ایک ڈائری نظر آئی تو اُس نے اُسے نکال لیا۔

☆☆☆

رات کا دوسرا پہر چل رہا تھا جب جیپ کے ہارن سے حویلی کا دروازہ کھلا۔ بڑے نواب شہر سے واپس آ چکے تھے۔ حویلی میں داخل ہوتے ہی انہوں نے چھوٹے نواب کے کمرے کا رخ کیا نا جانے کیوں وہ بے حد تیش کے عالم میں دکھائی دے رہے تھے۔ لاک گھمانے پر پتا چلا کہ کمرا اندر سے لاکڈ تھا۔ ان کا دوسری دستک کے لئے ہاتھ اٹھا ہی تھا کہ دروازہ کھل گیا۔

اسلام علیکمُ۔ بابا سائیں آپ کب آئے؟ کیسے ہیں آپ؟ نواب یشرح نے جھٹ سلام جھاڑا مگر جواب درآمد نہ ہو سکا۔

بہت کر لی تم نے اپنی من مرضیاں۔ اب یہ سب اور نہیں چلے گا سُن لو کان کھول کہ صبح ہوتے ہی اُن دونوں لڑکوں کو اِس گاؤں سے بھگا دو ورنہ تم جانتے ہو میں کس حد تک جا سکتا ہوں۔ بڑے نواب نے چھوٹتے ہی انہیں جھاڑ پلائی۔

بابا سائیں وہ تو بس یہاں تعلیم کے لئے رُکے ہیں، آپ ایسے کیوں آگ بگولہ ہو رہے ہیں، بات کیا ہوئی ہے۔؟ مارے تحمل کہ اُن کے کانوں کی لوئیاں تک سرخ ہو گئی تھیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

کس کی اجازت سے تم نے اُن کو وہ مکان دیا رہنے کو اور کس نے تمھیں اتنا با اختیار بنا دیا کہ تم ہر فیصلہ اپنے تعیں لے سکوں؟ برخوردار ابھی ہم زندہ ہیں جب مر کھپ جائیں گے تب کرتے رہنا اپنی من مرضیاں۔ تعلیم کے لیئے لوگ شہر جاتے ہیں گاؤں میں نہیں آتے۔ اتنی مشکل سے اُس ذلیل لڑکی کی نحوست کا سایہ اس گاؤں سے ٹلا تھا اب تم اُس کی اولاد کو بھی پالو گے شرم کرو یشرح چوہدری اپنا مقام اور رتبہ دیکھو اور اپنے کام دیکھو ایک معمولی اسکول کے پیچھے خوار ہوتے پھر رہے ہو تم کئی سالوں سے ،لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں نواب صاحب ایسی بھی کیا مجبوری آن پڑی جو آپ کا بیٹا ایک اسکول چلانے لگا ؟ اب لوگ اس لڑکے کو تمھاری اور اُس کلموہی لڑکی کی ناجائز اولاد کا نام دے رہے ہیں کس کس بات کا جواب دیتا پھروں میں لوگوں کو؟ بڑے نواب جب بھی بولنے پر آتے تو وہ سب لحاظ ایک طرف رکھ دیا کرتے تھے اُن کے چیخنے سے حویلی میں موجود ہر ذی روح جاگ اُٹھا تھا۔ لاریب ،نواب یحیٰ اور اُن کی بیوی ،اُن کی بیٹی افشین اور بیٹا ارسل بھی اپنے اپنے کمروں سے باہر نکل آئے تھے۔ نواب یشرح اس سے پہلے کہ کچھ بولتے انہوں نے سب کے چہروں کی طرف باری باری دیکھا اور بناء کسی جواب کے اپنے کمرے کا دروازہ ٹھک سے بند کر دیا۔

وہ اپنے باپ کو کیسے سمجھاتے کہ جس عورت کو وہ ذلیل اور کلموہی سمجھتے ہیں اُس جیسی پارسا عورت اُس نے کوئی دوسری دیکھی ہی نہیں۔ وہ کبھی اپنے باپ کو یہ سمجھا ہی نہیں سکے کہ وہ کس قدر پاکیزہ تھی اور اتنی ہی پاکیزہ اِس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ انہوں نے اپنے اندر اُٹھتی کئی آوازوں کو دبایا اور خود پر ضبط کرتے رہے۔

☆☆☆

رازن کو ایسی ہی کسی چیز کی تلاش تھی جو اُسے اُس کی ماں کے بارے میں اُسے آگاہی دیتی کیونکہ وہ جاننا چاہتا تھا کہ ایسی کون سی بات تھی جو اُس کی ماں پیچھے مُڑ کہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اُسے ڈائری کی

Downloaded from https://paksociety.com

صورت میں میسر آئی۔

ڈائری کھولتے ہی پہلے صفحے پر تحریر تھا۔لاج عبدالقیوم۔

لاج عبدالقیوم کون ہے اور کیا ہے یہ تو آج تک میں خود نہیں جان سکی۔بہت سی محرومیوں کے باوجود میں اپنی زندگی میں بہت خوش اور مطمئن ہوں پتا ہے کیوں؟ کیونکہ میرے بابا جان کہتے ہیں کہ صرف اللہ پاک ہی جانتا ہے کس کو کتنا نوازنا ہے اور کس چیز سے محروم رکھنا ہے۔جب سے میں پیدا ہوئی میں نے اپنے بابا کو ہی اپنی ماں اور باپ دونوں پایا۔میرے بابا جان مجھے بے حد عزیز ہیں کیونکہ انہوں نے میری خاطر بہت سے دکھ دیکھے ہیں۔گاؤں میں لوگ بہت باتیں کرتے ہیں میرے بابا جان کو، مجھے بہت دکھ ہوتا ہے جب لوگ انہیں بے غیرت بولتے ہیں۔یہ بے غیرت کیا ہوتا ہے؟ کوئی بھی گاؤں میں میرے بابا جان کی عزت نہیں کرتا مگر وہ بہت اچھے ہیں۔نہ ہی کوئی اسکول میں میرے سے دوستی کرتا ہے۔سب کہتے ہیں تمھاری ماں گھر سے بھاگ گئی تھی تم بھی بھاگ جاؤ گی۔یہ گھر سے کیسے بھاگتے ہیں؟ میری ماں تو میرے بابا جان ہی ہیں۔وہ ہی میری چٹیا بھی کرتے ہیں اور میرے کپڑے بھی وہی دھوتے ہیں پتا ہے مجھے کھانا بھی وہی کھلاتے ہیں، اور سائیکل پر ہر روز اسکول بھی چھوڑ کے آتے ہیں۔میں نے پانچویں کے امتحان دے دیئے ہیں اس کے بعد میں بڑے اسکول جاؤں گی۔بابا جان کہتے ہیں وہ مجھے شہر بھیج دیں گے پھر میں وہیں رہوں گی۔مجھے نہیں جانا اپنے گھر کو چھوڑ کہ پھر مجھے بھی لوگ کہیں گے کہ میں گھر سے بھاگ گئی ہوں۔مجھے نہیں بھاگنا گھر سے مجھے میرے بابا جان کے ساتھ ہی رہنا ہے۔

ڈائری کے پہلے صفحے کو پڑھتے ہوئے رازن کو احساس ہوا کہ اُس کی ماں کا بچپن بہت محرومیوں کا شکار رہا تھا مگر باقی کی عمر بھی انہیں دکھوں اور محرومیوں کے سوا کچھ نہ مل سکا۔ایک بار پھر اپنی ماں کو یاد کرتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

محرومی انسان کی زندگی میں نہیں ہوتی اُس کی ذات میں ہوتی ہے وہ چاہے بھی تو اِس سے جان نہیں چُھڑواسکتا کیونکہ وہ اُس کے حواسوں پر سوار ہو جاتی ہے پھر وہ ساری زندگی کئی طرح کہ محرومیوں کا شکار رہتا ہے کیونکہ اُسے عادت بھی ہو جاتی ہے اُن کے ساتھ جینے کی تو وہ خود بھی
کوشش نہیں کرتا۔ لاج عبدالقیوم کی زندگی میں جتنی بھی محرومیاں تھی اُس میں کسی حد تک قصوروار وہ خود بھی تھی۔

☆☆☆

عبدالقیوم اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا جس کے کندھوں پر تین بہنوں کا بوجھ اور ماں باپ کی ذمہ داری بھی تھی۔ وہ نواب طالش کا خاص مزارعوں میں سے ایک تھا۔ وہ بے حد محنتی انسان تھا بہت چھوٹی عمر سے باپ کے بیمار رہنے کی وجہ سے اُس نے ساری گھر کی ذمہ داری اٹھالی تھی۔ تین بہنوں کی شادیاں کرواتے کرواتے اُس کی اپنی عمر شادی کی عمر سے زیادہ ہوگئی تھی مگر وہ انتہائی دیندار اور عاجزی پسند انسان تھا۔ اس کا حُلیہ کچھ اِس قسم کا تھا کہ وہ ہمیشہ سفید رنگ کا کرتا اور چیک والی تہبند باندھتا اور سر پر ہمیشہ مسجد کی سفید نماز والی ٹوپی پہنا کرتا تھا۔ وہ صوم وصلوۃ کا پابند تھا۔ لوگ اُس کے توکل اور سمجھداری کی مثال دیا کرتے تھے۔ قدرت کی طرف سے اُسے سنولا رنگ عطا ہوا تھا اور کچھ سارا دن دھوپ میں کھیتوں میں کام کرنے کی وجہ سے اُس کی جلد کا رنگ سیاہ میں تبدیل ہوگیا تھا۔ ماں کے اصرار پر اُس نے ایک دن اپنی شادی کے لئے ہاں کہہ دی۔ ماں نے جس لڑکی کو پسند کیا اُس نے کھلے دل سے اُسے قبول کیا۔ مگر قدرت کو اُس کی آزمائش منظور تھی۔ وہ لڑکی ایک بہت غریب گھر سے تعلق رکھتی تھی مگر شادی سے پہلے وہ کسی لڑکے کو پسند کرتی تھی اُس کی عمر بیس بائیس سال تھی لیکن وہ لڑکا جسے وہ پسند کرتی تھی وہ امیر گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور اُسے بھٹکا رہا تھا۔ لڑکی کے گھر والوں نے عبدالقیوم سے شادی اُس کی مرضی کے خلاف مگر اُس کے بھلے کے لئے کی تھی۔ لیکن اُس لڑکی نے کچھ عرصہ مارے شرم لحاظ کے اپنا منہ

Downloaded from https://paksociety.com

بند رکھا کیونکہ وہ لڑکا اُس کی شادی کرنے پر اُس سے رابطہ منطقع کر چکا تھا۔مگر جیسے ہی اُس نے دوبارہ اُس سے رابطہ بحال کیا اُس لڑکی نے گھر میں وبال مچانا شروع کر دیا۔

میں تمھارا اتنی بھیانک شکل نہیں دیکھ سکتی مجھے تم سے طلاق چاہیے،میرے ماں باپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا اب میں بھی تم سب کو دیکھاؤں گی میں کیا ہوں۔۔تمھارے گھر میں نوکرانی بن کہ نہیں آئی ہوں میں جو تمھارے بیمار ماں باپ کی سیوہ کرتی رہوں چوبیس گھنٹے۔مجھے آزادی کا پروانہ چاہیے اب بس۔۔۔عبدالقیوم جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اُس نے چلانا شروع کر دیا۔

ہوا کیا ہے صبا ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو؟ وہ ہونقوں کی طرح اُس کے منہ کو تکے جا رہا تھا۔شادی کے دو ماہ میں یہ اُن کی پہلی تلخ کلامی تھی جو باتیں صبا بول رہی تھی وہ زبان اُس لڑکے نے اُسے دی تھی آج جب عبدالقیوم کھیتوں میں چلا گیا تو وہ لڑکا اُس کے گھر تک پہنچ گیا بیمار والدین کو چکما دینا کونسی بڑی بات تھی اُس کے لئے وہ گھر سے نکل آئی اور دونوں بیٹھے دیر تک بہت سے منصوبے تیار کرتے رہے۔

لڑکیاں حساس تو ہوتی ہی ہیں مگر کسی حد تک بےوقوف بھی ہوتی ہیں ایسی باتوں میں آجاتی ہیں جن کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہوتا اور جس چیز کا وجود نہ ہو اُس میں سچائی بھی نہیں ہوتی صرف منافقت ہوتی ہیں اور بولنے والے کی اپنی تسکین درکار ہوتی ہے۔

☆☆☆

وہ اسکول سے تھکے ماندے گھر آئے تھے کہ سامنے لاؤنج میں مستعین کمال کی بہن مریم کمال کو بیٹھے دیکھا تو اُن کے لبوں پر بےاختیار مسکان ابھری تھی۔مریم اور لاریب کسی بات پر کھلکھلا کر ہنس رہی تھیں تو نواب یشرح کو ایک عرصے بعد اُس حویلی کی درودیوار میں زندگی کا احساس ہوا تھا۔

اسلام وعلیکم۔بھئی کیا بات ہے آج تو ہماری پیاری بہن آئی ہیں۔کیسی ہو؟ بھائی صاحب کدھر ہیں اور بچے کیسے ہیں سب کہاں ہیں؟ وہ سارا کچھ ایک ہی سانس میں پوچھ لینا چاہتے تھے۔

Downloaded from https://paksociety.com

ارے ارے بھائی صاحب دم تو لیجئے آج میں اکیلی براجمان ہوئی ہوں خاص طور پر آپ سے ملنے کیلئے۔
مریم نے کہا تو بھی صوفے پر بیٹھ گئے۔

ارے واہ زہے نصیب جو آج ہماری بہن کو ہماری یاد آ گئی تو۔اُن دونوں کو باتیں کرتا دیکھ کر لاریب کچن میں اُن کے کھانے پینے کا انتظام کرنے چلی گئی۔

یشرح بھائی میں تو ٹھیک ہوں مگر انکل طلال شاہ بہت غصے میں ہیں انہوں نے ہی آج ڈرائیور کو بھیج کر مجھے یہاں بلوایا ہے تاکہ میں آپ کو سمجھاؤں ،کیا بات ہے کیوں آپ اُن کی بات نہیں مان رہے کون ہیں وہ دونوں لڑکے جن کو آپ نے لاج کا گھر رہنے کو دے دیا ایسا کیوں کیا آپ نے بھائی ؟ مریم نے جب سے سنا تھا بڑے نواب سے کہ یشرح نے وہ گھر دولڑکوں کی نظر کر دیا وہ بہت غصے میں تھیں۔

مریم وہ گھر جس کا تھا اُس کو مل گیا ہے بابا جان خوامخواہ غصہ کر رہے ہیں آپ تو جانتی ہی ہیں اُنہیں۔

نواب یشرح جس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتے تھے وہی بار بار اُن کے سامنے اُٹھایا جا رہا تھا۔۔

کیا مطلب وہ گھر لاج کا تھا اور مجھے یقین ہے وہ آئے گی ایک دن واپس نا جانے کہاں چھپی بیٹھی ہے اُس کے سسرال میں کتنی ہی بار گئی ہوں میں مگر ہمیشہ دروازے پر تالا لگا ہوا ملتا ہے آس پاس کے لوگ بھی کچھ نہیں بتاتے۔مریم کے چہرے پر اُداسی چھا گئی۔

وہ اب کبھی نہیں آئے گی کبھی نہیں ،کبھی نہیں۔وہ اتنی زور سے چلائے تھے کہ لاریب جو چائے کی ٹرے لا رہی تھی وہ بھی اُس کے ہاتھوں سے گر گئی اور ایک ساتھ کئی کرچیوں کے ٹوٹنے کی آوازیں سنائی دی تھی۔

ایسی ہی کچھ آوازیں نواب یشرح کے دل سے آ رہی تھیں۔وہ وہاں رکے نہیں تیزی سے وہاں سے گزر کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔مریم بھی کچھ دیر وہاں بیٹھی اور پھر چلی گئی۔مگر لاریب کا دل بہت سے وسوسوں سے بھر گیا تھا۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

سورج کی سنہری کرنیں گندم کی سنہری ڈالیوں پر پڑتی تو آنکھوں کو خیرہ کر دیتی گرم ہوا سے پیڑوں پر لٹکتے آم، جامن اور امرود فتح پور کی زمین پر یہاں وہاں بکھر جاتے ایسے ہی وہاں انسانوں کے جذبات کو گرم ہوا دے کر اُن کی دھجیاں اُڑائی جاتی تھی۔

نواب یشرح بے حد پریشانی کے عالم میں ہمیشہ قرآن پاک پڑھا کرتے وہ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۴۴ اور ۴۵ کا ترجمہ پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گئے۔

بلکہ ہم نے اُن کو اور اُن کے باپ دادا کو برتا وادیا یہاں تک کہ زندگی اُن پر دراز ہوئی تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں تو کیا یہ غالب ہونگے تم فرماؤ کہ میں تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہوں اور بہرے پکارنا نہیں سنتے جب ڈرائے جائیں۔

کیوں نہیں سمجھتے بابا کیوں وہ ایسے ہیں اتنا ظلم اتنا کہ ابھی بھی اُن کا دل نہیں بھرا اللہ پاک نے بھی صاف فرما دیا ایسے لوگوں کے حوالے سے کہ جو مرضی کرلو ایسے لوگ کبھی نہیں سمجھیں گے۔ وہ گہری سوچ میں چلے گئے کہ کیسے وہ اُن کی ماں پر ظلم کیا کرتے تھے کیسے وہ اپنے بچوں کو پیٹا کرتے تھے نواب طالش جو کہ فتح پور کا حکم تھا وہ شخص کیسے اپنی رعایا پر ظلم کرتا تھا اور تو اور اُس شخص نے اپنے سگے بیٹے کو اجاڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ مگر وہ صرف سوچ ہی سکتے تھے بے بس تھے کیونکہ بالآخر تھا تو وہ باپ ہی نا۔۔

☆☆☆

صبا ہر روز نیا جھگڑا اتیار رکھتی تھی اپنی ساس اور سسر کے ساتھ وہ سلوک کرتی کہ کوئی گھر پالے جانور کے ساتھ بھی نہ کرے۔ اُس روز بھی وہ چیخ چلا رہی تھی کہ اچانک بے ہوش ہوگئی۔ عبدالقیوم اُسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا تو اُسے پتا چلا وہ ماں بننے والی ہے عبدالقیوم اور اُس کے گھر والے یہ سن کہ بہت خوش ہوئے مگر صبا مکمل طور پر خاموشی اختیار کیے ہوئے تھی۔

عبدالقیوم اور اُس کی ماں اب صبا کا پہلے سے بھی زیادہ خیال رکھتے تھے مگر اُس کے دماغ میں کچھ اور ہی

Downloaded from https://paksociety.com

چل رہا تھا۔ وہ ایک دن چوری ڈاکٹر کے پاس چلی گئی۔

ڈاکٹر صاحبہ مجھے یہ بچہ نہیں چاہیے آپ کی جو بھی فیس ہو گی میں آدا کروں گئی مگر مجھے اُس شخص میں سے اولاد نہیں چاہیے۔ صبا ڈاکٹر کے پاس بیٹھی اپنا موقف بتا رہی تھی۔

دیکھو میں نے تمھیں پہلے ہی بتا دیا ہے اب بہت دیر ہو چکی ہے یہ ناممکن ہے اسلیئے تم اسے جتنی جلدی ایکسیپٹ کر لو تمھارے لئے اتنا ہی بہتر ہو گا۔ ڈاکٹر کے جواب سے وہ مایوس ہو کر گھر لوٹ آئی۔

صبا اب بس پورا دن ساس پر مہارانیوں کی طرح حکم چلاتی رہتی تھی اُسے کسی کا کوئی لحاظ نہیں رہا تھا جب دل چاہتا اُس بوڑھی ماں کو گھٹیہ قسم کی باتیں سنا دیتی اُس کا رویہ دن بہ دن بدتر ہوا جا رہا تھا۔۔

اور پھر اللہ اللہ کر کہ وہ دن بھی آ گیا جب اُس نے ایک بچی کو جنم دیا جس کے نین نقش بے حد خوبصورت تھے۔ عبد القیوم تو خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا مگر صبا کو کوئی خوشی نہیں تھی اُس نے ایک بار بھی اپنی بیٹی کو دیکھنے یا پکڑنے کے لئے نہیں کہا تھا۔

اُسی رات جب سب گھر واپس چلے گئے اور عبد القیوم پورے دن کا تھکا ہارا پاس پڑے بینچ پر ٹیڑھا میڑھا سو رہا تھا۔ اُس نے ہسپتال کے فون سے اُس لڑکے کو فون ملایا۔

ہاں میں بات کر رہی ہوں صبا۔ دیکھو ندیم تم ابھی اور اسی وقت اس پتے پر پہنچو۔ پتا لکھوا کہ اُس نے فون رکھ دیا۔

☆☆☆

(باقی آئندہ انشاءاللہ)

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagazine.blogspot.com

☆ذرا سنبھل کے☆

راحیلہ بنت مہر علی شاہ۔

وہ فجر کی آزانوں کے ساتھ ہی بیدار ہوئی تھی نماز پڑھی تلاوت کی اور کچھ دیر لان میں چہل قدمی کے بعد ناشتہ بنانے میں مصروف ہوگئی گھر میں اس کے ساتھ کل چار افراد تھے ماں باپ ایک بھائی جو اس سے چھ سات سال چھوٹا تھا......جس میں امرحہ کی جان بستی تھی امرحہ مقامی کالج میں لیکچرار تھی اس کا باپ دو سال قبل فالج کے حملے میں ایک پاؤں اور ہاتھ سے مفلوج ہوگیا تو گھر کی ذمہ داری امرحہ کے نازک کاندھوں پر آن پڑی جسے اس نے با احسن طریقے سے نبھایا پہلے بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر گھر چلایا اور اب سات ماہ قبل لیکچرار کی پوسٹ کے لیے موزوں قرار پائی۔۔۔وہ سب کو ناشتہ کروانے کے بعد کمرے میں چلی آئی آج گو کہ سنڈے تھا لیکن اس کے گھر میں دن چڑھے تک سونے کا رواج نہیں تھا فجر کی نماز تلاوت اور ناشتہ بھی جلدی کرنے کی عادت دونوں بہن بھائی میں بچپن سے طاہرہ بیگم نے ہی ڈالی تھی دونوں شروع سے ہی فرمانبردار واقع ہوئے تھے طاہر بیگم اور شیر صاحب اللہ کا شکر ادا کرتے نہیں تھکے تھے کہ اللہ نے اتنی فرمانبردار اولاد دی۔۔۔لیکن کبھی کبھی انسان ضرورت سے زیادہ بھروسہ کرنے کے بعد ایسی ٹھوکر کھا جاتا ہے کہ سنبھلتے سنبھلتے آدھی عمر بیت جاتی ہے اور یہی ان کے ساتھ بھی ہوا امرحہ تھوڑی دیر کے لئے ریسٹ کرنا چاہتی تھی لیکن فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے موبائل اٹھالیا دوسری طرف سے آواز آئی شیر کی بیٹی ہونا؟ سوال کیا گیا۔۔۔۔جی آپ کون؟ امرحہ کو اچنبھہ ہوا ۔۔۔ایہ کون ہے جیسے نمبر معلوم ہے اور یہ بھی کہ شیر کی بیٹی ہو؟۔۔۔آپ کو میری آواز آرہی ہے دوسری طرف کی آواز نے اسے سوچوں کے بھنور سے باہر نکالا......جی جی بولیے امرحہ ہڑبڑا کر بولی اور اگلے الفاظ اس کے پرخچے اڑانے کے لئے کافی تھے اسکا سارا وجود لرزنے لگا......یہ کیا کہہ رہا ہے موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ

Downloaded from https://paksociety.com

کر دور جا گرا اور تین حصوں میں تقسیم ہو گیا اس کی سانس سینے میں اٹک کر رہ گئی کیسے ہوا یہ سب کہاں بھول ہو گئی اس سے وہ سوچتی اور کڑھتی رہی کیا کرو میں خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر سوچا؟۔۔۔ امی ابو سے کہوں یا نہیں؟۔۔۔خود کلامی کے اگلے ہی لمحے جیسے کسی نتیجے پر پہنچتے ہی جھٹکے سے اٹھی اور گاڑی کی چابی اٹھا کر بتائے ہوئے پتے پر پہنچی پندرہ منٹ پہلے ہی ماہر گھر سے نکلا تھا اور ٹھیک دوپہر بارہ بج کر دس منٹ پر ایک مارکیٹ میں خود کش دھماکا ہوا تھا جب وہ اندر پہنچی تو اسے اندر نہیں جانے دیا گیا مگر جب اس نے کہا کہ وہ اپنے بھائی سے الوداعی ملاقات کرنا چاہتی ہے تو بڑی مشکل سے اسے اندر جانے دیا اس دوران پورا علاقہ ایمبولینس کے سائرن سے گونج اٹھا ماہر نے آپا کو دیکھا تو اس کی جانب غصے سے بڑھا یہ کیا کیا آپا آپ نے......جواب میں آپا کا زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا اسے گریبان سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے باہر لے آئی۔۔۔یہاں بھی اس کے ماموں جو ڈی ایس پی تھے کام آئے اور دونوں کو رازداری سے گھر پہنچا دیا گھر پہنچ کر امرحہ نے ماہر کو خوب مارا اور وہ چپ چاپ مار کھاتا رہا......کیوں کیا ماہر کیوں؟ تم اسلام اور پاکستان کے دشمنوں سے ملے ہوئے تھے کیوں؟۔۔۔وہ ایک بار پھر اسے مارنے لگی۔۔۔ہمارا مان اور بھروسہ توڑا ہے تم نے۔بتاؤ مجھے کب سے مل رہے ہو تم ان کے ساتھ؟۔۔ اس نے گریبان پکڑ کر پوچھا تھا دو ماہ سے۔۔۔اس کے منہ سے بمشکل الفاظ نکلے اور کتنے لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگ چکے ہو بتاؤ مجھے؟ نہیں تو جان لے لوں گی امرحہ ایک بار پھر اس پر جھپٹ پڑی تھی اسی لمحے فون بجا تو اس نے ماہر کو چھوڑ کر فون اٹھایا۔۔۔ ماموں کا لنگ بلنک ہو رہا تھا اس نے لیس کیا تو ماموں کی آواز آئی امرحہ بیٹا ماہر کو ٹارچر نہ کرو، اس کی ابھی عمر ہی کیا ہے صرف پندرہ سال۔۔۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ دو ماہ سے اس کا برین واش ہو رہا تھا اس عمر میں ذہن کچا ہوتا ہے جس طرف ڈھالو ڈھل جاتا ہے اور پھر قصور آپ کے ماں باپ کا بھی ہے۔۔۔ آپ پڑھائی اور جاب میں مصروف ہوتی ہو لیکن آپ کے ماں باپ نے بھی تو کوئی تبدیلی محسوس نہ کی ماہر میں۔۔۔ اور نہ ہی میری بات مانی الٹا مجھے باتیں

Downloaded from https://paksociety.com

باتیں سنا دیں۔۔۔امرحہ نے تاسف سے ماں باپ کی طرف دیکھا۔۔۔اور جو گروہ پکڑا گیا ہے وہ را کا ہے اور ہاں آپ کو کال میں نے کی تھی ہمیں خبر بہت پہلے مل چکی تھی میں نے اس لیے آپ کو مطلع کیا تاکہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور ماں باپ کی طرح یہ نہ کہہ کر میری بات رد کر دیں کہ پولیس والوں کو تو خواہ مخواہ شک کرنے کی عادت ہوتی ہے...... ماموں کی بات پر شیر اور طاہرہ بیگم کے سر ندامت سے جھک گئے خدا حافظ کہتے ہوئے اس نے لہو رنگ آنکھوں سے ماں باپ کی طرف دیکھا آپ دونوں کو اندازہ بھی ہے کہ اندھا اعتماد کرنے سے کی وجہ سے آج یہ کہا ہوتا اگر ماموں بروقت نہ بچاتے امرحہ نے چبا کر بولا یہ گروہ را کے لیے کام کرتا تھا اور سن رہے ہو نا ماہر؟؟؟؟۔۔۔ را۔۔۔اسلام اور پاکستان کا دشمن ہے۔را۔۔۔سمجھ رہے ہو نا میرے بات؟ امرحہ پر پھر سے دیوانگی طاری ہو گی تھی اور اچانک ماہر آپا کے قدموں میں بیٹھ گیا۔۔مم۔مجھے معاف کر دیں آپا وہ زار و قطار رونے لگا کبھی ماں باپ کے قدموں میں گرتا کبھی امرحہ کے۔۔۔اور آخر کار بجلی کڑکی۔۔بادل گرجے اور پھر مطلع صاف ہو گیا اس عہد پر کہ آئندہ وہ کسی کی باتوں میں نہیں آئے گا معافی نامہ اور پھر سے ہنسی خوشی رہنے لگے لیکن اب ذرا سنبھل کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆☆☆

http://saatrangmagzine.blogspot.com

www.paksociety.com

ویلنٹائن ڈے

سروے

آپ کیوں مناتے ہیں؟
کیوں نہیں مناتے؟
اختلاف یا پسندیدگی۔۔۔۔
یا پھر کوئی پیغام جو آپ کسی کو دینا چاہتے ہیں؟

☆سروے☆

سوال۔ویلنٹائن ڈے آپ کیوں مناتے ہیں۔۔۔؟

کیوں نہیں مناتے۔۔۔؟

اختلاف۔۔۔یا پسندیدگی۔۔یا پھر کوئی پیغام، جو آپ کسی کو دینا چاہتے ہیں۔؟

جوابات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سعدیہ عابد: الحمد اللہ ویلنٹائن ڈے نہیں مناتے کہ اس دن کی نہ شرعی حیثیت ہے اور نہ ہی معاشرتی۔۔۔ اور انسان کو ان چیزوں سے دور ہی رہنا چاہیے جس کی مذہب اجازت نہ دیتا ہو اور معاشرے میں جس کی گنجائش نہ ہو ویسے بھی اندھی تقلید نقصان کا باعث بنتی ہے اس لئے ویلنٹائن ڈے کی حمایت وترویج کے بجائے ایسے کاموں کی ترویج کریں جس سے معاشرے میں اچھی چیزوں کو فروغ ملے۔۔۔۔ پیغام کسی کے لئے بھی نہیں۔۔۔بس دوست احباب سے بس اتنا کہنا ہے کہ اندھی تقلید سے بچیں اور اچھے اصلاحی کاموں کو فروغ دیں۔

صدف آصف: ویلنٹائن ڈے !یوم محبت ،ایک مغربی تہوار ہے جو ہر سال 14 فروری کو منایا جاتا ہے ۔ہم مسلمان ہیں ،ہماری اپنی ایک تہذیب ہے،اپنے تہوار ہیں پھر ہم دوسروں کے ایسے تہوار کیوں منائیں جس سے معاشرے میں بے حیائی پھیلتی ہے۔ ہمارا نہیں خیال کہ بحیثیت مسلمان ہمیں یہ دن منانا چاہیے۔

اعجاز احمد (از ابنِ نیاز): ویلنٹائن ڈے عیسائیوں کا تہوار لیکن مذہبی نہیں بلکہ ایک راہب کا ایجاد کردہ۔ جو ہرگز مسلمانوں کو زیبا نہیں دیتا کہ اس تہوار کو منائیں۔ کیونکہ ایک حدیث کے مفہوم کے مطابق جو جس قوم کا رنگ اختیار کرے گا، قیامت کے دن اسی قوم کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔اس کے علاوہ یہ تہوار قطعاً غیر

http://saatrangmagzine.blogspot.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Downloaded from https://paksociety.com

اسلامی ہے۔کیونکہ اس میں دونا محرموں کا آپس میں ملنا،ان کا آپس میں تحائف دینا جائز ٹھہرتا ہے۔ جب دونا محرم ملتے ہیں تو ان کے درمیان شیطان ہوتا ہے۔میری ذات کے لیے میرے نبی ﷺ کا فرمان ہرلحاظ سے برتر ہے اور قابلِ ترجیح وقابلِ عمل ہے۔لہٰذا میرے لیے تو ویلنٹائن ڈے منانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اگر کوئی فرد کہتا ہے کہ کیا فرق پڑتا ہے تو اس کے لیے میرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ یہی فرق اپنی بیوی، بیٹی، بہن کے لیے روا رکھے گا۔اگر کوئی انجان شخص اس کے دروازے پر آ کر سرخ گلاب کا گلدستہ ہاتھ میں لیے آواز لگائے کہ اس نے فلاں کے ساتھ، جو اس شخص کی بہن یا بیٹی ہوتی ہے،ویلنٹائن ڈے منانا ہے اور مکمل دن اس کے ساتھ گزارنا ہے،تو کیا وہ شخص اجازت دے گا۔

اگر چہ میں ویلنٹائن تو نہیں مناتا لیکن کسی کے لیے پیغام واقعی ہے۔اس کے لیے جو روزانہ میری آنکھوں کے سامنے رہتی ہے لیکن مجھ سے کوسوں دور ہے۔ جو میری پہنچ میں ہو کر بھی میری پہنچ سے دور ہے۔اس کے لیے یہی پیغام کہ بس میری آنکھوں میں، میرے دل میں، میری سوچوں میں، نس نس میں اس کے لیے محبت ہی محبت ہے۔جس میں ہوس نہیں ہے، بس محبت ہے۔

عمران احمد اعوان: ویلنٹائن ڈے کبھی نہیں منایا بلکہ بسنت یا اور بھی دیگر تہوار منانا تو در کنار۔عجیب سی بیزاریت ہے ان سے سوائے اسلامی تہواروں کے۔حقیقت یہ ہے کہ ہمارا شمار انتہائی بے عمل مسلمانوں میں ہوتا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم غیروں کی ہر چیز کو اپنائیں۔یوں بھی یہ تہوار مسلمانوں کے انتہائی اہم عقائد پر ضرب لگاتا ہے تو اس کا تو منانا بالکل ہی قبیح فعل ہے۔

ثمینہ طاہر بٹ: ویلنٹائین ڈے ہمارا تہوار نہیں۔ یہ مغرب کا چھوڑا ہوا شوشہ ہے۔اور ہم اسے نہیں مناتے کیونکہ ہمارے مذہب میں محبت کا کوئی خاص دن، خاص موقع اور خاص رنگ (بیہودگی لیئے ہوئے کی کوئی گنجائش نہیں) سو۔۔۔بحیثیت مسلمان ہمیں اس طرح کے تہواروں کی پرزور مذمت کرنی

Downloaded from https://paksociety.com

چاہئے۔۔ ہاں، اگر محبتیں بانٹنی ہی ہیں اور غریبوں، معذوروں، بیماروں اور مستحق لوگوں میں بانٹیں۔ اپنے عزیزواقارب میں سچی اور پرخلوص محبتیں لٹائیں۔ آپ کو ثواب بھی ہوگا اور دنیاوآخرت کا بھلا بھی ملے گا۔ انشاءاللہ۔۔۔

محسن طاب: ہمارا مذہب اسکی اجازت نہیں دیتا اور بھیانک نتائج نکلتے ہیں جو کام والدین کی مرضی سے ہوتا اس میں بھلائی ہوتی ہے انسان دربدر کی ٹھوکریں کھانے سے بچ جاتا ہے۔

لبنیٰ غزل: ویلنٹائن غیر مسلم تہوار ہے جہاں محبت کو محدود کردیا گیا ہے یعنی محبت صرف عورت اور مرد کے درمیان جبکہ ہمارا عظیم ترین مذہب اسلام محبت امن اور سلامتی کا درس دیتا ہے۔ جہاں محبت محدود نہیں ہے اسلام ہر ایک سے محبت کا پیغام دیتا ہے اور محبت کے لیے صرف ایک ہی خاص دن کیوں؟ محبت لا محدود جذبہ ہے اسے اگر مرد اور عورت کے حوالے سے دیکھا جائے تو میاں بیوی کی پاکیزہ اور جائز محبت جو صرف ایک ہی دن کے لیے نہیں ہوتی تمام زندگی کے لیے ہوتی ہے اس لیے ہمیں اس دن کی جو انگریزوں نے ایجاد کیا ہے مکمل مذمت کرنی چاہئے اسلام کا تو ہر دن پاکیزہ محبت کا پیغام ہے۔

ثناءواجد: ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا اس بات پر یقین ہونا چاہیے کہ نامحرم لڑکی اور نامحرم لڑکے کے درمیان کبھی محبت کا رشتہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نامحرم کا ایک دوسرے کو پہلی نظر دیکھتے ہی دوسری نظر نیچی رکھنے کا اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہے کیونکہ دوسری نظر کے ساتھ ہی شیطان ان دونوں کے درمیان آجاتا ہے اور جو چیز اللہ تعالی کے نزدیک ناجائز ہو وہ ایک نامحرم لڑکا اور لڑکی کیسے اپنے لئے حلال اور جائز قرار دے سکتے ہیں۔ حلال اور جائز رشتہ تو صرف دو محرم کے درمیان ہوتا ہے جس میں محبت کے ساتھ ساتھ پیار، خلوص، اعتماد، خیال اور احترام بھی شامل ہوتا ہے......

یہ پیار، خلوص، اعتماد اور احترام صرف اور صرف ان رشتوں سے ہی مل سکتا ہے جسے اللہ تعالی نے حلال قرار دیا ہے۔ تو ویلنٹائن ڈے جیسی خرافات ہمارے معاشرے کا حصہ کیسے بن سکتی ہے ہم کیسے ایسے دن

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

کومنانے کا سوچ سکتے ہیں جو آزادی کے نام پر بے حیائی پھیلائے۔

صادقہ خان: محبت ازل کی شاخ سے ٹوٹا ہوا وہ پھل ہے کہ جس کا بیج بنجر زمین میں پھوٹ کر صحرا کو گل و گلزار کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ وہ نادیدہ تعلق ہے جو زمان و مکاں کی حدوں سے ماورا ہے، سالہا سال کی گرد اور سات سمندر پار کی مسافت بھی دو دلوں کے درمیان تعلق کو گہنہ نہیں پاتی۔ انسان ہی سے کیا خدا نے ہر جاندار نفس کے خمیر میں محبت کی نمو ڈالی ہے۔ کیونکہ اللہ خود محبت کرتا ہے اور ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اپنے حسن عمل سے ٹوٹے دلوں کو جوڑنے اور معاشرے میں ایثار و وفا کے قیام کے لیئے کوشاں رہتے ہیں۔

یہ ایک ایسا عالمگیر جذبہ جس پر انسانی معاشرے کی اساس ہے، اس کو دنوں اور لوگوں سے منسوب کر کے باقاعدہ Celebrate کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے، جدت ترقی اور ماڈرنزم کے راستے پر چل کر انسان مذہب سے دور تو ہوا ہی تھا اب وہ اپنی کلچرل اساس بھی کھوتا جا رہا ہے۔ مغرب میں لوگوں کو ماں باپ فادر، مدرز ڈے پر اور بیوی یا محبوبہ Valintine Day پر ہی یاد آتی ہے اور اب کچھ ایسا ہی چلن پاکستان جیسے اسلامی معاشرے میں بھی عام ہوتا جا رہا ہے جس کے نتائج ہمارے لیئے انتہائی بھیانک ہونگے۔۔۔ کیونکہ مغرب نے تو صرف روش تبدیل کی ہے ہم اندھی تقلید کے نام پر سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہیں !!!!

جو قومیں اپنی کلچرل اساس کھو بیٹھتی ہیں تاریخ انھیں بہت جلد فراموش کر دیتی ہے، اب فیصلہ ہمارے اپنے ہاتھ میں ہے !!!!!!!

انیلہ مرتضٰی: اگر یہ محبت بانٹنے کا دن ہے تو میں ضرور اس کو سیلیبریٹ کروں گی۔ امی ابو کو اور دوستوں کو تحائف دے کر۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆ تیرے بن جی نہ سکے ☆

(تیسری قسط)

مصنف۔نعیم سجاد۔

کمرے کا اندرونی ماحول پُرفسوں تھا۔ جادو سا طاری ہوا جاتا تھا۔ سُرخ روشنی چہار سُو پھیلی تھی۔ اور اس روشنی میں پڑا سامان بھی سُرخ ہی دِکھتا تھا۔ سامنے' کمرے کے بالکل سامنے والے دونوں کونوں میں قندیلیں روشن تھیں۔ جو خالصتاً سُرخ رنگ کی تھیں۔ ان میں جلتی موم بتیاں پیلے اور نیلے رنگ پیدا کر رہی تھیں۔ اور سُرخ رنگ کی پتیاں ہی قالین کو ڈھانپے ہوئے تھیں، کمرے کی کھڑکی کے عین سامنے سفید رنگ کے بلائنڈز پڑے تھے، لیکن سُرخ رنگ کے انعکاس نے اُن کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔

کمرے کے وسط میں ایک چکروی میز ایستادہ تھا۔ اور اِس کے مقابل دو آہنی جی
ہوئیں' شاندار تاج والی کُرسیاں۔ میز پر ایک گُلدان دھرا تھا جس میں تازہ ٹیولپس کے پُھول بکھرے پڑے تھے۔ چھت پر لگا فانوس تقریباً تین فُٹ لمبا تھا۔ اور اس کے ساتھ دَھمکتے موتی اور شیشے' کمرے میں جا بجا اپنا عکس دِکھلا رہے تھے۔ فانوس جب جب گھومتا' تو اِس کے شیشوں سے روشنی منعکس ہو کر کمرے میں پھیل سی جاتی اور ننھے ننھے سے جگنوؤں کے منڈلانے کا گماں ہوتا۔ یہ کمرہ' دیکھنے سے ہی محسوس ہوتا تھا محبّ نے اپنے محبوب کے لئے سجایا ہے۔ کمرے میں ہر چیز سراپا انتظار تھی۔ سامنے چوتھی دِیوار پر لگی گھڑیال شام کے دَس بجانے کو تھی۔ اور دِس بجے ہی اِن محبت میں مُقید پرندوں نے اِدھر کا رُخ کرنا تھا۔

اُن کے آنے سے یقیناً یہاں ہر چیز نے مزید خوبصورتی پا لینی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

☆☆☆

ڈھندسی چھائی ہوئی تھی رات کو ہلکی بارش نے موسم کو خوشگوار تو نہ کیا تھا لیکن اب اس کا نتیجہ ڈھند سامنے تھی جو دوپہر دو بجے تک سورج کی کرنوں سے لڑتی رہی۔صبح کو بھی کالج جانے والی گاڑی نکل گئی تھی اور شام کو بھی اس کے آنے کے کوئی خاص آثار نظر نہیں آرہے تھے ٹائم تو نہیں ہوا تھا ابھی لیکن پتہ نہیں۔اسٹاپ پر کوئی نفس نہ ہونے کی وجہ سے یہی قیاس کیا جاسکتا تھا کہ یا تو بس نکل گئی یا پھر آئے گی ہی نہیں۔

دسمبر کی اس شام میں کوئی رنگ نہ تھا اب یہی لگتا تھا کہ وہ کوئی لفٹ لے کر چلی جائے۔ابھی لفٹ کے لئے سوچ ہی رہی تھی کہ دور سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمکتی نظر آئیں۔وہ تھوڑی آگے بڑھی اور ہاتھ لہرایا،گاڑی رُک گئی وہ کوئی جدید قسم کی گاڑی تھی وہ آگے بڑھی تو سامنے ڈرائیور نظر آیا پچھلی سیٹس سے شیشہ کھسکا۔

''کہاں جانا ہے آپ کو۔''اس نے پتہ بتایا تو گاڑی والے نے آٹومیٹک لاک کھولے،''آجاؤ۔'' وہ آگے بڑھی اور گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

''السلام علیکم۔لفٹ دینے کا شکریہ۔''

''نہیں کوئی بات نہیں۔کون سی کلاس میں ہو۔''

''جی میں سیکنڈ ائیر میں ہوں۔''

''کیا نام ہے میں ایاز خان ہوں۔دایونیک ٹیکسٹائل کا مالک۔''

''اوہ اچھا وہ میں نے آپ کا دفتر باہر سے دیکھا ہوا ہے۔'' کائنات نے اپنا نام بتایا اور معصومیت سے کہا۔جواباََ ایاز خان کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''اچھا چلیں آپ کبھی آئیں ہمارے دفتر اندر سے بھی دِکھا دیں گے آپ کو۔ یہ میرا کارڈ ہے کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہو پڑھنے کے بعد جاب کرنی ہو مجھے بتانا always welcome۔''

''بہت شکریہ۔ آپ کا۔'' اس نے کارڈ پکڑا اور دیکھ کر پرس میں ڈال لیا۔

''میں ابھی فیصل آباد جا رہا ہوں وہاں ہمارے بزنس کی مین برانچ ہے آپ کا گھر اسی سمت میں آتا ہے تو آپ کو لفٹ دے دی۔ اچھا آپ کتنے بہن بھائی ہیں۔ اور والد کیا کرتے ہیں۔'' آگے مزید گہری ہوتی دُھند تھی کچھ دِکھائی نہیں دیتا تھا، شاید یہاں کا راستہ زیادہ سرد تھا۔ اور جہاں سرد جذبات ہوں سرد لہجے ہوں تو رِشتوں میں ایسی ہی دُھند سی چھا جاتی ہے۔ آگے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا جیسا کہ باہر کا موسم تھا۔

''میں اکلوتی ہوں ابو وفات پا گئے ہیں امی ہی میری پڑھائی کا خرچ اُٹھاتی ہیں اور ساتھ ایک خالہ ہیں۔''

''اچھا گڈ۔ میں دوبارہ کہے دیتا ہوں۔ کسی قسم کی مدد، تعاون، ایڈ کی ضرورت ہوئی تو ضرور بتانا۔'' ایاز خان نے آفر کی ایک بار پھر یاد دِہانی کرائی۔ ''لیجئے آپ کا گھر آ گیا۔'' کائنات نے باہر دیکھا باتوں ہی باتوں میں سفر کٹ چکا تھا۔ پندرہ منٹ کا فاصلہ طے ہو چکا تھا اور زندگی میں پہلی بار سواری نام کی چیز سے اس کو خوف نہیں آیا تھا۔ اور اب مسافر علیحدہ ہونے کو تھے۔

''آئیں ناں آپ ہمارے گھر۔ چائے پی کر چلے جایئے گا۔''

''شکریہ آپ کے گھر کا پتہ چل گیا اور ساتھ ہی آپ نے دعوت دے ڈالی ابھی تو میں ارجنٹ کام سے فیصل آباد جا رہا ہوں آئندہ تشریف ضرور لاؤں گا۔ انشااللہ۔''

''مجھے خوشی ہوگی سر۔ اللہ حافظ۔'' کائنات گاڑی سے نکلی گاڑی سبک رفتاری سے آگے بڑھی اور ساتھ ہی وہ دروازے کے سامنے آئی، فی الحال اس کے اور اس کے گھر کے دروازے کے پار دُھند

Downloaded from https://paksociety.com

نا خالص تھی۔ گیٹ واضح نظر آیا اور وہ آگے بڑھ گئی۔

☆☆☆

شب کے درمیانی اوقات تھے۔ ہُو کا عالم تھا۔ تمام نفوس آرام فرما رہے تھے۔ ایسے میں دُور سے کسی جھینگر کی جھنکار، یا پھر گیدڑ کی بھولی بسری آواز زیرِ سماعت ہوتی۔ آرام سے دِن بھر کی تھکن زدہ کاموں سے فارغ ہو کر، اور کچھ کاموں کو کل کا عندیہ دیئے، یا پھر آدھا اَدھورا کام چھوڑ کر اگلے دِن کرنے کی اُمید لئے اپنے اپنے بستروں میں اور آرام گاہوں میں محوِ استراحت تھے۔

ایسے میں اُس گھر کی پُرانے طرز کی کھڑکی، جس کے ایک طرف سرخ شیشہ غیر شفاف اور دُوسری طرف ہرے رنگ کا لگا تھا۔ جو دیکھنے سے بظاہر شیشے کا ہی لگتا تھا لیکن حقیقت میں پلاسٹک کا تھا۔ اور اس کے اُوپر ڈوری سے کھینچ کر باندھا گیا پردہ لٹک رہا تھا۔ باہر سخت سردی تھی اور صحن ویران تھا۔ جانور بھی اپنے اپنے باڑوں میں آرام کر رہے تھے لیکن اس گھر کے شاید سب ہی باشندوں کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔

آج اس واقعے کو گزرے چھ دن ہونے کو آئے تھے لیکن وہی درد پہلے دن کی طرح کی بے بسی اور لاچاری اب بھی تھی۔

وہ پردہ اٹھائے سرخ پلاسٹک کے شیشے کو پیچھے ہٹائے باہر دیکھنے میں مگن تھی۔ نیند ان راتوں میں بمشکل ہی آنکھوں میں سماتی تھی اس کی آنکھیں لہو رنگ تھیں جو کچھ ہوا کیا بھلا دینے کے قابل تھا یا اتنی آسانی سے بھلایا جا سکتا تھا کبھی کبھی کہتے ہیں زِندگی میں ایسے لمحات آتے ہیں کہ اگر ان سے فائدہ اٹھالیا جائے تو آپ کی زِندگی سنور سکتی ہے، تو اس کے ساتھ ساتھ ایسے لمحات بھی آتے ہیں۔ کہ کیا پتہ چند لمحوں کے ہوں لیکن آپ کی پوری زِندگی کا احاطہ کیئے ہوئے ہوں۔ اور پوری زِندگی کا روگ بن جائیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

عین وقت پر انکار اور پھر اماں کا اس دُنیا سے چلے جانا اس کے لئے کتنا کرب ناک تھا کوئی اس سے پوچھتا' وہ بتاتی چلی جاتی' بتاتی چلی جاتی ، نہ وہ اپنا پورا غم اگلے کو سمجھا پاتی اور نہ ہی اگلا اس کی پوری دلی کیفیت سمجھ پاتا۔

یہ چھ دن دُکھ کے عالم میں ہی گزرے تھے۔ گالو بھائی' ابا' بھابھیاں سب اُداس تھے۔ ابا تو ادھ موئے ہوئے جا رہے تھے۔ ایک زِندگی بھر کے رفیق سے جدائی اور دوسرا بیٹی پر پوری زندگی کے لئے لگا داغ۔ زمانے کے لئے اس پر داغ ہی تھا عین وقت پر انکار ہو گیا کیا وجہ تھی کس میں خامی تھی سب ٹھیک ٹھاک تو جا رہا تھا۔ تو لڑکے والوں نے کیا دیکھ لیا کہ عین وقت پر یہ جا' وہ جا ہو گئے۔ جہیز میں تو کوئی کمی نہ چھوڑی گئی تھی۔ اور نہ ہی لڑکے والوں کی طرف سے کوئی فرمائش تھی تو کہاں کیا غلط تھا۔ لوگوں کے لہجے خوب باور کراتے۔ اس کو اندازہ تھا کہ گھوم پھر کر لوگ اس پر ہی انگلیاں اٹھاتے تھے براہِ راست کچھ نہ کہتے' ہمدردی جتلاتے' پیٹھ پیچھے تو بخشتے نہیں ہوں گے وہ۔ نزہت کو اپنی کوئی خاص فکر نہ تھی ، اسے اپنی چھوٹی بہن کی فکر تھی کہ کہیں اس کی وجہ سے اس کی بہن کا مستقبل اندھیروں کی نذر نہ کر دیا جائے۔

لڑکے والوں کی کہی گئی ایک ایک بات اس پر ہتھوڑے کے وار کی طرح لگتی۔ کیسے انہوں نے یہ کہہ کر کہ لڑکا نہیں مان رہا' انکار کر کے چلے گئے ان کو کیا پتہ کہ لڑکی والوں پر کیا قیامت بیت گئی۔ بعد میں لڑکے کی ماں اور ابا آئے تھے دعا کے لئے۔ لڑکے کی شادی ہو چکی تھی ۔ نزہت نے ساری عمر ایسے ہی بیتانے کی ٹھان لی تھی وہ دوبارہ اپنے باپ کے لئے رسوائی کا باعث نہیں بننا چاہتی تھی۔ بھائیوں کے لئے باعثِ ذلت نہیں بننا چاہتی تھی۔ کسی کو اگر نزہت کے حقیقی غم کا اندازہ لگانا ہے تو اپنے آپ کو نزہت کی جگہ رکھ کر دیکھ لے۔ گالو یعنی شازو کا منگیتر بھی سر اٹھانے لگا تھا۔ وہ پہلے ہی اس رشتے پر راضی نہ تھا۔ لیکن ایک تو بچپن کی منگیتر تھی اور دوسری اس کی پھوپھو کی بیٹی تھی۔ اب جب پھوپھو ہی نہ رہیں تو پھوپھو کی بیٹی سے کاہے کی رشتہ داری۔

Downloaded from https://paksociety.com

وہ بار بار عزم کرتی کہ دُنیا کو مضبوط بن کے دِکھائے گی، جیسے اس نے بھی لڑکوں کا جواب ان کے منہ پر دے مارا تھا۔ وہ بتانا چاہتی تھی کہ وہ اتنی کمزور نہیں ہوئی کہ وہ ایک لڑکے کے ٹھکرانے سے اپنے آپ کو کالے اندھیروں کے حوالے کردے گی۔ اپنی زندگی کو بے مقصد جاننے لگے۔ وہ لوگوں کو بتانا چاہتی تھی کہ اس میں کوئی خامی نہیں بلکہ اس لڑکے کے ذہن میں تھی کہ جو پہلے تو بول نہیں سکا اور جب پتہ چلا کہ پانی ناک سے سر تک پہنچنے سے پہلے احتیاطی تدابیر اپنا لے تو بہتر ہوگا، ورنہ ساری زندگی اس کے ساتھ گزارنی پڑے گی جس کو وہ بالکل بھی پسند نہیں کرتا۔

وہ بھی تو تہمت لگا سکتی تھی۔ الزام لگا سکتی تھی، خوب سنا سکتی تھی۔ رونے سے کوئی فائدہ حاصل نہ تھا سوائے غم کا اور بڑھنا۔ کبھی کبھی ہماری زندگی کسی ایک شخص سے شروع ہوکر، اسی سے ختم ہوتی نظر آتی ہے حالانکہ اپنی زندگی کو بغور دیکھا جائے تو بہت سے ایسے لوگ نظر آئیں گے جو آپ کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں مسکراتے دیکھنا چاہتے ہیں آپ کے دم سے وہ بھی خوش رہتے ہیں اور جب آپ اُداس ہوں گے تو وہ بھی دل سے مسکرا نہیں پائیں گے۔ کیا وہ لڑکا، جس کو اس نے دیکھا بھی نہیں تھا، پتہ نہیں کون تھا۔ اس کی کل کائنات ہو گیا تھا اس کے ماں باپ، بہن بھائی سب پیچھے رہ گئے تھے۔

کہتے ہیں کہ زندگی میں پیچھے مُڑ کر دیکھنا چاہیے تاکہ پتا چلے کہ زندگی میں جو غلطیاں ہوئیں وہ دوبارہ نہ ہوں۔ تو کچھ کہتے ہیں کہ جو پیچھے مُڑ کر دیکھتے ہیں پتھر ہی ہو جاتے ہیں۔ اور پیچھے مُڑ کر دیکھنے والے اکثر ٹھوکر بھی کھا جاتے ہوتے ہیں۔ تو ان نے درمیانی راہ نکالی تھی۔ اس نے ایک دفعہ ایک جگہ رُک کر پیچھے زندگی میں دیکھنا تھا، کیا حاصل ہوا، کیا گم ہوا۔ کیا پایا کیا کھویا۔ اور پھر اس کا نتیجہ نکال کر ایک بار ہی اپنے مستقبل کی راہ پر چلے گی اور کبھی پیچھے مُڑ کر نہیں دیکھے گی۔

ہاں اس کو اب مضبوط بننا تھا، بہن کے لئے، اپنے اُداس باپ کے لئے، اپنے پریشان حال بھائیوں کے لئے۔ خاص طور پر اس شخص کے لئے، جس نے اس کو زندگی میں یہ مشکل وقت دِکھایا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

جس کے لئے اس نے صبر کرنا تھا۔ اور صبر کے بعد یقیناً اُسے اس کا مَن پسند پھل ملنے والا تھا۔ ہر ایک کی اپنی زندگی تھی جیسی مرضی وہ گزارے۔ اب وہ بھی اپنی مرضی سے زندگی گزارے گی اور وقت گزرنے پر وہ اس لڑکے کو بتائے گی کہ وہ پہلے کیا تھی' اور اب کیا ہے۔

رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی اور اس کے گالوں پر بھی آنسو اوس کی مانند تھے۔ اب تپش ملنے پر بہنا شروع ہو گئے تھے۔

☆☆☆

کائنات کل سے کھوئی کھوئی سی تھی۔ تین دن ہو گئے تھے۔ اس نے کسی بات پر ماں سے بحث کی تھی اور نہ ہی خالا سے لڑی تھی۔ تین دن بڑی بات تھی اور بڑے دن تھے کہ اس نے بغیر کسی سے' کسی بھی اختلاف کے گزار لئے تھے۔ ورنہ کوئی نا کوئی بات ہوتی اور اس کا وہ بھتنگڑ بنتا کہ پورا محلّہ دیکھتا۔ کائنات یا تو سوئی رہتی یا سوئی بنی رہتی۔ کتابیں سامنے ہوتیں دماغ کہیں اور ہوتا۔ کوئی کام کہا جاتا تو اول تو نخرے نہ کیے جاتے اور دوئم اس کام کی بجائے کوئی اور کام سر انجام دِیا جا رہا ہوتا۔ اس کی یہ کیفیت نزہت بھی بھانپ گئی تھیں۔ وہ ہمیشہ کسی بات پر صبر نہیں کر پاتی تھی اور جیسی بھی ہو نزہت کے گوش گزار کر دیتی۔ لیکن یہ تین دن کی مسلسل خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ تھی۔ نزہت بار بار پوچھنا چاہتی لیکن پھر رک جاتی کہ کوئی بڑی بات ہوتی تو کائنات خود ہی کہہ دیتی دوسری طرف یہ بھی پریشانی ہوتی کہ کسی اور طرف اور طرف توجہ دینے سے اس کی پڑھائی کا ہرج نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ اس سے پوچھنے اور نہ پوچھنے کے شش و پنج میں مُبتلا تھیں۔

آج رات بارش کُھل کر برسی تھی۔ رات بھر برسنے سے سارا سماں کُھل سا گیا تھا اور اب بھی دھوپ نکلی ایسے تھی کہ کسی روپہلے پھول کی خوشبو کی جیسی۔ کچھ بادل اب بھی منڈلا رہے تھے۔ موسم

Downloaded from https://paksociety.com

خوشگوار تھا۔سردیاں اپنی اصلیت دِکھا رہی تھیں۔اور پودے ٹنڈ منڈ، پتوں سے پاک اپنی اصلیت اُجاگر کئے کھڑے تھے۔یہی درخت بہار کے سمے میں اپنے اُوپر سبز پتوں کا لِبادہ اوڑھے اور خوش رنگ پھُول لپیٹے، بڑے خوش نُما دکھائی دیتے ہیں۔جبکہ اکتوبر کے بعد یہی درخت پتے جھڑ جانے کے بعد بالکل ڈھانچہ دِکھائی دیتے ہیں۔ایسے جیسے کسی کی اصلیت سامنے آجائے۔جو آپ سے بڑا مخلص ظاہر ہوا ہو ہمیشہ۔اور اس کی اصلیت یہ نکلے کہ وہ اصل نہیں، بلکہ ڈبل سٹینڈرڈ ہے اور آپ کو ہمیشہ ڈبل کراس کرتا رہا ہے۔

نزہت نے کچن سے باہر جھانکا۔موسم اچھا تھا اس لئے انہوں نے بازار سے ساری چیزیں منگوالی تھیں اور پنجیری بنانے کا اِرادہ رکھتیں تھیں۔ابھی میوہ جات کاٹ کے رکھا تھا۔اور سوجی صاف کر رہی تھیں۔کائنات اس طرح کتابیں کھولے پینسل ہاتھ میں پکڑے کوئی نابینا اور مافوق الفطرت شکل بنانے میں مصروف تھی شاز و کمرے میں اینٹھ رہی تھی۔

"کائنات......اور کائنات۔"نزہت نے پُکارا کائنات نجانے کس جہاں میں تھی، اندازہ لگانا مُشکل تھا۔

"کائنات......ارے سُنتی ہو۔کیا مُلک الموت سونگھ گیا تم کو۔لگتا ہے کانوں پر کوئی اثر ہو گیا ہے۔" اب کے اور اُونچی آواز دی۔کائنات سنبھلی جیسے نقل کرتے ہوئے کوئی استاد دیکھ لے تو بندہ ساکت ہو جائے۔

"جی امی......کیا" اس نے نزہت کی طرف دیکھا جواباً جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھا "اٹھو ذرا میں نے چولہے پر گھی رکھا ہے اندر سٹور سے چینی تو لیتی آنا۔۔تم کو کوئی خبر نہیں۔میں پنجیری بنا رہی ہوں ۔جب میں بتاتی ہوں تم ساکت ہو کر کھڑی ہو جاتی تھیں اور چھپ چھپ کر میوہ سے ہاتھ بھر لیتیں میں دیکھ لیتی تھی لیکن انجان بن جاتی تھی۔اِن دِنوں ملکۂ عالیہ پتہ نہیں کن خیالوں میں گم ہیں۔دماغ پر کوئی

Downloaded from https://paksociety.com

اثر ہو گیا ہے کیا۔خیر اٹھو چینی لا دو مجھے۔'' نزہت نے ساتھ ہی کچو کا لگایا۔

''اچھا اماں لاتی ہوں۔'' کایا پلٹ پر حیران......اور کائنات بیٹی ہو تو کس کی مجال جو اس کو اُٹھا دے۔ جواباً یہی کہتی؛

''اماں آپ سلنڈر بند کر کے چینی سٹور سے لا سکتی تھیں، میں پڑھ رہی ہوں۔ مُجھے اُٹھانا ضروری تھا کیا۔لیکن نہیں ۔نزہت کی نظریں مایوس لوٹ آئیں، حالانکہ زِندگی بھر میں یہ تین دن کائنات نے آرام سے گزار لئے تھے۔

انہوں نے گھی کا پیکٹ پرے کیا اور کڑاہے میں چمچہ چلایا۔آنچ تیز کی ۔

''یہ لیں ......'' کائنات نے پیکٹ آگے کیا نزہت نے لیا اور ساتھ رکھ دیا پھر دیکھا۔

''کائنات......تم ٹھیک تو ہو۔''نزہت کا دِل چاہا سر پیٹ لے۔

''کیوں اماں کیا ہوا۔میں تو ٹھیک ہوں۔''

''ہاں ٹھیک تو لگ رہا ہے تم کو اپنا آپ ۔مگر مجھے نہیں ۔تم کو کیا کہا تھا لانے کو۔؟''

''نمک......''

''کیا......اور تم کیا لائی ہو۔''

''اوہ سوری......مجھے یاد نہیں رہا۔'' وہ مرچوں کا پیکٹ لے آئی تھی ۔

محترمی ۔میں نے آپ کو چینی لانے کو کہا تھا اور آپ نمک سمجھیں اور لائیں مرچیں ۔شاباش میری بیٹی جیسی فرماں بردار بیٹی کسی نصیب والے کو ہی ملے گی۔''نزہت نے طعنہ جھاڑا۔''تم رکو......گھی میں چمچ چلاؤ میں لے آتی ہوں۔'' وہ باہر نکل گئیں۔کائنات کِھسیانی ہوئی۔جلدی سے سٹور سے چینی لا کے کچن میں داخل ہوئیں تو کائنات ہنوز خاموش۔دل چاہا کہ ایک عدد چپل کا چھڑکاؤ کر ہی دیں۔نزہت آخر بے بس ہو گئیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

''کیوں تم میرا دماغ خراب کر رہی ہو۔ جو کام کہتی ہوں فوراً کرتی ہو، لیکن الٹا۔ کہا جائے کہ یہ کپڑے دُھل گئے ہیں۔ اب الگنی پر لٹکا دو محترمہ دوبارہ مشین میں پھینک کر چلی آتی ہیں۔ کہتی ہوں کمرہ درست کرآؤ تو آپ چادریں بستر سے گھسیٹے باہر لارہی ہوتی ہیں۔ جھاڑو لگانے کا کہوں تو روٹی پک رہی ہوتی ہے۔ اور آٹا گوندھنے کا کہتی ہوں تو نمک گوندھا جارہا ہوتا ہے...... کیا کر رہی ہو تم یہ سب سمجھ میں نہیں آرہا کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ۔''

''کچھ نہیں اماں بس ایسے ہی۔ آپ بھی کوئی موقع جانے نہ دیجئے گا۔ پتہ نہیں کس جنم کے بدلے لے رہی ہیں مجھ معصوم سے۔''

''ہاں ہاں بی بی آپ ہی تو معصوم ہیں۔ آپ جیسا معصوم ابھی اس دُنیا میں پیدا نہیں ہوا ہوگا اگر پیدا ہوتا تو مجھے یقین ہے مشرق، مغرب کا شمال جنوب، اور سورج کا چاند اور آسماں، زمیں بن چکا ہوتا۔''

کائنات کو بخوبی اندازہ تھا ''آپ'' اور ''تم'' کے فرق میں۔ اماں طنز کرتی ہمیشہ بی بی محترمہ اور آپ جیسے القابات سے نوازتی تھیں۔

''اچھا اماں۔ بس کرو ناں کوئی اور کام کرنا ہے تو مجھے بتاؤ۔''

''نہ بھئی میں تو ایسے ہی بھلی تمہارا صد شکریہ۔ تم کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤ۔''

''اچھا۔'' کائنات نے ہار مان لی بڑی بات تھی جیسے کسی یہود کو قیامت آنے پر یقین آجائے۔

''مجھے بتاؤ کوئی مسئلہ ہے تو۔''

''اماں۔ ایک بات تھی۔''

''ہاں کہو۔''

''دراصل......''

''ہاں ہاں۔ بولو۔ کیا مسئلہ ہے۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''وہ جب میں کالج گئی تھی ناں پچھلے دِنوں۔تو میں نے بس نہ آنے کی وجہ سے لفٹ مانگی تھی۔ وہ کسی امیر آدمی کی گاڑی تھی ......باہر دُھند تھی۔ٹھنڈ تھی۔......اندھیرا تھا۔تنہائی تھی......پریشانی تھی۔ لیکن جب میں گاڑی میں بیٹھی تو گرمی تھی،دُھند نہ تھی،روشنی تھی اور ان کی شخصیت ایسی تھی تنہائی جانے لگی ۔پریشانی گھٹ گئی۔وہ مجھ سے باتیں کرتے گئے اور میں ان کو جواب دیتی گئی،کسی جادو کے زیرِ اثر ہو کے۔اماں اللہ نے ہم کو امیر کیوں نہیں بنایا،میں نے خود کو کم تو جانا اور اللہ سے دل سے گلہ کیا۔''

''اس لیئے کہ ہم جیسے اپنی اوقات میں رہیں۔دراصل امیر غریب کا فرق اللہ کی طرف سے ہے۔ جو ہم جیسے کم عقل لوگ نہیں سمجھ پاتے اور لگتے ہیں گلہ کرنے۔اللہ جو بھی کرتا ہے بہتر کرتا ہے ہم اپنی عقل کے مطابق جواز اور بہانے نکال لیتے ہیں۔بارش نہ ہونے پر گلہ کرتے ہیں۔ہوتی ہے تو سردی کا گلہ کرتے ہیں۔گرمی ہوتی ہے تو سردی یاد آتی ہے اور سردی آتی ہے تو گرمی کا کہتے ہیں۔بس ہم لوگ کسی حالت میں خوش نہیں۔یہاں امیر غریب کی بھی کئی وجوہ ہیں۔ایک تو یہ کہ ہم ان کی ترقی کوشش کرنے کے طریقے سے متاثر ہوں اور کوشش کریں کہ ہم اپنے حالات کو بھی بہتری کی طرف لے جائیں۔پس ماندہ اور گھسے پٹے رہنے کی بجائے اپنے آپ کو نکھاریں' محنت کریں۔اور معاشرے میں ایک مقام حاصل کرسکیں۔۔لیکن بہتر سے ہم کی طرح کم ظرف ہیں۔کوئی امیر اپنے آپ کو بڑی توپ چیز سمجھنے لگتے ہیں۔اور ہم غریب اپنے آپ کو کم تر۔دوسری کہ ان کو دیکھتے ہوئے یہ سوچیں کہ ان کے بھی ہماری طرح مسائل ہیں۔جس طرح زندگی میں بہت سے مسائل سے اس لیئے پالا پڑتا ہے کہ ہم ماضی میں کسی کام سے وابستہ رہتے ہیں۔۔اگر نہ وہ کام کرتے تو اِن مسائل سے بچے رہتے۔بہرحال ہم اللہ کے نافرمان لوگ ہیں۔اپنے لیئے مسائل کا انبار خود ہی لگا لیتے ہیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان انسانوں کو ایک سونے کی بنی وادی میں بھی بھیج دیا جائے تو یہ ایک اور کی تمنا کریں۔''

نزہت نے وضاحت کرتے ہوئے ساتھ ساتھ چاش میں میوہ جات انڈیلے۔سوجی اور نشاستہ

Downloaded from https://paksociety.com

گرم کیا جاچکا تھا۔

''اماں ایک بات کہنی تھی۔'' پتہ نہیں محترمہ نے لیکچر سُنا تھا یا نہیں۔

''ہاں کہو''

''اماں......وہ......اگر کسی امیر آدمی سے میری شادی ہو جائے تو۔''نزہت نے نظر بھر کر کائنات کو دیکھا۔

''شادی تو تمہاری ہو گی لیکن جہاں میں چاہوں گی۔ یہ ذہن میں رکھنا۔''

''لیکن اماں تم بھی یاد رکھنا۔ میں غربت سے تنگ ہوں۔ میں نے کسی امیر گھرانے میں شادی کرنی ہے جہاں ہر سہولت ہو۔ بالکل کسی چیز کی کمی نہ ہو۔نوکر ہوں چاکر ہوں۔ خدمت کرنے والی ملازمائیں ہوں۔ پلیز اماں تم میری یہ خواہش پوری کرو گی ناں۔''

''ہاں ہاں اگر تم میرا کہا مانو گی تو۔ تم آسودہ رہو گی ضمانت دیتی ہوں، تم بس میرے کہے پر عمل کرو۔''نزہت کے اوپر سے خول تڑخنے لگا تھا۔ بیس سال کی مسافت طے کر لی گئی تھی۔ اسی وقت کا تو انتظار تھا۔ اب مٹی گوندھی جاچکی تھی چاک کو اپنے انداز کے مطابق گھمانا تھا اور من پسند برتن اپنے ہاتھ میں۔

''جی اماں ضرور مجھے پتہ ہے آپ میرا بُرا نہیں سوچیں گی۔ کائنات کو اگر کسی پر یقین تھا تو اپنی ماں پر۔

''اچھا اور۔'' گیٹ پر دستک ہوئی۔

''ٹھہرو میں دیکھتی ہوں۔ تم ذرا میں نے سب کچھ ڈال دیا ہے ہلاتی رہو۔ چولہا تیز نہ کرنا۔''اسے ہدایت کرتی باہر نکل گئیں۔

کائنات نے سر ہلایا اور چمچہ چلانے لگی۔ اور......

''ارے رتن بُوا۔ کیسی ہیں آپ۔ آئیں۔ آئیں۔'' رتن بُوا نے پرس سمیٹا۔

Downloaded from https://paksociety.com

''ہاں ہاں آتی ہوں۔ٹھیک ہے۔شکر ہے مولا کا تم سناؤ۔اور وہ تمہاری بدزبان اور کم عقل لڑکی کہاں ہے۔ارے بھئی میں تو سخت ٹینشنوں کی شکار ہوں۔کیسے گزارہ کرے گی وہ۔''

''کیوں بُوا کیا ہوا۔''

''ارے بھئی کل آئی تھی میں۔جب میں آئی مجھے باہر سردی میں بٹھا کر خود پتہ نہیں کون سے بیل جو تنے چلی گئی اور پھر میرے لاکھ بُلانے پر بھی نہ آئی۔چائے پینے آتی ہوں تم کو تو پتہ ہے میری بہوویں تو پھاپھا کٹنیاں ہیں۔بس تم ہی تو ہو میری بیٹی جس سے میں اپنا غم غلط کرنے کے لئے اِدھر منڈلاتی رہتی ہوں۔'' بُوا نے دُنیا جہاں کی بے بسی اپنے لہجے میں سموئی۔

''اچھا اس نے یہ کیا۔میں پوچھتی ہوں اس سے۔اچھا بُو اٹھہرو میں پنجیری بنا رہی ہوں کہیں سُوجی جل نہ جائے۔''

''ارے پنجیری۔میرے لئے بھی کوئی ٹکیاں لیتی آنا۔منہ کڑوا ہوتا جا رہا ہے۔''نزہت کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔

کچن میں جھانکا تو سانس رُک گئی۔

سوجی جلنے کی حد تک سرخ ہو چکی تھی۔اور کائنات چمچہ ہلانے میں مگن۔چولہا آگ کے بھانبڑ جلائے جا رہا تھا۔نزہت نے سر تھام لیا۔

☆☆☆

اک عکس پسِ آئینہ

''میری بات دھیان سے سنو''

Downloaded from https://paksociety.com

”جی مالک کہیں۔“

”تم نے اس لڑکی کی نگرانی کرنی ہے۔ وہ اس کو کہاں لے جاتا ہے وہ کہاں جاتی ہے مجھے سب کی رپورٹ چاہیے۔“

”جی مالک میں آپ کو اطلاعات بہم پہنچاؤں گا لیکن میری ڈیوٹی۔“

”بھاڑ میں گئی۔ تم گھر والوں کو کہہ دینا کہ میں نے کسی اور کام پر لگا دِیا ہے اگر کسی نے پُوچھا تو۔“

”جی میں ہر ممکن کوشش کروں گا۔“

”ہر ممکن کوشش نہیں۔ تم نے یہ کام کرنا ہے تو کرنا ہے۔“

”جو حکم مالک کا۔ میں یہ کام کروں گا۔“

”ہاں ٹھیک ہے لیکن دھیان رکھنا، کسی کی نظروں میں نہ آؤ۔“

”بالکل ایسا ہی ہوگا۔“

کھٹاک۔ فون بند، رابطہ منطقع......

☆☆☆

آج موسم سہانا تھا یونی پر روپ تھا ساشے واش روم کے آئینے کے سامنے اپنی لپ اسٹک درست کر رہی تھی۔ جبکہ کومل ہاتھ دھو رہی تھی۔

”یہ پانی کتنا گندہ آ رہا ہے......“

”تو نہ دھوناں ہاتھ۔“

”اپنے ارشادات اپنے پاس ہی رکھیے۔“

Downloaded from https://paksociety.com

''راعنہ......کیا سوچ رہی ہو۔''

''کچھ نہیں دیکھ رہی تھی کہ پینے کا پانی بھی مخدوش حالت میں ہے۔''

اس نے پانی سے بھرا گلاس ٹوکری میں پھینکا۔ اور گلاس واپس اسٹینڈ میں رکھ دیا۔ اور دیوار گیر کالے شیشوں کے سامنے گئی۔ اس کو سلائیڈ کیا اور باہر کا نظارہ کرنے لگی۔ وہ پہلی منزل پر تھیں۔ اور یہ کالا شیشہ دیوار میں نصب تھا' جو تقریباً آٹھ فُٹ تھا لمبائی میں اور چار سے پانچ فُٹ چوڑائی میں۔

''شکر ہے بارش ہوئی اب سردی اتنی نہیں ہوگی''ساشے نے لپ اسٹک پر گلوز لگایا اور دونوں کو دوبارہ بیگ میں ڈالا۔ اور راعنہ کے ساتھ آ کر کھڑی ہوگئی طلباء راہ داری میں اِدھر اُدھر منڈلا رہے تھے۔

''آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بارش ہونے سے بھی سردی ہی ہوتی ہے۔''

''تم کوئی موقع نہ جانے دینا ہاتھ سے۔''ساشے کا منہ بگڑا۔

''آج تم لوگوں کو پتہ ہے نوٹس بورڈ پر لگا ہے بدھ کو سر گیلانی کی پارٹی ہے نیوکلئیر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے۔ اور آج ان کا آفیشلی آخری دن ہے یونی میں۔ ہوسکتا ہے پیریڈ بھی نہ لیں۔''ساشے نے اطلاعات بہم پہنچائیں۔

''چلو دیکھتے ہیں۔ چلو راعنہ لائبریری چلتے ہیں۔''اچانک راعنہ کہ نظر نیچے گھومی۔ عین کھڑکی سے ایک فُٹ کی مُسافت سے وہی لڑکا چلا آرہا تھا۔ جس نے لائبریری میں کومل کے ساتھ بدتمیزی کا مظاہرہ کیا تھا۔

''کومل وہی لڑکا......''

''کون سا'' دونوں کھڑکی کی جانب لپکیں۔

''اچھا۔'' ساشے نے گھورا۔ کومل حرکت میں آئی۔

سخت سردی تھی باہر لڑکے نے مُفلر اور مضبوط جیکٹ پہن رکھی تھی۔ پاؤں میں بیش قیمت جاگرز اور

Downloaded from https://paksociety.com

ہاتھ میں ایک عدد رجسٹر رکھا ہوا تھا۔

''یہ کومل کدھر گئی، کہیں پھر لڑنے تو نہیں چلی گئی اس کے ساتھ پھر۔''

''اس لڑکے کا علاج کرنے اور دیکھنا اس کو میں اب کیسا مزہ چکھاتی ہوں۔ پورا دن بھیگی بلی کی طرح کانپتا پھرے گا۔''

''کیا کرنے لگی ہو تم۔ یہ پانی۔۔۔ تم اس پر گراؤ گی اللہ کومل......وہ تو......تم ہم کو بھی مرواؤ گی۔''

''تم لوگ پیچھے ہوں۔ کومل پانی کی آدھی بالٹی' جو واش روم میں پڑی تھی' اُٹھا لائی تھی اب نیچے دیکھا۔ لڑکا عین نیچے پہنچنے والا تھا۔۔

''شڑپ'' اور آدھی پانی کی بھی ہوئی بالٹی اس کے سر پر۔ لڑکے کی تو ایک بار سانس ہی رُک گئی۔

''اف......'' منہ سے بے اختیار نکلا رجسٹر، بال جیکٹ، مفلر سب بھیگ گئے تھے۔ جن سے پانی نچڑ نچڑ کر ماربل کو سیراب کر رہی تھا۔ اور یک دم وہ ماربل سے پھسلا۔ ساشے اور راعنہ ہنس ہنس کر دھری ہو گئیں۔

''بے چارہ۔ مسکین کومل نے تو بہت بُرا کیا اس کے ساتھ۔''

''تم لوگوں کو اس پر ترس کیوں آرہا ہے۔ خیریت تو ہے ناں۔''

''تم نے تو اچھی دُشمنی نکالی۔ بے چارہ''

''چلو۔ اب بھاگو یہاں سے کہیں اِدھر ہی نہ آجائے۔'' راعنہ نے عقل مندی دِکھائی۔

''چھوڑو کیا میں اس سے ڈرتی ہوں۔ آئے ناں۔''

''بہت بے وقوف ہو چلو۔۔'' دونوں نے کومل کو جکڑا اور جائے واردات سے نکل بھاگیں۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

دُھوپ خوب چمک کر نکلی تھی اور اوس کے ننھے ننھے قطرے گھاس پر اور فرشِ زمیں پر ہیروں کی کنیوں کی مانند دھمک رہے تھے۔ دآور دُھند چھیلی تھی اور درخت اپنے اپنے جامہ میں ساکت کھڑے تھے، کینٹین پر بھانت بھانت کی بولیاں تھیں۔

''انکل دو چائے۔ انکل سینڈوچ۔ بھائی چار سموسے۔'' کینٹین کے مالکِ اعلیٰ کے زِیرِ نگرانی کرنے والوں کے ہاتھ مشینوں سے مقابلہ کر رہے تھے آرڈر ہوتا اور اُدھر وہ اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے فی الفور حرکت میں آجاتے۔

وہ تینوں بھی بارہ ایک ٹیبل پر بیٹھی تھیں۔ فرنچ فرائز اور چائے کو انجوائے کرتیں۔ پیریڈ آف تھا اس وقت۔

''تو بتاؤ کیسا مزہ چکھایا اس کو۔'' کومل نے خود کو ہی تھپکی دی۔

''بے چارہ اچھا تو نہیں ہوا اس کے ساتھ۔ مجھے ایک بار دن کو نظر آیا تھا کانپتا پھر رہا تھا ادھر اُدھر۔ ساشے نے کفِ افسوس مَلا۔

''اس کو بھی تو پتہ چلے کس سے پنگا لیا تھا اس نے۔ یہ لڑکے۔ اگر لڑکیاں اِن کے آگے لولی گائیں بن جائیں تو بالکل ہی بے عقل سمجھنے لگتے ہیں گُس کے جواب دو ان کو۔'' کومل نے فرنچ فرائز منہ میں لیا۔

''اگلے ہفتے سے پیپرز بھی شروع ہو رہے ہیں کیا تیاری ہے۔''

''کہاں کیا خاک تیاری ہے سب سر گیلانی کے جانے کی تیاری۔ میرا مطلب ہے ان کا پارٹیز کا ارینج کرنے میں مصروف ہیں اور ادھ موئے ہوئے جا رہے ہیں۔ پیپرز کا کس کو پتہ ہے۔'' ساشے نے منہ موڑا۔ ''بس ہو جائیں گے پاس۔ کہیں بوٹیاں ہی استعمال نہ کرنی پڑ جائیں۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''کرنا ناں استعمال اس بار تو سر گیلانی بھی نہیں ہیں جو ہر اسٹوڈنٹ کو scan کر لیتے تھے۔''

راعنہ نے حقیقت متعارف کروائی۔

''چلو ختم کرو سر گیلانی کی آخری کلاس ہے ہمارے ساتھ۔کل ان کی پارٹی کا ارینج بھی کرنا ہے۔ اور کل ہی ان کے بیٹے بھی آ رہے ہیں بیرونِ ملک سے۔''

''ہاں چلو......'' راعنہ نے پرس موڑا۔

''ہیلو لیڈیز۔واٹس اَپ'' آواز جانی پہچانی تھی۔

''تم......تم یہاں کیوں۔چلو یہاں سے میرا فشارِ خوں بلند ہو رہا ہے۔'' کومل ایک جھٹکے سے اُٹھی

۔

''اوہو......cool down لیڈیز۔میرا مقصد آپ کو تنگ کرنا بخُدا ہرگز نہیں ہے۔ہم تو آپ سے دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے خواہش مند ہیں۔'' لڑکا مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

''دوستی، مائی فُٹ۔تم جاتے ہو یا۔۔۔''

''آپ دونوں ہی کہیں ان کو کچھ۔میں معافی چاہتا ہوں اپنی غلطی کی۔اور دوستی چاہتا ہوں۔اور یہ ہیں کہ ناراض ہوئے جا رہی ہیں۔چلیے کوئی سزا ہی دے لیں۔'' وہ سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔سورج سامنے آ چکا تھا آنکھیں چُندھیانے لگی تھیں۔

''میں کہتی ہوں چلو یہاں سے ورنہ یہ جلتی چائے ہی اُنڈیل دوں گی تم پر۔'' کومل غصہ سے لال پیلی ہوئے جا رہی تھی۔

''پلیز ابھی آپ جائیں۔بعد میں آیئے گا وہ غصے میں ہے ابھی۔'' راعنہ نے لڑکے کو ممنون نظروں سے دیکھا۔

''کیا مطلب بعد میں......یہ مجھے چلتا پھرتا نظر آئے۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''شکر ہے آپ ہماری سلامتی تو چاہتی ہیں ناں۔ چلیے چلتا ہوں آپ بیٹھ جائیے۔ ٹینشن نہ لیں''
وہ اٹھ کھڑا ہوا۔''ویسے یہ فرنچ فرائز بڑے مزے کے ہیں۔''اس نے فرنچ فرائز کا ٹکڑا منہ میں ڈالا کومل اس کو مسلسل گھور رہی تھی۔

''گڈ بائے میں چلتا ہوں شکریہ فرنچ فرائز اور عزت افزائی کا۔''وہ جاتے جاتے مڑا۔''اور ہاں۔پانی بڑے مزے کا تھا''

''پانی۔......''تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ساری کہانی سمجھ میں آ گئی تھی۔ یہ ہاتھ جو بڑھایا گیا تھا دوستی کے لئے نہ تھا بلکہ کھلی وارننگ تھی یا پھر محتاط رہنے کے لئے آ گاہی۔

چلیے انتظار کرتے ہیں۔

☆☆☆

آج بدھ تھا۔تمام اسٹوڈنٹس سر گیلانی کی آخری کلاس اٹینڈ کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ مایوس اُداس چہرے لئے' کچھ منچلے سے چہرے پہ اُداسی لئے خوشی کے ہلکورے لئے ہوئے تھے۔ کچھ تو چاہتے تھے لنڈیاں ڈالیں اور کچھ ہمدرد طلباء و طالبات حقیقت میں اُداس تھے۔

وہ تینوں بھی دوسری رو میں بیٹھی تھیں دوسری قطار تک لڑکیاں تھیں اور تیسری رو سے پیچھے کی جانب لڑکے بیٹھے ہوئے تھے

''معزز طلباء و طالبات !السلام علیکم......''

طالب علموں کو مخاطب کرتے ہوئے سلام سے نوازتے ہوئے آغاز کیا گیا۔

''جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہے میرا آج یونی میں آخری دن ہے ویسے تو میں' آگے پارٹیز ہیں' کچھ دن آؤں گا اور کل آپ کی طرف سے دی گئی پارٹی ہے تو میں آؤں گا لیکن باقاعدہ پڑھانے کا

Downloaded from https://paksociety.com

آج آخری دن ہے۔'' (کاش آپ نہ جائیں۔) (شکر ہے)

''میرا یہاں چودہ سال کا دورانیہ گزرا کہہ سکتے ہیں کہ میری زندگی کے خوشگوار دن تھے جو یہاں کے تمام اسٹوڈنٹس اور کولیگز کے ساتھ گزرے اور کبھی بھی کسی نے شکایت کا موقع نہیں دیا۔'' (ہم آپ کو آئندہ بھی موقع نہ دیتے۔) (کیسے سچے بن رہے ہیں)

''کیا طالب علم کیا کولیگز سب بہت محبت سے پیش آتے رہے۔ میں نے بھی کوئی خاطر جمع نہیں رکھی اور ہمیشہ ان سے محبت اور شفقت کا معاملہ کیا۔ (سر آپ گریٹ ہیں) (ہمارے تو دن شیر کے آگے ہی گزر رہے ہیں)

''ابھی بھی لگتا ہے کل ہی کی بات ہے جب یہاں آیا کتنے اسٹوڈنٹس آئے کتنے گئے' سال بدلے' مہینے گزرے' کولیگ بدلے اب میرا بھی یہاں سے جانے کا وقت آ گیا جانے کا دل تو نہیں مگر جانا تو ہے ناں۔'' (ہمارے بس میں ہوتا تو آپ کو کبھی بھی نہیں جانے دیتے۔) (سر یہ غلطی نہ کیجئے گا۔ ورنہ نتیجہ myocordial infaraction ہوگا)۔

''بہر حال آپ اسٹوڈنٹس کا بہت شکریہ کہ آپ نے ساتھ دیا جب تک طالب علم استاد کا ساتھ نہ دیں استاد کچھ نہیں کر سکتا میرا رویہ سخت رہا اس کی وجہ بتاتا ہوں آپ کو پتہ ہے کہ جب چھوٹا بچہ آگ کے پاس جاتا ہے تو والدین اس کو روکتے ہیں پھر بھی نہ رکے تو اس کے آگے رُکاوٹیں کھڑی کر دیتے ہیں اور اگر رُکاوٹوں سے بھی کام نہ چلے تو یا تو بچے کو ڈانٹ دیتے ہیں یا آگ ہی بُجھا دیتے ہیں۔ آج کا دور IT کا دور ہے لیکن یہی دور ہمارے نوجوانوں کے لئے آگ بھی ہے آگ کے لئے رکاوٹ میں تھا اور اس آگ کو بُجھانے کا سہرا میرے رویہ میں پوشیدہ تھا IT کا درست استعمال کوئی کوئی ہی جانتا ہے میں نے کئی طالب علم دیکھے جو سرِ عام فونز پر اپنی گرل فرینڈز سے باتیں کرتے پکڑے گئے اور کئی نے تو سرِ عام پر پوز بھی کر دیا جب برائی پھیلے تو اس کو روکنا ہمارا ہی فرض ہوتا ہے آپ تو چھوٹے ہو ہمارے بچوں

Downloaded from https://paksociety.com

کے سے ہوان گرل فرینڈ سے بات کرنے اور براہِ راست پر پوز کرنے' کلاس بنک کرنے اور چیٹنگ کرنے والوں کو جاننا چاہیے کہ ان کا فرض کیا ہے۔" (آپ کی بات بالکل درست ہے سر) (کیسے بھگو بھگو کے تیر مار رہے ہیں شکر ہے براہِ راست نام نہیں لے رہے)

"آج میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ جس پر عمل کریں، باتیں تو بہت ہیں لیکن اس بات کو ذہن میں رکھیں زندگی محدود ہے اور کام بہت زیادہ اپنے آپ کو پازیٹو وے میں استعمال کریں۔ آپ میں صلاحیتیں ہیں بے شمار ٹیلنٹ ہے ہمارے نوجوانوں میں Intelligence 80 پلس ہے ان کو درست سمت میں عمل میں لائیں۔" وقفہ (آپ کی بات انمول ہے سر) (میرا موبائیل کب کا وائبریٹ کر رہا ہے)

"آپ کی پارٹی کے لئے پیشگی شکریہ۔ میری جگہ جیسے کہ آپ کو پتہ ہے میرا بیٹا آ رہا ہے وہ مزاج کا اچھا ہے وہ انشا اللہ آپ کو اچھے سے tackle کر لے گا۔ وقت دینے کا شکریہ ٹھیک ہے پھر ملاقات رہے گی یہ وقت ہمیشہ یادگار رہے گا اللہ نگہبان۔"

☆☆☆

"ویسے سر گیلانی کی آخری کلاس رُلا دینے والی تھی میرے تو آنسو دل پر گر رہے ہیں۔"

"بہانے نہ بناؤ۔ رونے والی ہوتیں تو کلاس میں روتیں۔ اور اسٹوڈنٹس کو بھی تمہاری سر گیلانی سے عقیدت کا پتہ چلتا۔ اور سر کو بھی اپنے ان عزیز اسٹوڈنٹس کا پتہ چل جاتا۔"

"تم جل لو۔" راعنہ روہانسی ہوئے دے رہی تھی۔

"اچھا بتاؤ تم لوگوں نے پارٹی کے لئے کپڑے بنا لئے۔"

پارٹی کے لئے کپڑے۔ کون سی کسی کی engagement یا marriage ceremony ہے۔ جو ہم کپڑے بنوالیں۔" کومل حیران تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''بھئی پارٹی میں نئے کپڑے ہی ہونے چاہیں ناں۔''

''میرے تو ہیں ابھی دو ماہ پہلے ہی تو عیدِ قرباں گزری ہے۔'' کومل نے سر جھٹکا۔

''میرے بھی ٹھیک ہیں۔ ویسے بھی فروری تک کا کیا پتہ نعمان بھائی کی شادی ہو جائے تو آ جائیں گے نئے کپڑے تین ماہ بعد۔ ویسے بھی پڑھائی پر تھوڑے خرچے ہو رہے ہیں ہمارے۔'' راعنہ نے سمجھ داری کی مثال قائم کی۔

''چلو چھوڑو۔ اچھا یہ بتاؤ راعنہ وہ پرچی تو دِکھائی ہی نہیں تم نے۔'' ساشے متجسس ہوئی۔

''او......ہاں مجھے بھی یاد نہیں رہی۔'' راعنہ نے فوراً پرس کھولا اور ٹٹولنے لگی۔ ''یہیں تو ہونا چاہیے تھا پتہ نہیں ہاں ۔مل گیا۔'' اس نے رقعہ پرس سے برآمد کیا۔

''مجھے دو'' ساشے نے ہاتوں سے چھین لیا۔ کاغذ کھولا گیا اور سید ھا ہوا۔

''اس پر نمبر لکھا ہے، دیکھو راعنہ۔'' راعنہ اور کومل لپکیں۔

''واقعی............03 لیکن دیکھو۔'' کومل الجھی۔

''کیا'' راعنہ اور ساشے نے کومل کی طرف دیکھا۔

''یہ نمبر آدھا ہے۔'' کومل نے نظریں ہٹ کر ساشے اور راعنہ کو دیکھا

''کیا مطلب۔'' ساشے نے الجھتے ہوئے کومل کی طرف دیکھا اور دوبارہ نظر کاغذ پر دھرائی۔

''مطلب یہ کہ ہر نمبر کے مین کوڈ کے علاوہ سیون ڈیجٹس ہوتے ہیں جبکہ اس کے تو صرف چھ ڈیجٹس ہیں۔''

''او......'' دونوں نے تھوک نگلا۔ ''یہ بھی کوئی پزل ہے اب کیا ہم اس کے آخر پر ایک سے لے کر نو تک تمام ڈیجٹس باری باری ٹرائی کریں گے، پاگل ہیں ہم کیا۔ پتہ نہیں یہ ہے کون۔'' دس ہندسے ان کا منہ چڑا رہے تھے۔

Downloaded from https://paksociety.com

/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

زبیدہ کو آج کا موسم بے رونق سا دِکھتا تھا۔ان کے تمام موسم سکندر سے ہی تو خوشگوار تھے۔اس کے ہنسنے سے ان کی بہار تھی اور اس کے اُداس رہنے سے جیسے سارے جہاں کی اُداسی ان کی زندگی کا ہی رُخ کر لیتی تھی۔سکندر پچھلے پانچ دن سے اُداس تھا یہ ان کا دل کہتا تھا،سکندر کا ان کو پتہ تھا۔سکندر خود کتنی ہی مشکلیں جھیلے کتنی ہی مصیبت میں ہو،ان کو کبھی بھی پریشان کرنے والا نہیں۔ بظاہر وہ نارمل ہی دِکھتا تھا لیکن اس کے لہجے کی اُداسی اور رویے کا بوجھل پن اس کی اُداسی کا چشم دید گواہ تھا۔

انہوں نے اپنی اب تک کی زندگی صرف اور صرف سکندر کے لئے ہی تو وقف کی تھی وہ ان کا بھائی ہی نہیں ان کی پوری زندگی کی کمائی تھا۔وہ سکندر کو پوری زندگی کی کمائی نہیں بلکہ پوری زندگی کا حاصل کہتی تھیں۔ان کے لئے سکندر ہی کی خوشی اپنی خوشی تھی اور سکندر کا اُداس ہونا ان کے لئے باعثِ ندامت تھا۔بچپن سے لے کر اب تک کی زندگی میں ان کو یاد نہیں پڑتا تھا کہ انہوں نے سکندر کی کوئی خواہش پوری نہ کی ہو۔اپنے لئے نہ سوچا صرف اپنے سے چھوٹے بھائی کا سوچا۔جو اولاد سے بھی ان کے لئے بڑھ کر تھا،ان کی ابھی تک شادی تو نہیں ہوئی تھی لیکن ان کو یقین تھا کہ وہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ ہمیشہ سکندر کو چاہیں گی۔

وہ سکندر کی شادی چاہ رہی تھیں کیوں کہ ان کو پتہ تھا کہ ان کی شادی کے بعد سکندر کا کوئی خیال رکھنے والا ہو۔کیوں کہ اس معاملے میں وہ بالکل نا اہل تھا۔دوسروں کا خیال رکھنا اس کا فرض تھا اور اپنا خیال رکھنا ہی اس کے لئے مشکل تھا۔لہذا اس کے خیال کے لئے ان کو اب کوئی اقدامات کرنے تھے یہ اقدامات اس کے لئے یہی ہو سکتے تھے کہ وہ اس کی شادی کر دیتیں ایک تو فرض ادا ہو جاتا اور دوسرا اس کا خیال رکھنے کے لئے مستقل ایک انتظام کرنا۔لیکن سکندر کی یہ حالت ان کو ہولائے دے رہی تھی۔وہ کچھ نہ بولتا تھا۔اپنے سے کوئی سوال یا جواب نہیں،زبیدہ جانتی تھیں کہ پوری زندگی سکندر نے ان کی دل

Downloaded from https://paksociety.com

آزاری کی ہے اور نہ کبھی آئندہ کرے گا۔

فرماں برداری کی اعلیٰ مثال موجودہ دور میں موجود تھی۔ زندگی کبھی بھی ایک ہی شخص پر محیط نہیں ہوتی لیکن اگر وہی شخص زندگی ہی بن جائے تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔ سکندر ان کی زندگی تھا اور اگر زندگی ہی اُداس ہو تو۔۔۔ زبیدہ سکندر کی دل کی کیفیت بھلے ہی مکمل طور پر نہیں جانتی تھیں مگر کوئی شائبہ سا ضرور گزرتا تھا، وہ سکندر کو ناراض یا بے زار کیسے کر سکتی تھیں۔ اس کے اِس مزاج کا کچھ کچھ تو اُن کو اندازہ تھا۔ اس کی وجہ ہو سکتا ہے وہی ہو جو وہ سوچے ہوئے تھیں۔ آفس کے کسی بھی کام کی وہ کبھی بھی ٹینشن نہیں لیتا تھا۔ ٹینشن لینے کی اس میں کیا بات تھی۔ کام کی معاملے میں سکندر کا ماٹو تھا "نو کمپرومائز"۔ کیا سکندر ان کی اس دن کی بات کی ٹینشن لیئے ہوئے ہے۔

"میں ہمیشہ تمہاری خوشی میں خوش رہی اور رہوں گی اگر تمہاری خوشی وہ لڑکی ہے تو مجھے اعتراض نہیں۔ لیکن میری یہ شرط مان لو یا پھر خواہش کہ تم اس کو مسلمان بننے پر پہلے آمادہ کرو پھر اس سے شادی پر میرا کوئی اعتراض نہیں تم نے یہ سوچا تو یقیناً کوئی بہتر ہی سوچا ہو گا اور بیٹے زندگی بھی تو تم نے ہی گزارنی ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اب یہ تمہارے ذمہ ہے کہ اس کو اسلام کی طرف کیسے مائل کرنا ہے۔ تمہارے پاس اس کے لئے ایک نہیں دو ماہ ہیں۔ ویسے تو اسلام کا اثر انسان کو لمحوں میں اپنا اسیر کر لیتا ہے لیکن اس کے دل کا پتہ نہیں کہ وہ اپنے دل و دماغ میں ان باتوں کو کب لے کے جاتا ہے۔ اب تم یہ کام کرو اور یہ بھی میری بات مانو کہ اگر دو ماہ بعد بھی تم ناکام رہے تو میری بات مانی جائے گی۔ پھر تمہاری شادی جہاں میں کہوں گی وہیں ہو گی۔"

اور ان کی اس بات سے سکندر نے اتفاق کر لیا تھا۔ سکندر کو یقین تھا خود پر اور خود سے بڑھ کر اپنی محبت پر جو دل میں اس کے لئے اُمڈی چلی آتی تھی۔ اور وہ اپنے بُلند حوصلے اور قوتِ اِرادی سے یقیناً اس کو تسخیر کر لے گا۔

Downloaded from https://paksociety.com

تو اب اس کو کیا مسئلہ تھا۔

''سکندر بیٹا جو بھی مسئلہ ہو' مجھے بتاؤ۔ ہوسکتا ہے میں اس سلسلے میں تمہاری مدد کرسکوں۔'' انہوں نے دل کورا کر کے اس سے پوچھ ہی لیا۔

''نہیں آپا کوئی مسئلہ نہیں۔ اور آپ کو پتہ تو ہے اپنے سکندر کا۔ وہ کوئی بھی مسئلہ ہو پریشان نہیں ہوتا بلکہ اس کے حل سوچتا ہے۔'' اس نے زبیدہ کی نگاہ کی لیپ ٹاپ اس کی گود میں تھا۔

''کوئی تو بات ہے جو تم کو پریشان کر رہی ہے، مجھے نہیں بتاتے تو الگ بات ہے۔'' زبیدہ نے اپنے لہجے میں ناراضگی سموئی۔

''آپا۔ آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ بس ایک چھوٹی سی بات ہے جو مجھے الجھائے ہوئے ہے۔''

''کیا بات۔۔''

''وہ دراصل میں نے آپ کو جس لڑکی کا بتایا تھا۔ اس کے حوالے سے ہے۔''

''کیوں کیا ہوا۔ خیریت تو ہے ناں۔''

''وہ کچھ دِنوں سے مسلسل آفس نہیں آرہی۔ پتہ نہیں اب کیا مسئلہ ہے۔ سوچتا ہوں باس سے اس کا نمبر لوں اور اس کا پتہ کروں کسی مسئلے کا شکار تو نہیں ہے۔''

''اچھا تو بیٹا' اس میں پریشانی کی کیا بات ہے افسر سے نمبر لو۔ اور بات کرو اس سے۔ کیا پتہ کیا مسئلہ ہوا ہے۔'' زبیدہ بھی لہجے میں پریشانی لئے ہوئے تھیں۔

''ہاں اب لگتا ہے یہی کرنا پڑے گا۔ لیکن آفس میں بھی مجھے کسی نے اس حوالے سے کوئی بات نہیں بتائی کیا پتہ کسی کو پتہ بھی ہے یا نہیں۔'' سکندر کے لہجے میں اُداسی ہویدہ تھی۔

''ہاں ہاں ضرور بیٹا۔ انسانیت کی خدمت کرنے سے دل کو سکون ملتا ہے اور اگر ویسے بھی اس کا کوئی مسئلہ ہے تو حل کرو۔'' زبیدہ نے بھی ہمدردی دِکھائی۔

Downloaded from https://paksociety.com

فون کی ٹون نے گفتگو کے تسلسل میں رُکاوٹ ڈالی اور اپنی طرف متوجہ کیا۔سکندر نے لیپ ٹاپ گود سے ہٹایا اور موبائل جیب سے نکالا۔باس کی فون آرہی تھی۔یس کر کے کان سے لگائی

''باس کو کیا کام ہوسکتا ہے۔''

''السلامُ علیکم۔'' لہجے میں تجسس تھا۔

''سر خیریت تھی۔''

''ہاں سکندر۔آپ بزی تو ہیں۔''

''نہیں سر آپ بتائیں۔کیا کام تھا۔''

''دراصل۔سکندر۔وہ مس جوزی کو تو جانتے ہی ہوں گے آپ۔''

مشامِ جاں کا نام سنتے ہی دل ایک الگ ہی لَے میں دھڑکنے لگا۔

''جی جی سر بتائیں۔'' زبیدہ بھی ہمہ تن گوش تھی۔ابھی تک پورا معاملہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

''دراصل انہوں نے جاب چھوڑ دی ہے۔''

''کیا۔۔کیوں سر ایسی کیا بات ہوگئی۔وہ تو بہت محنتی ورکر تھیں۔''

''یہ تو مجھے بھی صحیح طور پر اندازہ نہیں بٹ۔ان کی اپنی مرضی میں نے ان کو قائل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ ان کا بھائی بہت بیمار رہتا ہے تو وہ اس کا خیال رکھا کریں گی۔میں نے مدد کا کہا تو انہوں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے انکار کر دیا اور کہا کہ ان کی والدہ کما کرا تنا لے آتی ہیں کہ کوئی مشکل نہیں ہوگی۔تو میں نے بھی فورس نہیں کیا کیوں کہ یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے۔بہر حال آج ان کو ان کی سیلری دینی تھی لیکن ان سے رابطہ نہیں ہو پا رہا۔تو آپ اگر فارغ ہوں تو ان کو پے دے آئیں گے۔'' باس نے پوری تفصیل سے من وعن ساری بات سکندر کے گوش گزار کر دی۔

''سر۔آپ، مجھے پتہ بتائیں میں دے آؤں گا کوئی مسئلہ نہیں۔'' سکندر نے حامی بھری۔

Downloaded from https://paksociety.com

''تو ٹھیک ہے آپ ان کی پے کیشئر سے کلیکٹ کر لیجئے گا اور وہ آپ کو ان کا پتہ بھی دے دیں گے ۔''

''ٹھیک ہے سر میں دے آتا ہوں۔'' سکندر کو اور کیا چاہیئے تھا۔

''او کے اللہ حافظ۔'' فون بند ہوا۔ سکندر کی سانس بحال ہوئی۔ آخر کوئی روزن تو ملا تھا۔''

''کیا ہوا بیٹا خیریت تو ہے۔'' زبیدہ نے فکرمندی سے پوچھا۔

''ہاں آپا ٹھیک ہو گیا ہے سب اب یقیناً باقی سب بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کی پتہ چل گیا ہے میں اس کے گھر جا رہا ہوں اس کو اس کی پے دینے باس نے کہا ہے۔'' موبائل جیب میں اڑس کر وہ زبیدہ کو اللہ حافظ کہتا باہر نکل گیا۔ زبیدہ نے سُورتیں پڑھ کر سکندر پر پھُونکیں۔

''بلاؤں میں جا رہے ہو۔ اللہ تمہارا نگہبان ہو اور اِن آفتوں سے تمہارا پیچھا چھُڑائے۔ اور یہ نیناں سے میں پوچھو۔ پُورا پتہ صاف کرتی' پھر وہ آگئی ہے۔'' زبیدہ کی نگاہیں پُرسوچ تھیں۔

SAAT RANG MAGAZINE

Downloaded from https://paksociety.com

''کیسی ہوایشاء۔'' دائم نے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے کمرے کا دروازہ knock کیا ایشاء کے اِجازت دینے پر اندر داخل کو ہوا۔ ایشاء فوراً بیڈ سے اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ دائم نے اس کو بیٹھنے کا کہا اور خود سامنے پڑی چیئر پر بیٹھ گیا۔ ایشاء دھیرے دھیرے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

''اب ٹھیک ہوں۔''

''کیا سوچا پھر تم نے۔ مطلب کہ یہیں رہنا ہے یا واپس گھر والوں کے پاس۔ بخدا میرا یہ کہنے کا مطلب ہرگز نہیں کہ آپ یہاں سے چلی جائیں آپ کے یہاں رہنے سے جہاں مجھے خوشی ہوئی وہاں گھر کے باقی لوگ بھی آپ کے یہاں اسٹے پر نہایت خوش ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں میں سب ہینڈل کرلوں گا گھر والوں کو جو بھی میں نے کہا وہ آپ فالو کیجیے گا۔'' دائم نے وضاحت سے ایشاء کو سب سمجھا دیا۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ بہت اچھے ہیں آپ کی وجہ سے ہی تو میں یہاں ہوں یا شاید اسی وجہ سے تو زندہ ہوں۔ ورنہ واپس جانے پر ابو مار دیتے اور کہیں اور جانے پر زمانہ۔'' ایشاء نے اُداس نظروں سے دائم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اچھا آپ یہیں رہیں تب بھی ہم کو خوشی ہوگی۔''

''اگر میری وجہ سے کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتا دیجئے میرا کہیں اور انتظام کردیجئے گا۔ FA کیا ہوا ہے کہیں نہ کہیں جاب کرلوں گی۔'' ایشاء کی سادہ لوحی پر دائم فقط مسکرا ہی سکا۔

''نہیں نہیں کوئی ایسی بات نہیں۔ آپ بلا جھجک جب تک چاہیں یہاں رہیں۔ کوئی روک ٹوک نہیں لیکن میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا تھا اگر آپ بُرا نہ مانیں تو۔۔۔''

'' کہیے کہیے۔ آپ میرے محسن ہیں میرے لئے آپ مقدم ہیں آپ نے ایک طرح سے میری عزت اور جان دونوں بچائی ہیں۔ کیا یہ احسان آپکا مجھ پر کم ہے۔'' ایشاء ممنون تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''نہیں پلیز یہ نہ کہیں میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ایک انسان ہونے کے ناطے میرا یہ حق بنتا ہے کہ میں اپنا فرض ادا کروں۔آپ اکیلی تھیں۔میں نہ ہوتا کوئی اور ہوتا لیکن یہ نیکی میرے حصہ میں لکھی تھی تو کون کر سکتا تھا۔''

''بہت شکریہ۔آپ کیا کہنا چاہتے تھے۔''

''میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ کی رائے ہو تو آپ کے والدین سے مل لیا جائے،آپ میرے ساتھ چلیں اور میرے ساتھ ہی آجایئے گا لیکن کم از کم ان کو بھی تو پتہ چلے کہ آپ سلامت ہیں اور ٹھیک ہیں۔ آپ نے مجھے سب بتایا لیکن یہ تو آپ کو جاننا چاہیئے کہ وہ آپ کے والد تھے۔کوئی دُشمن تو نہ تھے۔ صرف دوسروں کی باتوں میں آکر۔اور اس میں کچھ غلطی تو آپ کی بھی ہے یہ آپ بھی جانتی ہیں۔''

''ہاں مجھے احساس ہے میں نے غلطی کی ہے۔لیکن ان کا رویہ جب گھر کے افراد ہی آپ کے زخموں پر نمک چھڑ کنے لگیں تو کیا آپ برداشت کر پائیں گے۔''دوسرے ایسی باتیں کہیں تو پرواہ نہیں لیکن آپ کے اپنے غیروں سے بڑھ کو بے مروت نکلیں تو۔۔''ایشاء کھل کر دائم سے ساری بات کہہ رہی تھی دائم کی صورت میں اس کو ایک اچھا سامع اور ناصح مل گیا تھا۔

''لیکن میرا خیال ہے کہ پھر بھی۔''

''وہ مجھے مرحوم کہہ چکے ہوں گے۔وہاں اب میری جمعرات خوانی اور میرے ایصال ثواب کے لئے دُعائیں کی جاتی ہوں گی۔''

''ان کی کہنے سے حقیقت تو نہیں بدلے گی۔ جب آپ سامنے جائیں گی تو خود ان کا یقین ہو جائے گا''

''لیکن وہ مجھے ڈانٹیں گے ماریں گے۔۔''

''ایسی کوئی بات نہیں ہوگی میں تو آپ کے ساتھ جاؤں گا۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''مرضی ہے آپ کی میں چلوں گی آپ کے ساتھ۔کب جانا ہے۔''

''کل چلتے ہیں۔کل ہفتہ ہے میں دفتر سے چھٹی لے لوں گا۔''

''اچھا۔''

''اور آپ کپڑے وغیرہ لینے کیوں نہیں گئیں۔''

''ویسے ہی دل نہیں کر رہا تھا۔''

''دُنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔جو آنکھ چُھپاتے ہیں دُنیا ان کو بند کواڑوں میں ہی جکڑ دیتی ہے۔ہمت کرو۔دُنیا کو فیس کرو۔کسی قسم کا کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتاؤ پریشانی کو کوئی بات نہیں۔''

''جی ٹھیک ہے آپ کا شکریہ۔''

''اور ہاں اُٹھو باہر نکلو۔اور لان میں بیٹھو۔حویلی دیکھو میں تو کام سے جا رہا ہوں ان شاءاللہ ہفتہ آپ کے ساتھ گزرے گا۔دراصل مصروف ہوتے ہیں تو ٹائم تو بالکل نہیں ہوتا۔''

''کوئی بات نہیں۔آپ جائیں بے شک میں باہر جاتی ہوں تھوڑی دیر میں۔منہ ہاتھ دھولوں میں۔''

''ٹھیک ہے اچھا میں چلتا ہوں۔اللہ حافظ''

دائم مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔

☆☆☆

یہ وادی شمشال ہے جو تقریباً تین ہزار آٹھ سو مربع کلومیٹر پر پھیلی ہوئی ہے۔یہاں علاقائی ڈانس اور کارواں دیکھنے والوں کو خود میں سمو لیتے ہیں موسمِ سرما میں درختوں کے پتے تڑ تڑ گرتے سرخ، پیلے اور سرمئی پتے عجب بہار دِکھلاتے۔اُفق پر چھائے بادل بے اعتبار لوگوں کی طرح خیال کیے جاتے ہیں کہ کب برس پڑیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

اسی وادی میں ایک جگہ پہاڑوں سے چہار سُو گھیری ہوئی تھی اور بالکل وسط میں جھیل تھی۔

خوبصورت سی اس جھیل کے کنارے پلوشہ نے اپنا سامان اُتارا اور دُوسری طرف سے شہر یار بھی اُترا۔

اس نے بھی سامان اُتارنے میں پلوشہ کی مدد کی۔

''خان بابا بہت شکریہ، ہم کو اب یہاں کوئی چار پانچ گھنٹے لگ جائیں گے۔آپ چار پانچ گھنٹوں میں آجایئے گا۔''پلوشہ نے خان بابا کا شکریہ ادا کیا انہوں نے جواباً پلوشہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

''خوش رہو بیٹا۔تم جب بولے گا ہم آجائے گا۔'' کھانا کھالینا ،ابھی دن کا نو ہو گیا ہے۔بہن صاحبہ نے خاص طور پر کہا تھا آپ نہیں کھاتی ہو وقت پر۔۔''

''جی بابا آپ بالکل فکر نہ کریں۔میں کھانا کھالوں گی میں نے کھانا اُتار لیا ہے۔اور ہاں شہر یار پانی تو اُتارلو۔''

''اچھا میں لاتا ہوں۔۔''شہر یار نے جیپ سے پانی کی چھاگل اُتاری۔

''بیٹا پلوشہ کا خیال رکھنا۔۔'' خان بابا نے خاص طور پر شہر یار کو ہدایت کی۔اور خان بابا رخصت ہو گئے۔

''اچھا کوئی اور کمی تو نہیں رہ گئی کسی بھی چیز کی۔''

''نہیں بس سب پُورا ہے۔اچھا کیسی ہے یہ جگہ۔''

''کمال کی۔۔وادی شمشال بھی حسین قطعوں میں سے ایک ہے۔میری پورٹریٹ بنانے کے لئے یہ جگہ بیسٹ ہے۔''

''چلو سامان سیٹ کرتے ہیں کہاں سیٹ کریں ،بہتر ہے یہیں کر لیتے ہیں یہ جگہ زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔''

''بالکل۔چلو مجھے بتاؤ کہ میں کہاں بیٹھوں گا۔'' ایزل کو سیٹ کرتے ہوئے پلوشہ نے شہر یار کو

Downloaded from https://paksociety.com

دیکھا۔

''ہوں۔۔بالکل سامنے۔ہلنا نہیں کیوں کہ ہلے تو پورٹریٹ خراب ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔''

''اچھا۔۔میں تین گھنٹے وہاں کیسے بُت بنا رہوں گا وہاں۔''

''بننا تو پڑے گا ناں اب۔پورٹریٹ بنوانے کا تو بہت شوق ہے تم کو۔اب جھگتو چلو نخرے نہ کرو۔''

''بیٹھ تو جاؤں گا لیکن جلدی کرنا۔اتنے گھنٹے میں یہاں اکڑوں نہیں بیٹھ سکتا۔''شہریار نے بیزار ہو کر کہا۔

''اچھا بیٹھو تو سہی۔''پلوشہ نے کچھ بُرش بالوں میں اڑسے اور کچھ کو ہاتھوں میں پکڑا۔اور کینوس پر کھڑی ہو گئی۔

شہریار نے اسٹول سامنے رکھا جو قدرے عام اسٹولز سے اُونچا تھا،،بیٹھا اور بال سنوارے اور پلوشہ سے پوچھا''ہاں اب ٹھیک ہے۔''

''ٹھیک ہے اب میں اسٹارٹ کرنے لگی ہوں۔پورٹریٹ بنانا اور اب اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔اور باتیں بھی نہ کرنا۔''

''کیا پورٹریٹ بناتے ہوئے مجھے کوئی بریک بھی ملے گی۔۔؟''

''ہائے رے یہ شوق۔۔پورٹریٹ بھی بناؤ اور شہریار صاحب نے نخرے بھی اُٹھاؤ۔چلو دے دوں گی بریک کیا یاد کرو گے تم۔''

''ویسے یہ پورٹریٹ کون پاس رکھے گا۔''

''تمھیں پتہ ہے میں نے اس پورٹریٹ کو رکھنے کے لئے ایک بڑی دِل چسپ جگہ ڈھونڈی ہے اس طرح یہ ہر ایک کی نظر سے بھی گزرے گی اور تم بھی مشہور میں' بھی معروف۔''پلوشہ نے سمجھداری اور کچھ اپنے لہجے میں سوچ کا داخلہ کرتے ہوئے کہا۔''کیوں کیا سمجھے۔۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''اچھا کون سی جگہ۔۔میرا خیال ہے۔۔ابھی تک آپ نے آئیڈیا بتایا نہیں۔''شہریار بھی متجسس تھا۔

''ٹیکسلا میں جو میوزیم ہے ناں وہاں۔۔۔''

''کیا چلو جی۔۔اور رکھ دینا وہاں ہی۔۔''شہریار نے منہ بسورا پلوشہ ہنسی۔

''مذاق کر رہی تھی اچھے کزن۔۔اب یہ آپ کی پورٹریٹ ہو گی آپ جو مرضی کریں۔''پلوشہ نے مزاجِ دہلی دِکھایا۔

ہوا سرسراتی ہوئی ان کے پاس سے بھاگتی گزر رہی تھی ۔گھاس برف تلے دبا تھا۔نومبر کے مہینے میں یہاں برف کی مقدار کافی کم ہوتی ہے اور اب سے کچھ عرصے بعد یعنی جنوری کے آخر میں یہاں برف کی ایسی تہہ بچھنے والی تھی کہ یہی دکھائی دے گا کہ ہر شے برف کی بنی ہوئی ہے۔چرند پرند اِدھر آنے سے پہلے سو بار سوچتے۔یہاں دور جھیل میں مچھلیاں بھی پچھتاتی ہوں گی۔

''پھر کب آؤ گے۔''پلوشہ نے شہریار کا چہرہ بغور دیکھا اور آڑی ترچھی لائنز لگانے لگی جو ابھی تکمیل کے مراحل میں تھیں۔

''شاید آؤں یا نہ آؤں۔اب تو اپنے بزنس کو وقت دوں گا پہلے ابو سے ادھار لینا پڑے گا، پھر جا کے میں بعد میں واپس کر دوں گا۔''شہریار کے صرف ہونٹ ہی حرکت کر رہے تھے۔

''اچھی بات ہے اپنا بزنس بے شک چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔تم کو نفع دے گا دیکھنا۔۔شاباش دو میرے مشورے کی۔''

''اچھا ایک بات ہے تم نے بزنس کا مشورہ تو دے دیا اللہ کرے گا تو محنت سے برکت بھی آ جائے گی۔تو یہ بھی بتاؤ کہ کون سا بزنس اسٹارٹ کروں۔''

''مجھے کیا پتہ چاچا جان سے مشورہ کرنا وہ تم کو بہتر طور گائیڈ کریں گے دراصل مجھے لاہور کا پتہ نہیں ناں کہ

Downloaded from https://paksociety.com

کیسا ہے کیسی جگہ ہے تو وہاں جو سوٹ کرے گا وہ بہتر جانتے ہوں گے اب میں تم کو کیا کہوں چاچا جان تمہاری اس سلسلے میں بہتر رہنمائی کرسکیں گے۔"

"چلو ٹھیک ہے کیا تم میری ایک اور مدد کرو گی۔۔؟"

"ارے بھئی تم لڑکے ہو لڑکی سے مدد مانگتے ہوئے شرم نہیں آتی" پلوشہ نے دھونس جمائی۔ اور ساتھ ساتھ ہاتھ لکیروں کو جوڑتے جا رہے تھے۔

"میں آخر کزن کس کا ہوں۔"

"کہو کیا کہنا ہے۔"

"میرے لئے لڑکی بھی ڈھونڈ دو گی۔"

"لڑکی کس لئے۔۔۔؟"

"ارے کزن شادی کے لئے۔۔"

"پہلے بزنس اسٹیبلش کرو پھر شادی کا سوچنا اور خواب دیکھنا۔"

"ہاں کہتی تو تم ٹھیک ہی ہو۔"

پہاڑ ساکت تھے پانی برف تھا موسم سنسان تھا اور خاموشی ہی خاموشی۔ ہوا بے لگام تھی اور اس سب میں ان دونوں کے چٹکلے سب چیزوں کو خوش کیئے دے رہے تھے۔ شاید ایک مدت بعد بنی نوع انسان نے ان کے ساتھ وقت گزارا تھا اور یہ بات وہ ہمیشہ یاد رکھنے والے تھے

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

ناولٹ: **یہ داستانِ عشق ہے۔**

تحریر: نعیم راجپوت۔

---

17 اگست 1790 سہ شنبہ

(جب سے اُس پری وش کو دیکھا تھا۔ دِل بے اختیار ہو چلا تھا۔ چین نہ آتا تھا، کہنے کو تو موجود ہوتے لیکن دِل اس کا محبوب کی گلیوں میں گھوم رہا ہوتا۔)

کامل: اے علی جاہ! گستاخی معاف کیا ہم آپ سے ایک چیز پوچھنے کی سندر کھتے ہیں۔

ولید: کہیے جناب۔ آپ کو ہم سے مدّعا بیان کرتے ہوئے اتنی جھجک کیوں۔

کامل: علی جاہ ہم ہچکچاتے ہیں آپ کی حالت دیکھ دیکھ۔ جیسے آپ کسی اور ہی جہاں میں ہوں۔

ولید: ہاں کامل آپ سے کیا چھپا ہے۔ ہمارے دِل کو روگ لگ گیا ہے۔

کامل: حضور یہ مرض بلا شِفا ہے دِل کو حدود و قیود میں رکھیے۔

ولید: جب ہم پر ہمارا ہی بس نہ چلا تو دِل پہ کیا حدود متعین کریں۔

کامل: آپ کسی کام جوگے نہ رہیں گے۔

ولید: اَب تو حیات کا ایک ہی مقصدِ اولین ہے۔

کامل: گستاخی معاف......آپ اپنے دِل کو اُن راہوں کا مسافر بنا رہے ہیں، جن سے کچھ حاصل نہیں۔

ولید: ہم کو کچھ حاصل کرنے کی تمنا بھی نہیں۔

کامل: تو حضور اس روگ کے رموز کیا ہیں۔

ولید: کامل۔ ہم نے جب سے اُن حورِ زمین کو دیکھا ہے دِل رُک گیا ہے ان کے کالے گھور

Downloaded from https://paksociety.com

نین ہمارے دِل پر کسی برچھی کی مانند چلے، ہمارا مَن اُن کے یاقوتی لبوں سے کوئی راگ سننا چاہے۔ ان کی زُلفیں کالے بادلوں جیسے اُڑتے ہم کو کھینچ کر باندھنے پر مصر۔ گویا کوئی مُقناطیس، ہم کو اپنی قید میں رکھنے کو راہیں کھوج رہا ہو۔

کامل: علی جاہ کہیں دِل کے روگ آپ کو ناکارہ نہ کر دیں۔

ولید: ہم کو تو بس وہ ملکہء دِل چاہیں۔ جنہوں نے ہمارے دِل کو قید و مقید کر لیا ہے۔ اَب اُن بنا چین کہاں۔

کامل: ہم تو آپ کو راہ موڑنے کا کہیں گے۔

ولید: ہم بہت آگے نکل گئے کامل۔ اَب واپسی ہماری مَوت سے ہی ہو گی۔

کامل: واللہ آپ اپنے آپ کو ایذا پہنچا رہے ہیں۔ کسی کا عشق کب کامیاب ہوا ہے۔

ولید: لگن سچی ہے باقی اس ذات کی مرضی۔ ہم کو تو یہ مرض لگ گیا اب وہی شفا دے۔

کامل: دِل پر اختیار رکھیں...... نادان ہے کوئی نقصان کر بیٹھے گا۔

ولید: جب ایک بار دِل بے اختیار ہو جائے تو کسی کی مانے نہیں دیتا۔

کامل: کیا ہے اس غزالہ میں جو آپ بے خود ہوئے جاتے ہیں۔

ولید: ہم کو تو لگتا ہے ہماری روح و جاں اُنہی میں بستی ہے۔ سانس جب تلک ان کی چلے گی، ہماری چلے گی۔ اُن سے عشق ہماری جاں میں، رگوں میں گھومتا ہے۔ ہم کسی کے کہنے میں اب نہ آسکیں گے ہم بے اختیار ہو چلے۔

☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆

21 اگست 1790 شنبہ

Downloaded from https://paksociety.com

بابا: کیا ہوا بچے تُو رنج وغم میں کیوں مبتلا ہے۔

ولید: بابا مجھے عشق ہوا ہے۔

بابا: عشق دو جہاں کے رَب سے یا اس کی مخلوقِ بے وفا سے۔

ولید: بابا اس کی مخلوقِ حسنِ ہوشرُبا سے۔

بابا: ابھی رُک جا......تھام لے دِل......یہ رُسوائی ہے کچھ نہ ملے گا۔

ولید: بابا سچی لگن سے تو ہر کام پایہء تکمیل تک پہنچایا جاسکتا ہے۔

بابا: دُنیاوی چیزیں وفادار نہیں ہوتیں۔

ولید: بابا دِل اختیار میں کہاں آپ دُعا کیجیے ہم تو پانا چاہتے ہیں وہ ہم پالیں۔

بابا: تُو اپنا رَب پالے تُو سمجھ تُو نے سب پالیا۔

ولید: اور رَب کیسے پاؤں بابا۔

بابا: تُو نماز پڑھتا ہے۔

ولید: ہاں بابا کوئی کوئی......۔

بابا: ساری پڑھا کر وہ جو تیرے حق میں بہتر ہوگا تیرا کر دے گا تُجھ کو لَوٹا دے گا۔

ولید: بابا مُجھے اور کچھ نہیں میرا محبوب چاہیے۔

بابا: کیا تیرے دِل کو سکون ہے۔

ولید: یہی تو تمام ہوا بابا۔

بابا: تُو بس رَب کو پالے رَب اُسے تیرا کر دے گا تیرے مَن کی خوبی اُس پر آشکار ہوگی تو وہ تیرے قدموں میں ہوگی۔تُو رَب کو پالے ہر چیز تجھ کو اپنا لے گی۔

ولید: بابا کیا چیز ہے کہ مجھے چین نہیں آتا۔ جی چاہتا ہے ہر پل اس کو دیکھتا جاؤں تو دیکھتا ہی

Downloaded from https://paksociety.com

جاؤں۔ اُس کی ایک جھلک کے لئے میں تڑپتا ہوں وہ پہروں بھی میرے سامنے رہے، لگتا ہے لمحوں میں رہی۔ وہ ایک پَل دِکھائی نہ دے، دِل مَر جانے سا لگتا ہے۔

بابا: دُنیاوی چیزیں تُجھے کوئی سکون نہ دیں گی۔ یا تو قدموں کو روک لے یا پھر اُس رَب سے فریاد کر۔ جو ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔ ہم ناچیز ہیں، ناسمجھ ہیں ہر چیز پانے کے لئے اس سے لَو لگانی ہی پڑتی ہے کیوں کہ جو بھی چیز ہم کو حاصل ہوتی ہے یا ہم پانا چاہتے ہیں اُسی کی مرضی سے اور اُسی سے ہوتی ہوئی ہماری زِندگی میں راسخ ہوتی ہے۔

ولید: کیا وہ میری ہو جائے گی۔

بابا: جو تیرے حق میں بہتر ہوگا وہی ہوگا۔

ولید: بابا باقی جو میرے حق میں نفع بخش ہے وہ مجھے ملے مگر وہ رُخ ماہتاب مجھے ہر نفع و نقصان سمیت چاہیے۔ اس کو پانے کے لئے کسی کا اندیشہ نہیں۔ اس کے بغیر ہمارا جینا ہی دوبھر ہے۔

بابا: دِل کو لگام لگا یہ عقل کی باتیں نہیں جو تُو کر رہا ہے۔ اور دماغ کا استعمال متروک نہ کر۔ سارے فیصلے دِل کے اچھے نہیں۔

ولید: بابا میں رَب سے فریاد کروں گا کہ جو میرے حق میں بہتر ہے وہ میرا کر...... مگر اُس پری کو ہر حال میں میرا کر۔

بابا: یہ تو ضد ہوئی۔ اور بندہ اللہ سے ضِد لگاتا اچھا لگتا ہے؟

ولید: اُمید بھی تو اُسی سے بندھی ہے ضِد بھی تو اُسی سے ہی کروں گا ناں۔

بابا: جا، جا...... ہماری دُعا ہے تیرا عشق کامیاب ہو اور تیرے لئے سُودمند ہو۔

ولید: بابا۔ سلام آپ دُعا کیجیے ہم دوا کرتے ہیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

(نشست برخاست۔)

☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

29اگست 1790 یک شنبہ

ولید: عزیزم کیسے ہیں۔مزاج برہم دِکھائی دیتے ہیں۔

شاہ زر: کیا کہیں ہم تو سراپا احتجاج ہیں پر کوئی صورت راہ نہیں پکڑتی۔

ولید: ایسا کون سا مسئلہ آپ کے رُوبرُو کہ آپ اِتنے صدمے میں ہیں۔

شاہ زر: بس ہماری جان ہی مسئلہ ہے جب جان نہ رہے گی کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔

ولید: کیا والدہ نے ایسا کچھ اِرشاد فرمایا کہ جو آپ کی نازک طبیعت پر گراں گزرا۔

شاہ زر: ہم کیا ہماری اوقات کیا۔ہمارے لئے کیا رہا اب اس جہاں میں۔والدۂ نومولود تھے کہ چل بسیں۔پھر والد صاحب نے عقدِ ثانی کیا اور دُوسری والدہ کے سپرد کئے ہم کو ان کے رحم وکرم پر چھوڑ گئے۔۔جی تو چاہتا ہے کفن لپیٹ،منہ ڈھانپ اس دُنیائے بے وفا سے کُوچ کر جائیں۔

ولید: واللہ آپ بہت نالاں دِکھائی دیتے ہیں۔جو پریشانی ہمارے عزیزم کے رُوبرُو ہے بلا تکلف و جھجک بیان کیجیے۔ہم کو اپنے ساتھیوں میں سے پائیں گے۔

شاہ زر: والدہ محترمہ ہم کو انگلستان بھیجنے پر مصر ہیں جب کہ ہم دہلی کو چھوڑنے کا نہیں سوچتے۔ایک دور یہاں گزارا،اَب کیوں کر ممکن ہے۔

ولید: آپ کے ہجرت کرنے سے کیا مسائل سر اُٹھا رہے ہیں......ہم تو کہتے ہیں رَختِ سفر باندھیے اور انگلستان کی ہوا کھائیے۔

Downloaded from https://paksociety.com

شاہ زر: ہم آپ سے خفا ہو جائیں گے اب اگر آپ نے کہا۔۔۔۔۔کیا ہم اپنے جگرو جاں کو یہاں چھوڑ کر جاسکتے ہیں کہیں۔

ولید: بڑے چھپے رُستم نکلے آپ۔۔کہاں نینِ بے قابو اُڑا لئے آپ نے۔۔۔۔۔۔مجھے خبر نہ ہوئی۔

شاہ زر: میرے کانوں میں سماعت نہیں۔آپ غلط سمجھے محترم۔۔ایسی نادانی ہمارے جگر سے ابھی نہیں ہوئی۔۔

ولید: تو یہ کس کو جانِ تمنا کہا جا رہا ہے اگر ہم غلط سمجھے تو گُستاخی معاف۔۔۔۔۔۔

شاہ زر: عزیز جاں۔۔۔۔۔۔ہم تو آپ کی سناتے ہیں آپ کو ہم آپ کے بِنا کیسے بَن پائیں گے وہاں۔ صدیوں کا ناتا ہے ہمارا۔آپ سے دور جائیں تو لگتا ہے سانس اُکھڑ کر جسدِ خاکی سے کُوچ کر جائے گی۔

ولید: ہمارے عزیز دوست !آپ کی بے پناہ اُلفت و محبت کے تہِ دِل سے شکر گزار ہیں۔آپ کی والدہ بھی آپ کے بارے میں بہتر سوچتی ہیں۔

شاہ زر: جو کوئی آپ سے دُور کرنا چاہے تو کیا خاک ہماری بھلائی سوچے گا وہ۔آپ میں تو ہماری روح ہے،عزیز ہم پیالہ و ہم رقیب۔

ولید: ہم آپ کو تو یہی مشورہ دیں گے کہ والدہ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں،بھلائی میں رہیں گے۔

شاہ زر: ہم نے تو سوچا ہے بس۔۔آپ کے بغیر اگر بے دخل بھی کر دِیا جائے تو نہیں۔۔آپ بھی ہمارے ساتھ ہی چلیے تب بات ہے۔

ولید: ہم کہاں۔جس طرح آپ کی سانس ہم میں اٹکتی ہے ہم بھی کسی کی زُلفوں کے اسیر ہو گئے ہیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

شاہ زر: ہم کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی بے وفا دوست۔۔کس کا خیال میرے یار کو مُسکائے ہوئے رکھتا ہے۔

ولید: ہیں ایک حور مثلِ شمائل۔۔جس کو دیکھوں تو جی چاہتا ہے کہ دیکھتا ہی جاؤں اب جب پچھلی پوری حیات پر نظر ثانی کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جیسے اُن کے علاوہ زِندگی میں کچھ نہ پایا۔

شاہ زر: کون ہیں یہ خوش قسمت جن کے ماتھے پر ہم ولید کے نام کا تارہ چمکتے دیکھ رہے ہیں۔

ولید: ریاستِ نظامیہ کی واحد چشم و چراغ۔بس اُن سے ایسے نین لگے کہ بس تھم سے گئے۔

شاہ زر: یہ کیا غضب ہوا......یہ تو ہمارے جانی دُشمن ہیں ،ان کی صاحبزادی آپ کی زِندگی کیسے بن گئیں۔

ولید: دِل پہ کس کا بس چلا پیارے......یہ تو بے لگام خیل کی طرح ہوتا ہے جس نے باندھ لیا تو باندھ لیا......کھلنے کا دِل خود ہی نہیں کرتا۔

شاہ زر: ہم آپ کو باز رہنے کا کہیں گے ایسی محبت پائی نہیں جاسکتی آپ سے۔

ولید: ہماری لگن سچی ہے بس قسمت میں ہوا تو پا بھی لیں گے۔

شاہ زر: سب قسمت پر چھوڑنے پر بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا،خود بھی ہاتھ پاؤں لگانے پڑے ہیں محبت پانے کے لئے۔اتنی آسان نہیں جتنی ہمارے شہزادے سمجھ بیٹھے۔

ولید: محبت کی راہیں تو آسان ہی ہیں ہمارے نصیب ہی کچھ ٹھنڈے ہوتے ہیں کہ جو تمنّا کریں ،پا نہیں پاتے۔

شاہ زر: کیا کوئی تقریب ملاقات رہی آپ کی اُن صنفِ نازک سے۔

ولید: ہم ہی اُن کی سلطنت کے پاس سے گزرے نہر کے پاس وہ ماہ رُو کسی جل پری کی مانند کھڑی تھیں ،چوڑیاں بجاتی کھلکھلاتیں اور بھاگتیں......بس وہی لمحہ تھا کہ دِل میں گھر کر

Downloaded from https://paksociety.com

گئیں۔

شاہ زر: واللہ......آپ کو کیسے قیاس ہوا کہ وہ ہمشیرہ غیور ہیں۔

شاہ زر: ہماری تو نظر ہی ان سے پہلی بار ملی۔وہ تو کامل نے بتایا کہ یہ صاحبزادی ہیں مخالف لوگوں کی۔کاش ہمارے دادا محترم نادانی میں اُن کے دادا محترم کو تیر نہ لگاتے تو یہ دُوریاں نہ ہوتیں۔

شاہ زر: ہم کو تو ایک ہی راہ بتائیں گے کہ قدم سنبھال کے رکھیے گا ہماری دُعا ہے کہ آپ کی بات بن جائے ہم اپنے عزیز کا نہیں سوچیں گے تو کیا گلی چوباروں کا سوچیں گے۔

ولید: بس ہم ان کے لئے کوئی مشکل کھڑی نہیں کرنا چاہتے ورنہ تو اُن کو دیکھنے کو دِل پھر سے ہمکتا ہے،چین نہیں پاتا یہ دِل۔ایک بار کیا دیکھا دِل بے وفا ہمارا نہ رہا ایسے بھاگ نکلا گویا لوہے چون کو مقناطیس کشش کرتا ہے۔

/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

2 ستمبر 1790 سہ شنبہ

(کمرے میں گھٹن تھی یا اُلجھوں میں پتہ نہ تھا۔)

جہاں عالم: اے کامل یہ کیا ماجرا ہے ہمارا چشم و چراغ کن سوچوں میں غلطاں رہتا ہے۔

کامل: اے صاحب گستاخی معاف۔سر قلم کر دیں جو غلط اس ناتواں کے منہ سے نکلے۔

جہاں عالم: بتا......کیا گزارش کرنا چاہتا ہے تیرا غلہ دانوں سے بھروں گا۔

کامل: عالم پناہ ہمارے ولید عشق کے موذی مرض کا شکار ہو گئے ہیں جس کا علاج طبیبوں و حکیموں کے پاس بھی نہیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

جہاں عالم: یہ ہماری سماعت پر کیسی رِقت طاری کر دینے والی بات ہے ہمارے ولی عہد عشق کی مشقیں کہاں سے دھرانے لگے۔

کامل: اے عزیز اُن کو جن سے عشق ہوا ہے اُن کی توصیف بَر لانا ہمارے بس میں نہیں۔ ہم نے جب اُن کو دیکھا ہماری آنکھیں جامِد ہو گئی تھیں۔

جہاں عالم: کون ہیں یہ خوش نصیب...... جو ہمارے لاڈلے کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دِل کا سکوں بن گئیں۔

کامل: ہم آپ کے گوش گزار تو کر دیں گے لیکن ڈرتے ہیں یہ سماعت فرمانے کی تاب آپ میں نہ ہو گی۔

جہاں عالم: اے کامل...... تُو ہمارا مشیرِ خاص ہی نہیں تَن کا عضو ہے۔ تُجھے نقصان پہنچانا خود کو گزند پہنچانے پر قادِر ہے۔ تُو کہہ ہم سننا چاہتے ہیں، بلا حیل وحُجت کہہ ڈال۔

کامل: اے عزیز پھر سنیے ولید کو ہمارے ہی دُشمنوں کی بیٹی سے عشق ہو گیا ہے۔

جہاں عالم: کامل ہم سانس نہ لے سکیں گے ہمارا جگر پھٹ جائے گا۔ آنکھوں سے لہو بہہ نکلے گا۔

کامل: کیا ہم یہی تو اِرشاد فرماتے تھے کہ یہ معمہ دِل کُشا ہے کانوں میں رُوئی دُھنسانی پڑے گی۔

جہاں عالم: اے کامل...... ولید کو کہہ دیجئے کہ جہاں معاملہ ہے وہیں اس کو خاک میں ملا دے۔ کہیں یہ نہ ہو یہ چنگاریاں ہوا میں معلق ہوں اور ہر سُو جگ ہنسا ہیاں ہوں۔ چنگاریاں پھیلیں تو آگ بھڑکے گی اور اِس آگ میں سب جَل کر خاکستر ہو جائے گا۔

کامل: ہم نے بہتیرا کیا علی جاہ...... ولید صاحب بھی مَن و دَھن کے پکے ہیں اور بھلا عشق کسی ناصح کے قابل ہی کب چھوڑتا ہے۔

جہاں عالم: ہم تو سلب ہو جائیں گے۔ ہماری واحد طاقت و ناز ہمارے صاحب زادے ہیں جو یہی

Downloaded from https://paksociety.com

دُشمن کے نرغے میں جانے کو بے تاب ہوں گے تو ہم تو بے دَست و پا ہو جائیں گے۔

کامل کچھ کریں۔ ہمارے اندر بھانبھڑ اُٹھ رہے ہیں ہماری جسم و روح کو سکوں دیجیئے۔

کامل: علی جاہ......غم نہ کیجیئے ہماری دُعا ہے ولید صاحب کی بہتری کے لیئے۔

جہاں عالم: نہیں کامل۔ ایسی دُعا نہ کیجیو کہیں ایسا نہ ہو وہ لڑکی ہی بہتری بن جائے اور ہم حریفوں کے رُوبرو دست و دامن کو پھیلانا اپنے لیئے شرمندگی و بے عزتی شمار کرتے ہیں اُن کو کہیے مَن سنبھال لیں کیوں کہ اُن کے قدم منزل کے بابت نہیں۔ بلکہ خاردار راہوں پہ ڈگمگا رہے ہیں جن سے تکلیفوں و درد کے سِوا کچھ زینتِ زیست نہیں ہونے کا۔

/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

8 ستمبر 1790 چہار شنبہ

ولید: یہ کیا سنا رہے ہیں آپ ہم کو......بابا ناراض ہیں ہم پر۔ ہاں اُن کا ناراض ہونا بنتا بھی ہے اپنے رَقیب کی بیٹی سے اپنے ہی بیٹے کی دِل لگی اور والد محترم کو کہاں اچھی لگنی تھی یہ بات۔ پر اب جو ہونی تھی ہو چکی، جو آگ لگنی تھی لگ چکی۔

کامل: والد محترم آپ سے سخت ناراض ہیں، وہ آپ کو پلٹ جانے کا کہتے ہیں۔ براہ کرم اَمن رکھیے۔ کہیں یہ رَقیبوں سے محبت و نفرت کے چکر آپ کو ہی نہ لے ڈوبیں۔ اور دُشمن تو ایسی خبروں کے منتظر رہا کرتے ہیں۔

ولید: کامل آپ ہی بتائیے......اَب دِل یہ جو بیتی ، وہ سانحہ اب کیوں کر اور کیسے بُھلا دوں۔ آپ رَب کی قسم کھا کر کہیے، ہمارا عشق کیا بے وجہ ہے اُس حسین دِل رُبا سے۔

کامل: ہم جانتے ہیں......عشق ہوا نہیں، عشق کیا نہیں۔ لیکن اہلِ عشق کی حالتیں ضرور ملاحظہ کی

Downloaded from https://paksociety.com

ہیں۔آپ ٹھیک کہتے ہیں وہ ہیں ہی اِتنی حسین کہ نظر دوبارہ اُٹھنے کا کہتی ہے میں آپ کی دِلی کیفیت کو سمجھتا ہوں جہاں چاہتیں ہوں وہاں تمام رَستے بے شک کانٹوں سے پُر ہوں' نرم گلاب مجھے معلوم ہوتے ہیں۔

ولید: تو آپ ہی بتایئے اِس سے نجات کیوں کر ممکن ہے۔

کامل: خوش رہیے۔باقی ہم آپ کی بات سے صد ہا متفق ہیں۔عشق کسی کو اپنے دام میں نہ پھنسائے اگر بندہ چاہے بھی تو ملنے کے راستے بھی دِکھادے۔

ولید: آپ ہمارے حق میں دُعا کرنا۔کیوں کہ اب یہ عشق ہی ہماری کُل کائنات ہے۔والد محترم کو ہماری کیفیتِ بے تاب گوش گزار کردیجئے ،وہ خود جان جائیں گے۔عشق میں پاگل جان سے چلا جائے ،مگر جانِ جاں سے رُخ نہیں موڑسکتا۔

/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

10 ستمبر 1790 پنج شنبہ

دِل نشیں: بی بی آپ کی کیفیت کچھ انجانی معلوم ہوتی ہے۔کن خیالوں میں رہتی ہیں کہ ختم نہیں ہوتے اور پہروں بیت جاتے ہیں۔

مُورت: کیا کہیے۔ہم خود بے بس ہیں۔کچھ سمجھ نہیں آتا کیا کریں۔

دِل نشیں: کسی جِن وپَری کا سایہ نہ گزر گیا ہو آپ پر سے۔آیئے آپ کو کالی گوٹھ سے سلامی کرا لاؤں۔

مُورت: یہ مرض ایسے نہیں دُور ہونے والا۔چاہے میں زِندگی ہی کالی گوٹھ بِتادوں۔

دِل نشیں: ہمیں بتایئے۔ہماری جان آپ پر نثار......

Downloaded from https://paksociety.com

مُورت: عجب کیفیت ہے۔ نہ دِن، دِن لگتا ہے نہ رات، رات لگتی ہے پہروں جاگتی ہوں۔ آنکھیں خون جاتی ہیں۔ بھوک نہیں لگتی۔ چین نہیں آتا۔ دِل نشیں......ایسی علامات کس مرض کی ہیں۔

دِل نشیں: بی بی کہیں آپ کسی کو دِل تو نہیں دے بیٹھیں۔

مُورت: پتہ نہیں۔ جب سے اُس ساحر کو دیکھا ہے۔ کیا جادُو کر دِیا اُس نے۔ خوابوں خیالوں سے اُس کی صورت نکلتی ہی نہیں۔

دِل نشیں: ہائے اوٗ ربّا......وہ جو کامل کے ساتھ نہر پار آپ نے دیکھے تھے۔

مُورت: کیا آپ اُن کو جانتی ہیں۔ ہماری ایسی کیفیت پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ باخُدا آپ اس بات کی گواہ ہیں۔ بے بس سے ہو گئے ہیں ہم۔

دِل نشیں: وہ حکومت لزانیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے دُشمنوں کے گروہ سے۔ ایسی غلطی نہ کیجئے گا بی بی۔ دِل کو ایک پنجرے میں قید کر کے ڈال دیجئے۔ اور تالا لگا کر چابی کہیں گم کر دیجئے گا۔ ہمارا دِل لگانے کے لئے صرف دُشمن ہی بچے......

مُورت: دِل نشیں......ایک موقع تو فراہم کر دیجئے۔ ہم پھر اُس ندیا کا رُخ کرنا چاہتے ہیں۔ دیکھنا چاہتے ہیں کہ پانی ٹھنڈا ہے یا کورا......

دِل نشیں: اَب یہ دِل کو بہلانے کا اِرادہ چھوڑ ترک کیجئے۔ نہر کا پانی آپ کو موافق نہیں۔ ہم آپ کے جذبات وخیالات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ دِل کو اُن رَستوں پر اکیلا نہ چھوڑیے کہ گم ہونے پر پچھتاوا ہو۔

مُورت: ہم کو کوئی بات سمجھ نہیں آتی۔۔ دِل نشیں، کیا آپ ہمارے لیے کوئی انتظام نہیں کرسکتیں۔ ہم نہر کا پانی چکھنا چاہتے ہیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

دِل نشیں: آپ کے لئے تو جان بھی قُربان......نہر کا پانی کیا چیز۔کل ہی چلیئے......اَب آپ کے آگے بند باندھنا 'ناممکن ہوا۔

/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

19 ستمبر 1790 جمعہ

جہاں عالم: صاحبزادے ہم یہ کیا سماعت فرما رہے ہیں۔کیا یہ درست ہے۔

ولید: والد محترم......اس کے سوا سب جھوٹ ہو گا کہ مجھے عشق ہوا ہے۔

جہاں عالم: اور عشق بھی اپنی ہی رقیب کی بیٹی سے۔

ولید: ہم اِن دُوریوں ان دُشمنیوں، اِن رَنجشوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

جہاں عالم: یہ ناممکن ہے......ہم اپنے والد کا انتقال پُر ملال فراموش نہیں کر پائے ابھی تک۔ہمارے والد ہماری نگاہوں میں پھرتے ہیں۔خون میں لَت جب اُن کو لایا گیا' سانس باقی تھی، جسم تو ساکت تھا۔غلطی بہرحال دُشمنوں کی تھی۔اور اِن دِس سالوں میں کوئی یادگار ایسی نہیں جو ہماری ان کے حوالے سے مثبت اور دوستی کے لئے ہو۔اہم ان کے لئے دوستی کا ہاتھ بڑھا بھی نہیں سکتے۔اور آپ ہم کو اُن کے آگے جھک جانے کا کہہ رہے ہیں۔

ولید: آپ کی عزت و ناموس پر ہم قربان والد محترم......کسی کی مجال بے باک کہ ہمارے والد صاحب کی ذات میں گُستاخی کرے۔

جہاں عالم: یہ ہمارے لئے باعثِ ذلت ہی ہے کہ ہمارے اِکلوتے چشم و چراغ اُن کی بیٹی سے عشق میں غرق ہوئے۔واللہ کیا آپ اِس بات سے انکار کریں گے۔

ولید: اِس بات سے انکار ممکن نہیں......اور یہ بھی عیاں ہے کہ ہم کو اُن ہی کہ صاحبزادی سے عشق

Downloaded from https://paksociety.com

ہوا ہے اور دِل پہ کوئی اختیار نہیں۔

جہاں عالم: بیٹے دِل بڑی خبیث شے ہے' برباد کر دے گی۔

ولید: ہم تو لُٹ چکے۔ برباد ہو چکے۔ جب دِل ہی پاس نہیں تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔

جہاں عالم: دماغ سے کام لیجیئے۔

ولید: چھوڑ گیا کام کرنا۔

جہاں عالم: ہم نے ایسا بے بس اپنے جگر کو نہیں دیکھا۔ہم کچھ عرض کر سکتے ہیں۔

ولید: بِلا جھجک والدمحترم ......آپ ہمارے لئے باعثِ رہنمائی ہیں۔

جہاں عالم: ہماری ایک گزارِش مانیے۔

ولید: ایسے نہ کہیں والدمحترم آپ کی عزت ہمارے لئے لازم وملزوم ہے۔

جہاں عالم: اُس لڑکی کا خیال و جمال اپنے دِل سے ہوا اور چلتا کیجیئے۔

ولید: یہ ناممکن رہا والدمحترم۔ بھلا دِل کو خوں کے بغیر بھی چلانا ممکن ہے، کشتی بغیر پانی کیوں کر چلتی ہے۔بن آب ماہی کیسے رہ سکتی ہے۔اُس سے عشق رگوں میں خون کی مانند ہے۔

جہاں عالم: اگر ہم حکم کریں تو......؟

ولید: آپ ایک سوال کا جواب فرمائیے۔ والدمحترم۔ کیا روح کو جسم سے علیحدہ کرنے کے بعد جسم زِندہ رہا ہے کبھی۔۔۔

جہاں عالم: نہیں ناممکن......

ولید: تو یہ جان لیجیئے۔ کہ اُن سے عشق بھی ہماری روح میں شامل ہے۔ جُدا کرنے سے ناکارہ ہو جائیں گے۔

جہاں عالم: قدم روک لیجیئے۔ ہم نہیں چاہتے آپ پچھتائیں۔

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

ولید: بابا اَب تو آگے ہی بڑھنا ہے۔ پیچھے مڑے تو پتھر ہو جائیں گے۔

جہاں عالم: کیا آپ ہمارے حکم سے رُوگردانی کریں گے۔

ولید: بس وہ ہماری ہو جانے دیجیے باقی سب آپ کی مرضی سے ہوگا۔

جہاں عالم: ہم یہ نہیں ہونے دے سکتے۔ دُشمن ہمارے لئے موت ہیں۔ اور کیا موت کو جان بوجھ کر جان بوجھ کر سینے سے لگاتا ہے۔

ولید: ہمارے لیئے حیات ہے' خون ہے' روح ہے' سانس بن گئیں ہیں ہمارے لئے۔ ہم نہر پر اُن کا دیدار کرنے جارہے ہیں۔

جہاں عالم: ہماری کوئی اوقات نہیں۔

ولید: عشق کے راستے میں نہ آیئے......آپ اَنمول ہیں۔

جہاں عالم: ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے۔

ولید: اگر آپ ہم کو سَو دیواروں میں بھی بند کر دیں' تَب بھی ہم اُن سے ملنے سے باز نہیں آئیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کوشش بھی نہ کی جائے۔

/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

22 ستمبر 1790 چہار شنبہ

جہاں عالم: کامل......ہم کو مشورہ دیجیے۔ ایک طرف ہمار الختِ جگر ہیں اور دوسری طرف ہماری عزت' کس کا انتخاب کیجیۓ، ہمارے لئے دونوں سے ہی دستبردار ہونا ناگزیر ہے۔

کامل: حضورِ والا محبوب کو محبّ سے کسی صورت الگ نہیں کیا جاسکتا۔

جہاں عالم: آپ ناممکن کی بات کرتے ہیں۔ ممکن کی بات کیجیے۔

کامل: ہماری مانیئے تو اُن کا راستہ روکنے کی بجائے کوئی اور راہ نکالیے۔

Downloaded from https://paksociety.com

جہاں عالم: آپ بتایئے ہمارا تو قلب و دماغ ماؤف ہوا۔

کامل: دُوسرا راستہ بھی دُشمنوں کی طرف ہی جاتا ہے،

جہاں عالم: اِس سے ہم یہ سمجھیں کہ آپ لاجواب ہوئے۔۔۔

کامل: خدارا ایسا نہیں۔آپ دُشمنوں کے ہاں سندیسہ بھیج دیجئے کہ اُن کی صاحبزادی ہمارے صاحبزادے سے آنکھیں چار کررہی ہیں۔وہ بھی تو اس معاملے میں ہمارے جیسے ہی ہیں،وہ بھی یہ برداشت نہیں کرپائیں گے۔

جہاں عالم: اے کامل۔ آپ اپنا چہرہ مبارک ہمارے رُوبرُو کیجئے، ہم چُوم لیں۔ایسے نادِر خیالات ہمارے دَماغ میں کیوں نہ سمائے۔

کامل: اے حضرت ہم یہ بھی اِرشاد فرمائے دیتے ہیں کہیں اِس فعل سے آپ کو پچھتانا نہ پڑ جائے۔ہمارے ولید زِندگی ہیں۔کیا آپ ولید کو نا خوش و نامُراد دیکھنا چاہتے ہیں۔

جہاں عالم: بخُدا ایسا نہیں لیکن اگر پیار میں سب جائز ہے تو جنگ میں بھی۔ہم بھلا اُن کے آگے جھک جائیں جنھوں نے ہمارے والدمحترم کو برچھیوں کے وار سے لہولہان کر دِیا تھا۔اور کوئی رحم نہ کیا۔

کامل: اے صاحب......آپ کے والدمحترم نے بھی ان کے ساتھ کچھ کم نہ کیا تھا،چھلنی چھلنی ہو گئے تھے مقابل بھی۔

جہاں عالم: عزیز مشیر......ایسی کو تیسا ہی ہونا چاہیے۔اور غلطی بھی اُن ہی کی ہوئی ہوگی۔پس جو ہونا تھا ہو چکا...........ہم آپ کے خیالات کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔بس بہت ہو گیا۔اَب اِس کا اختتام بھی ہو ہی جانا چاہیے۔

/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

Downloaded from https://paksociety.com

26 ستمبر 1790 یک شنبہ

(وہ دونوں وہاں پہنچیں جہاں ندی بہتی تھی۔ندی جوش میں تھی اور مُورت ہوش میں نہ تھی۔ قدم بڑھتے چلے جا رہے تھے۔محبوب کا دیدار نصیب ہو گا یا نہیں۔بعد کی بات' جائے مُقام پر تو پہنچا جائے ،عجب محبت تھی۔نہ مُلاقات' نہ کوئی مقرر وقت اور نہ ہی علیک سلیک اور دونوں ندی کے مخالف کنارے پھر بھی اُن کو ایک ہی مرکز کی طرف کھینچ لاتا' وہ جذبہ بلا شبہ محبت تھی۔)

دِل نشیں: بی بی کیا پتہ وہ اپ کے دِل کے شہنشاہ اِدھر تشریف لائیں گے بھی یا نہیں۔

مُورت: کبھی آپ نے محبت کی ہے۔

دِل نشیں: بی بی میں اَب محبت جو گی کہاں......دو بچوں کی ماں بن چکی اَب تو شوہر ہی رہ گیا محبت جو گا۔

مُورت: تو پھر آپ نہیں سمجھ سکتیں ہماری کیفیات۔جب پاس سے گزرتی ہوا میں بھی محبت کی خوشبو بَس جائے تو ہوا کے پیچھے بھاگتے ہیں تو یہ تو پھر وہ مُقام ہے جہاں سے ہمارے محبوب کا گزر ہوا ہے۔

دِل نشیں: بی بی......!ہماری دُعا ہے کہ آپ کی محبت آپ کو مل جائے مگر کیا کبھی آپ نے اِس سب کے اِنجام کے بارے میں بھی سوچا۔

مُورت: انجام کی کسے پرواہ ہے ہم تو بس محبوب کا دیدار چاہتے ہیں۔

دِل نشیں: بی بی محبت تو بے اختیار ہی ہوتی ہے بندہ آپ اپنا سنبھالے۔آپ کے والد کسی طور راضی نہ ہوں گے۔وہ ہمارے دُشمن ہیں اور بھلا دُشمنوں سے آشنائی رکھنے کا کس کو اور کا ہے کا خوف۔

Downloaded from https://paksociety.com

مُورت: دِل نشیں۔ ہمارا دِل بس میں نہیں دماغ ماوُف ہوا اور یہ جو آپ کو نظر آتے ہیں بس مٹی سی ہیں سب محبت کی میٹھی میٹھی پھُوار ہی ہم کو سیراب کر سکتی ہے۔،اور جب دِل دماغ نہ ہوا تو کیا زِندگی کہاں کا چیں۔ ہمارا تو چین ،نیند سب وہ اجنبی لے اُڑا۔

دِل نشیں: بی بی ایسی بے بسی کی محبت کبھی نہ دیکھی ہم نے۔

مُورت: جس پہ بیتے وہی جانے۔

دِل نشیں: آپ اُن کو بھول جائیں۔

مُورت: کیا آپ ہماری مَوت چاہتی ہیں۔

دِل نشیں: اللہ نہ کرے ہم تو دُشمنوں کا بھی بھلا چاہتے ہیں۔آپ تو پھر ہماری بی بی ہیں۔ ہماری دوست ہیں ۔

مُورت: دیکھو......وہ دو سائے سے لہرائے جاتے ہیں۔

دِل نشیں: دیکھتے ہیں بی بی آپ کی محبت کتنی سچی ہے دِل کو دِل سے راہ ہوئی تو جان لیجئے بی بی وہ بھی آپ سے اِلتفات میں مُبتلا ہیں۔ جو خبر نہ ہوئی تو دِل تھام کے چلیے۔

مُورت: ہماری سچی محبت کو نہ آزماؤ۔آزمانے پہ آئے تو سب بہت بہت پیچھے رہ جائے گا۔ محبت کو نبھانے کے لئے ہم کو کسی کی پرواہ نہیں۔

دِل نشیں: یہ محبت ہے یا خدا......یا عذاب کہ بندہ مُبتلا ہو جائے تو جاں نہ چھُوٹے۔پَر عذاب سے تو بندہ جاں چھُڑاتا ہے۔اور محبت میں۔۔

مُورت: وہ سامنے دیکھیے۔خود بتائیے۔آپ کی باتیں زیادہ سچی ہیں یا ہماری محبت

☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

30 ستمبر 1790 پنج شنبہ

Downloaded from https://paksociety.com

کامل: صاحب وہی مُورت سامنے ہیں بلاشبہ حسین وجمیل اور مثلِ حور ہیں۔

ولید: تو کیوں ہمارا بے بس ٹھہرنا آپ کو سمجھ میں آیا......؟

کامل: بالکل بجا فرمایا حضور......ہم تو پہلے ہی کہہ رہے تھے کہ آپ کی محبت نا تو ان نہیں' کڑیل ہے۔ بھلا سورج سے روشنی' پھُول سے خوشبو' چاند سے چاندنی بھی چھینی جاتی ہے۔

ولید: ناممکن......

کامل: صاحب کیا آپ اُن سے مُلاقات فرمائیں گے۔ ہمارا تو کہنا ہے پہلے آزما لیجئے۔ کہ وہ بھی آپ سے محبت کرتی ہیں یا بے خبر ہیں۔

ولید: ہماری بات سنیئے کامل......محبت میں آزمانا نہیں چلتا۔ آزمایا تو اُن کو جاتا ہے جن پر اعتبار نہ ہو۔ ہم نے اُن کو زِندگی دان کی' تو آزمانا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور ہماری محبت مثلِ آہن ہے مشک کی خوشبو دُور تلک جا پہنچتی ہے تو عشق کا ہے' کو چھپے گا۔

کامل: اُن کے ساتھ اُن کی دیرینہ کنیز بھی ہیں۔

ولید: دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے ہم نے تو اُن کو حالِ دِل بتا کر ہی روانہ ہونا ہے یہاں سے۔

کامل: بجا فرمایا۔

/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

2 اکتوبر 1790 سہ شنبہ

مُورت: آپ یہیں ٹھہریے......ہم آگے اکیلے چلے چلتے ہیں۔

دِلنشیں: بی بی سنبھل کے۔ آپ نازک ہیں تو یہ پگڈنڈی کمزور تر۔

مُورت: ہم چل لیں گے آپ یہاں ہماری آمد کا انتظار کیجیے۔

....ایک منٹ بعد..

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

ولید: آپ..........

مُورت: جی..........

ولید: وہ..........

مُورت: کیا..........

ولید: میں..........

مُورت: ہاں..........

ولید: میں کہنا چاہتا تھا کہ..........

مُورت: مُجھے بھی کُچھ کہنا تھا۔

ولید: جی عرض کیجئے ہم ہمہ تن گوش۔

مُورت: اِبتدا آپ کیجئے......

ولید: میں کہتا تھا کہ......

مُورت: جی کہیے رُ کیے نہیں۔

ولید: آپ......آپ......میں آپ کو......آپ کیسی ہیں۔

مُورت: ٹھیک اور آپ......؟

ولید: میں بھی آپ......آپ۔

مُورت: کیا بات ایسی ہے کہ کہنے میں آپ ہچکچا تے ہیں۔

ولید: ہماری نیندیں چلی گئیں۔کیا کریں۔

مُورت: ہماری تو جان ہی چلی گئی اُس کا کیا......آہ۔

ولید: کیا ہوا......

Downloaded from https://paksociety.com

دِل نشیں: بی بی کیا ہوا۔

مُورت: دیکھیے ہمارا جُوتا۔۔

ولید: ہم دیکھتے ہیں......

مُورت: نہیں آپ چھوڑیں......وہ گارے میں مدغم ہو گیا۔ ہم ایسے ہی چلے چلیں گے۔

دِل نشیں: بی بی...... آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔ ہم نے کہا بھی تھا کہ احتیاط کیجیے کیسا کچا راستہ ہے۔ آپ کا پاؤں' گارے سے بھر گیا۔ شکر ہے' گری نہیں آپ...... پگڈنڈی تو ٹوٹ گئی ساری۔

مُورت: ہم چلتے ہیں۔

ولید: اور ہم بھی۔

مُورت: آپ بھی ایسے ہی چلے جائیں گے۔

ولید: آپ یہ ہمارے جُوتے پہن لیجیے۔ چودھویں کو واپس کر دیجیے گا۔۔

دَل نشیں: صاحب آپ جانے دیجیے۔ ہم بی بی کو اپنے جُوتے دیدیں گے۔

ولید: کوئی معاملہ نہیں۔ ہم کو واپس نہ کریں تب بھی۔

مُورت: آداب ہم چلتے ہیں۔ پرسوں چودھویں ہے۔

ولید: خوش رہیے۔

کامل: چلیے علی جاہ۔

/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/☆/

(دوسری اور آخری قسط آئندہ ماہ)

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

☆غزل☆

اک اور فیصلہ اپنے خلاف کر بیٹھا
میں اپنے دشمن جان کو معاف کر بیٹھا

پھر ایک بار مجھے اس سے پیار کرنا پڑا
وہ اپنے وعدے سے پھر انحراف کر بیٹھا

تھکن شدید تھی، سردی تھی، رات دھندلی تھی
سو اس کے خواب کو اپنا لحاف کر بیٹھا

بجا کہ مل نہ سکا مجھ کو کعبہ الفت
مگر یہ کم ہے کہ دل کا طواف کر بیٹھا

میں اس کی روح کی تقدیس کا محافظ تھا
مرے وجود سے جو اختلاف کر بیٹھا

وہ میرا آئینہ عمر تھا، مگر کاشف
میں اس کو دامن ہستی سے صاف کر بیٹھا۔

شاعر: کاشف شہزاد۔

Downloaded from https://paksociety.com

http://saatrangmagzine.blogspot.com

غزل۔

وہ جو کہتے ہیں کہ تنہائی سے بھی ڈر لگتا ہے
یہ تو حقیقت ہے کہ محبت میں جدائی سے بھی ڈر لگتا ہے

اُفق کے اُس پار جو دیکھیں تو آخر کیا دیکھیں
اب تو سمندر کی گہرائی سے بھی ڈر لگتا ہے

دِل تو دریا ہے دھڑکتا ہے تو پھر کچھ بھی سہہ لے گا
چشمِ نم کا کروں تو کیا کروں اِنکی رونمائی سے بھی ڈر لگتا ہے

زمانے کا کیا ہے بدلتا ہے تو بدل جائے
پروا تو اُس کی ہے جسکی بے وفائی سے بھی ڈر لگتا ہے

دل کی گہرائیوں میں کوئی رَچ بس جائے تو آخر کیا کریں
دل تو کہتا ہے کہ کہہ دیں سب مگر رسوائی سے بھی ڈر لگتا ہے

شاعرہ: آبروِ نبیلہ اقبال۔راولپنڈی

Downloaded from https://paksociety.com

☆نظم☆

اس نے پلکوں کی پشت پر
پانیوں سے لکھا تھا
کہ میرے لہجے اسے
بہت مایوس کرتے ہیں
کیوں میرے اطراف
شوخیوں کے رقص نہیں
اس نے پلکوں کی پشت پر
پانیوں سے لکھا تھا
میری ہتھیلیاں کیوں اتنی اجڑی ہیں
کیوں میرے لبوں پہ اسکا نام نہیں
اس نے پلکوں کی پشت پر
پانیوں سے لکھا تھا
مگر میں اسے کیسے کہوں
کہ جب کوئی ٹوٹ جاتا ہے
تو امید بے معنی سی لگتی ہے
جب درد رقص کرے چاروں اور
تو کرچی کرچی ہو جاتے ہیں
شوخ لہجے سارے
جب دروازے کے اس پار
کوئی صدیوں نہیں آتا
تو لب از خود خاموش ہو جاتے ہیں
میں اسے کیسے کہوں
جب کسی کا ہونے اور نہ ہونے کا
صدیوں گماں رہتا ہے
تو ہر پل سانس گھٹتی محسوس ہوتی ہے
میں اسے کیسے کہوں
وہ جس نے پلکوں کی پشت پر
پانیوں سے لکھا تھا
کہ جب ایسا ہوتا ہے تو
خود بخود مٹ جاتے ہیں دعاؤں کے حروف....

از۔انیلا کرن۔

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com

☆غزل☆

کوئی مصلحت ہو گی یا ناز اٹھوانا ہو گا
یونہی تو ہمارا خیال نہ آیا ہو گا

یا لازماً کوئی کام در آیا ہو گا
ورنہ کیوں ہمارا در کھٹکھٹایا ہو گا

وہ جو کہتا تھا تمہارے بن نہیں گزارا
سوچا کب تھا کہ وہ اپنا بھی پرایا ہو گا

حد ہی کر دی تم نے مایوسی کی ورنہ
دعا سے کس کس نے کیا کیا نہ پایا ہو گا۔۔

از قلم: بتول بھٹی

http://saatrangmagzine.blogspot.com

Downloaded from https://paksociety.com